

اخیری پیغام

پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید احمد



دربار عالیہ مرشد آباد شریف، پشاور

باہتمام :

سرہند پبلی کیشنز، کراچی

پاکستان





اخیری پیغام

پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید احمد



دربار عالیہ مرشد آباد شریف، پشاور

باہتمام :

سر ہند پبلی کیشنز، کراچی
پاکستان



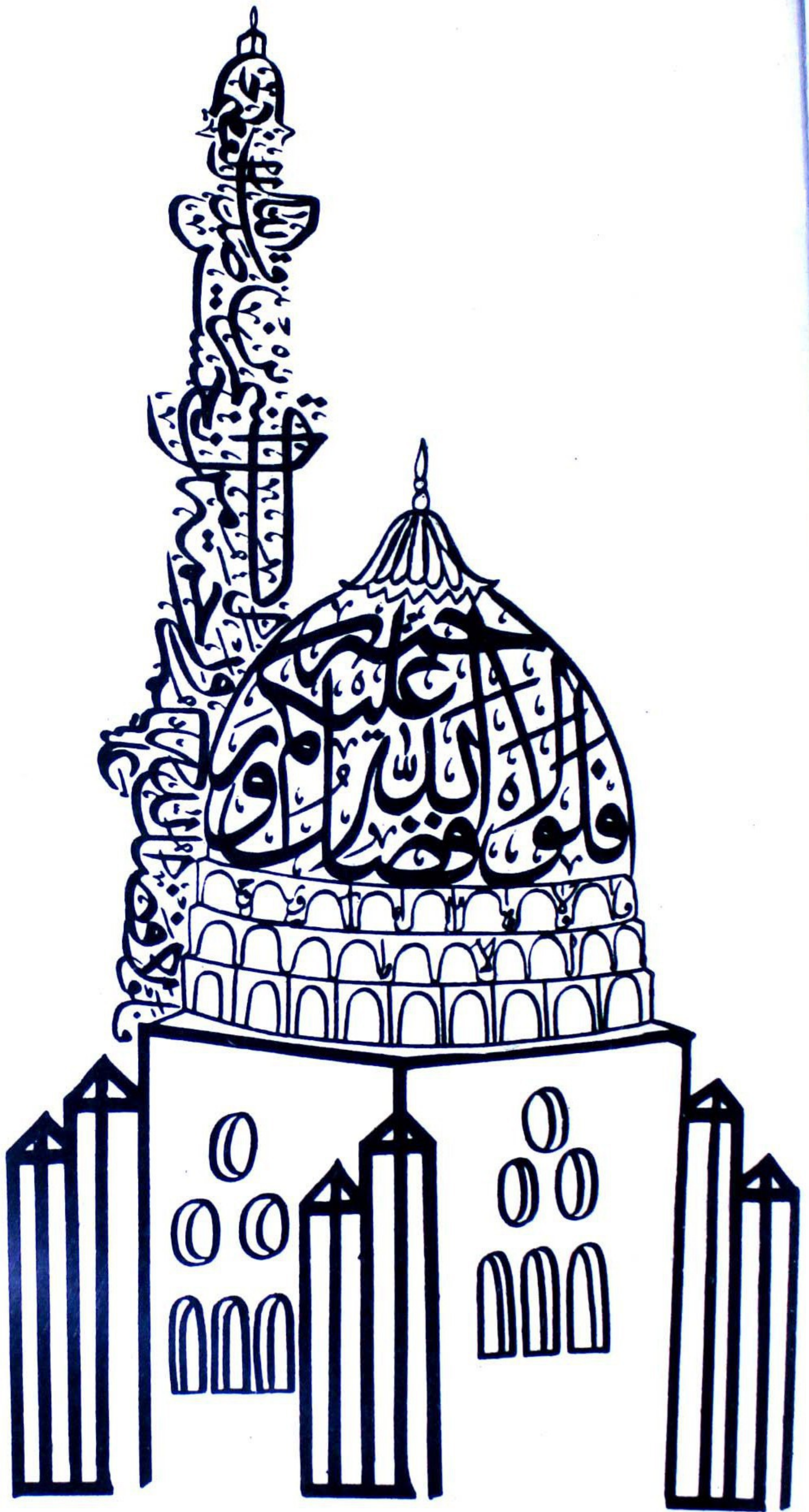
135317

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب	آخری پیغام
مصنف	پروفیسر ڈاکٹر محمد سعود احمد
ناشر	خواجہ عبداللہ جان نقشبندی مجددی قادری
طابع	سرہند پبلی کیشنز، کراچی
مطبع	فضل سنز لمیٹڈ۔ اردو بازار کراچی
طباعت	۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء
اشاعت	اول
تعداد	گیارہ سو
قیمت	۵۰ روپے

ملنے کے پتے

- ۱ - دربار عالیہ، مرشد آباد شریف، کوہاٹ روڈ، پشاور
- ۲ - مدینہ پیشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی
- ۳ - سرہند پبلی کیشنز، مکان نمبر ۸۸، بلاک نمبر ۷-۸،
دھلی مرکنٹائل ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی نمبر ۶-۸۰۶،
فون: ۲۳۶۷۷۸۶ اور ۲۳۸۶۱۱۱



فلولا فضل الله عليكم ورحمته لكنتم من الخاسرين ﴿٦٣﴾



اُس کے نام

- ☆ — جس کی عمر عزیز کی اللہ نے قسم کھائی
- ☆ — جس کے جمال جہاں آرا کی اللہ نے قسم کھائی
- ☆ — جس کے دیار عزیز کی اللہ نے قسم کھائی
- ☆ — جس کو دونوں جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا
- ☆ — جس کو دونوں عالم کے لیے ہادی بنا کر بھیجا
- ☆ — جس کو علم و حکمت کے خزانوں سے سرفراز کیا
- ☆ — جس کے حضور آسمان و زمین سے ہر آن درود و سلام کے گجرے پیش

کیے جاتے ہیں

- ☆ — جس کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا
- ☆ — جس کی محبت کو اللہ نے اپنی محبت قرار دیا
- ☆ — جس کے لیے ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی
- ☆ — جس کی بشارت داؤد (علیہ السلام) نے دی
- ☆ — جس کی بشارت موسیٰ (علیہ السلام) نے دی
- ☆ — جس کی بشارت عیسیٰ (علیہ السلام) نے دی
- ☆ — جس کی بشارت ہر آنے والے نے دی

- ☆ — جس کی بشارت زرتشت نے دی
- ☆ — جس کی بشارت گوتم بدھ نے دی
- ☆ — جس کی بشارت ویدوں میں دی گئی
- ☆ — جس نے ایک جہاں کو اخلاق سے اپنا گرویدہ بنایا
- ☆ — جس نے اخلاق ہی سے خوں کے پیاسوں کو اپنا جانشین بنایا
- ☆ — جس نے کشاکش زندگی سے کبھی پیٹھ نہ پھیری، مردانہ وار جینا سکھایا۔

- ☆ — جس نے جو کہا پورا ہو کر رہا، اور جو کیا پورا کر کے رکھا
- ☆ — جس نے اپنے دوست و دشمن کسی کو نہ ترسایا، سبھی کو سیراب کیا
- ☆ — جس نے زندگی بھر ایک جوڑے میں بسر کی — جو غریبوں کا غریب اور شہنشاہوں کا شہنشاہ تھا۔

- ☆ — جس نے سادگی کی انتہا کر دی، جس نے عاجزی کی انتہا کر دی
- ☆ — جس نے شاہی کی مگر فقیرانہ بسر کی
- ☆ — جس نے غریبوں کا نام لے لے کر عیش و عشرت کا خواب نہ دیکھا اور شرم و جبا کو زخمی کیا۔

- ☆ — جس کا ہاتھ ہمیشہ اونچا رہا
- ☆ — جس نے ہاتھ کبھی نہ پھیلایا، لینا نہیں دینا سکھایا
- ☆ — جس کے انداز جدید سے جدید تر تھے
- ☆ — جس کے افعال عجیب سے عجیب تر تھے
- ☆ — جس کے اقوال خوب سے خوب تر تھے

- ☆ — جس نے زبان و رنگ کو اللہ کی نشانیاں قرار دیا اور رنگ نظر

انسانوں کو وسعت فکر و نظری

☆ — جس نے اُنے والے حادثات کی اطلاع دے کر انسان کو ہوشیار و

خبردار کیا

☆ — جس نے علم و حکمت کے دریا بہائے

☆ — جس نے بتایا بہترین معاشرہ کے لیے معاشی وسائل ہی نہیں اخلاقی

اقدار کی بھی ضرورت ہے۔

☆ — جس نے بچوں کو صداقت کا سبق دیا اور صداقت شعار بنایا

☆ — جس کے تربیت یافتہ بچوں نے باطل کے آگے سر نہ جھکایا

اور سر دے دیا۔

☆ — جس نے موت کے اُٹینے میں زندگی کا چہرہ دکھایا اور شہیدوں کو

جاوداں بنایا

☆ — جس نے خادموں کو خدمت کا طریقہ بتایا

☆ — جس نے تاجروں کو تجارت کا سلیقہ بتایا

☆ — جس نے ملازموں کو ملازمت کا فریضہ بتایا

☆ — جس نے شوہروں کو حقوق زوجیت کا پاسدار بنایا

☆ — جس نے حاکموں کو حکومت کا سلیقہ بتایا

☆ — جس نے فوج کشوں کو فوج کشی کا سلیقہ بتایا

☆ — جس نے فاتحوں کو فتح و نصرت کے آداب سکھائے

☆ — جس نے ہمد سے لحد تک انسانی زندگی کے سارے گرتائے

☆ — جس نے معیشت کی راہیں کھولیں

☆ — جس نے معاشرت کے طریقے بتائے

- ☆ — جس نے محبت کا سبق سکھایا
- ☆ — جس نے زندہ درگور کی جانے والی عورت کو مسند عزت پر بٹھایا
- ☆ — جس نے عورت کے قدموں کے نیچے جنت کو لاکر رکھا اور اس کو
زمین سے آسمان پر پہنچا دیا
- ☆ — جس نے زندہ رہنا سکھایا
- ☆ — جس نے مرنا جینا سکھایا
- ☆ — جس نے مظلوموں کی داد رسی کی
- ☆ — جس نے مسلم و غیر مسلم دونوں کی مشکل کشائی کی
- ☆ — جس نے بے کسوں، بے بسوں اور مظلوموں کو صاحب اختیار و
اقتدار بنایا
- ☆ — جس نے کنجشک فرومایہ کو شاہین سے لڑایا اور پست حوصلہ
انسانوں کو بلند حوصلہ عطا فرمایا
- ☆ — جس نے علم کی لگن لگائی، جس نے لوح و قلم کا وقار بلند کیا،
- ☆ — جس نے جہالت کی تاریکیوں سے نکالا اور علم کے نور سے منور کیا
- ☆ — جس نے ضعیف کا حق قوی سے دلویا اور قوی کو دینا سکھایا
- ☆ — جس نے داد رسی کے لیے تلوار اٹھائی
- ☆ — جس نے داد خواہوں کی داد رسی کی
- ☆ — جس نے مسکینوں اور یتیموں کی کفالت کی
- ☆ — جس نے کسانوں اور مزدوروں کی حمایت کی
- ☆ — جس نے غریبوں اور مفلسوں کو گلے لگایا
- ☆ — جس نے تہذیب و تمدن کا پاس رکھا

- ☆ — جس نے رسم و رواج کا لحاظ رکھا
- ☆ — جس نے فکر انسانی میں ایک انقلاب برپا کیا
- ☆ — جس نے عالمی نشاۃ ثانیہ کا اعلان کیا اور فکر و نظر کو بیدار کیا
- ☆ — جس نے انسانی معاشرے میں انقلاب برپا کیا
- ☆ — جس نے زمین والوں کو پرواز کرنا سکھایا
- ☆ — جس نے نوع انسانی کے لیے ہمیشہ کا کام کیا
- ☆ — جس نے شعور و آگہی کی آنکھیں کھول دیں
- ☆ — جس نے قلب انسانی کو سنوارا
- ☆ — جس نے تسخیر کائنات کے گڑبٹائے
- ☆ — جس نے ذہنوں کو جھوڑا، جس نے دلوں کو ٹٹولا
- ☆ — جس نے نوع انسان کو ایک ملت کا تصور دیا اور ایک جتیا جاگتا
- ضابطہ حیات ساتھ لایا
- ☆ — جس نے رنگ و نسل، قومیت و علاقائیت سے بے نیاز ہو کر
- سوچنا سکھایا اور ایک آفاقی سوچ دی
- ☆ — جس نے مغلوب و مفتوح کائنات کو فاتح کائنات بنایا
- ☆ — جس نے ذہنوں اور دلوں کو قابو میں رکھنا سکھایا
- ☆ — جس نے بتایا سارا جہاں ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو
- کچھ نہ ہو — جس طرح اعداد کی ساری دنیا ایک سے وابستہ
- ہے ایک نہ ہو تو کوئی عدد نہ ہو —
- ☆ — جس نے اعلان کیا نہ گورے کو کالے پر فخر ہے نہ کالے کو گورے پر
- ☆ — جس نے اعلان کیا نہ عربی کو عجمی پر فخر ہے، نہ عجمی کو عربی پر

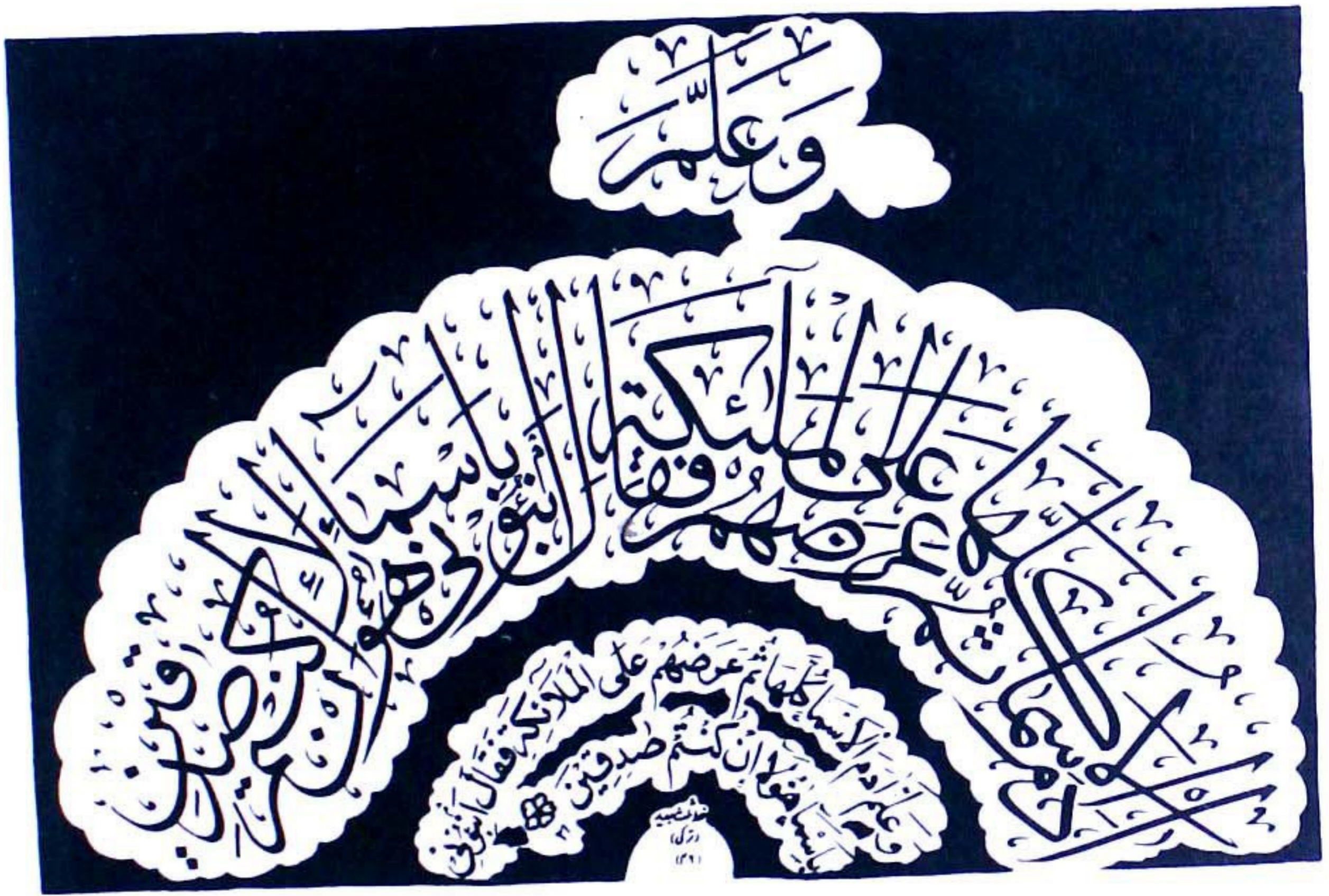
- ☆ — جس نے اعلان کیا شرافت و بزرگی کا معیار کردار و عمل ہے
- ☆ — جس نے روح کو بیدار کیا، فکر کو جگایا، نظر کو چمکایا
- ☆ — جس نے آخرت کا تصور دے کر زندگی کو وسیع سے وسیع تر کر دیا
- ☆ — جس نے انقلاب نو کا اعلان کیا
- ☆ — جس نے وحدت آدم کا علم بلند کیا
- ☆ — جس نے وحدت فکر و عمل کا پھر پیر الہرایا
- ☆ — جس کا فیض کل بھی جاری تھا، جس کا فیض آج بھی جاری ہے،
- ☆ — جس کا فیض کل بھی جاری رہے گا

فَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ



توہمی دانی کہ آئین توچسپیت ؟
زیر گردوں سر تکین توچسپیت ؟
اں کتاب زندہ، قرآن حکیم ؟
حکمت اولایزال است و قدیم
صرف اور ارب نئے تبدیل نئے
آیڈاش شرمندہ تاویل نئے
نوع انساں را پیام آخریں
حامل او رحمتہ للعالمین
اقبال





حرفِ اول

محترمی حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی دامت
برکاتہم العالیہ (مرشد آباد، پشاور، پاکستان) کی سرپرستی میں مدینہ قرآن کمیٹی (لاہور پاکستان)
عجائب القرآن کے عنوان سے قرآن حکیم کا ایک ایسا نسخہ تیار کر رہی ہے جس میں خطاط
پاکستان جناب خورشید عالم گوہر رقم نے تقریباً ۳۰ قرآنی رسم الخط استعمال کیے ہیں
جو گزشتہ چودہ صدیوں میں ایجاد ہوئے۔ اس عظیم شہ کار پر مقدمہ لکھوانے
کے لیے حضرت خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی متفکر تھے، سلسلہ عالیہ قادریہ کے سجادہ نشین اور
شارح شمائل ترمذی شریف حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی،
پشاور پاکستان سے ذکر آیا تو موصوف نے فقیر کا نام تجویز کیا۔ فقیر نے حضرت
موصوف کی شرح شمائل ترمذی شریف (انوار غوثیہ) پر ۱۹۷۵ء میں ایک مقدمہ لکھا
تھا جس کا عنوان تھا الانوار الاحدی فی شرح الشمائل النبویۃ، یہ شرح ۱۹۷۶ء میں
لاہور (پاکستان) سے شائع ہو کر مقبول ہوئی۔ حضرت موصوف کے
مشورے پر خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی کا پیغام ان کے مرید باہم فابرا درم محمد آصف
اصفی الخیری نے ارسال کیا جو دسمبر ۱۹۸۳ء میں اس وقت ملا جب یہ فقیر قومی سبیت
کانفرنس میں شرکت کے لیے اسلام آباد جا رہا تھا۔ اس خانوادے سے یہ فقیر
پہلے متعارف نہ تھا البتہ پروفیسر خالد امین محضی الخیری نے اپنی تصنیف (سلسلہ خیر)۔

(مطبوعہ لاہور - ۱۹۸۱ء) ارسال فرما کر ایک سال قبل تعارف کی راہ ہموار کی تھی

بہر حال اسلام آباد سے واپسی پر مزید مراسلت ہوئی اور عجائب القرآن کے پہلے پارے کا عکس بھی ملا جس میں تقریباً ۳۰ رسم الخطوں میں کتابت کی گئی ہے جس کو دیکھ کر مسرت بھی ہوئی اور حیرت بھی۔ لیکن دل میں یہ خواہش تھی کہ مقدمہ لکھنے سے قبل

عجائب القرآن کی اصل کاپی کو ایک نظر دیکھ لیا جائے تاکہ علم النقیین کے بعد عین النقیین بھی حاصل ہو جائے چنانچہ خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی کی دعوت پر اپریل ۱۹۸۲ء میں آستانہ

خیرۃ اسلام آباد پہنچا جہاں لاہور سے فقیر کے لیے عجائب القرآن کا پہلا پارہ لایا گیا تھا۔ جس کو دیکھ کر مزید حیرت ہوئی۔ اس کا طول تین فٹ

ہو گا اور عرض ڈونٹ اور وزن ایک من سے کچھ زیادہ۔ قرآن کیا ہے ایک چمنستان ہے۔ ہر صفحہ دل کھینچتا ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ ایک کاتب اتنے بہت سے خطوط لکھنے پر اس مہارت کے ساتھ کیسے قادر ہوا

کہ گویا اس نے ہر خط کی مشق پر برسوں گزارے ہوں۔ یہ بات حیران کن تھی اور فقیر چاہتا تھا کہ جناب خورشید عالم گوہر رقم کو خود بھی لکھتا دیکھتا تاکہ حق یقین حاصل ہو جائے مگر قابل اعتماد اور ثقہ راویوں کی پے در پے شہادتوں پر بھروسہ کیا گیا۔

اس سفر میں خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی نے بڑا کرم فرمایا اور چند مفید کتابیں بھی عنایت فرمائیں جن سے مقدمہ میں مدد لی گئی۔ مقدمے کے لیے مواد کی فراہمی کا آغاز تو دسمبر ۱۹۸۲ء میں کر دیا تھا پھر رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ (جون ۱۹۸۳ء) میں قرآن حکیم

کا خصوصی مطالعہ کیا اور خود قرآن سے قرآن کے تعارف کے لیے آیات کو یک جا کیا گیا۔ اس کے بعد کتب احادیث و سیر اور دوسری بہت سی کتابوں سے

مواد اکٹھا کیا گیا۔ کوشش یہ کی گئی کہ قرآن حکیم کے تمام ضروری پہلو مقدمہ میں آجائیں، ویسے قرآن حکیم تو ایک سمندر ہے اس کے معانی و مطالب کسی ایک کتاب

میں سمانا ناممکن بلکہ محال ہے۔

اس مقدمے کی تدوین کا آغاز ربیع اول ۱۴۰۴ھ (دسمبر ۱۹۸۳ء) میں سندھ کے شہر ٹھٹھہ میں کیا گیا۔ سندھ وہ خطہ ہے جہاں صحابہ کرام قرآن حکیم اُس وقت لے کر آئے، جب وہ نازل ہو رہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے اور ٹھٹھہ وہ مقدس زمین ہے بعض مؤرخین کے نزدیک جہاں سے صحابہ و تابعین سندھ میں داخل ہوئے اور دور دور پھیل گئے۔ فقیر نے اسی سرزمین پر مقدمۃ القرآن کا آغاز کیا اور ربیع اول ۱۴۰۵ھ (دسمبر ۱۹۸۴ء) کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

فالحمد لله على ذلك

حقیقت یہ ہے کہ یہ مقدمہ فقیر کے والد ماجد مفتی اعظم ہند شاہ محمد منظر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م- ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) کی آرزو تھی اور انہی کی یہ دعا تھی جس کی مقبولیت کا قدم قدم پر فقیر نے مشاہدہ کیا۔

۱۹۵۸ء میں فقیر نے ڈاکٹریٹ کے لیے سندھ یونیورسٹی (حیدرآباد

سندھ - پاکستان) میں رجسٹریشن کرایا۔ عنوان تھا:۔

”اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر۔ ایک تاریخی جائزہ“

اس سلسلے میں جب حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ سے مشورہ لیا گیا۔ تو

جواب فرمایا:۔

جو موضوع تم نے منتخب کیا ہے اس میں دینی خدمت

نظر نہیں آتی قرآن کریم کی ایسی خدمت اگر کرتے تو بہتر

ہوتا جس میں تسبیح جھلک ہوتی۔

(دسمبر ۱۹۵۸ء از دہلی)

ڈاکٹریٹ کا مقالہ تو ۱۹۶۶ء میں مکمل کیا گیا ۱۹۷۰ء تک مزید اضافے کیے پھر

۱۹۷۱ء میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری ملی مگر حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کی آرزو ۲۶ برس کے بعد اب پوری ہوئی۔ اسی آرزو کے ساتھ ساتھ حضرت نے ایک مکتوب گرامی میں فقیر کو یہ دعا بھی دی :-

”مولیٰ تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے!“
 اور اس میں شک نہیں کہ علمی کاوشوں میں یہ دعائیں رفیق سفر رہی اور پردہ غیب سے ایسی مدد ہوتی رہی جس کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی اور سجدہ شکر بجالاتا تھا۔ ایک انسان جو کسی لائق نہیں اس کو اس لائق کر دینا کہ وہ قرآن حبیبی عظیم کتاب پر مقدمہ لکھنے کی ہمت کرے یہ اسی دعا کا اثر شیریں ہے۔
 اس مقدمے کی تدوین اور کتاب و طباعت میں مختلف محسنین و مشفقین اور کرم فرماؤں نے مدد فرمائی جن کا شکریہ ادا کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتا ہوں۔

سب سے پہلے حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

کا تہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے فقیر کو اس کار خیر کی طرف متوجہ کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان پروفیسر عبدالستار پروفیسر خالد امین مخفی الخیری، پروفیسر

حافظ محمد عبدالباری صدیقی، مفتی عبدالرحمن تٹوی، مولانا محمد طفیل صاحب نقشبندی

مجدوی، مولانا افتخار احمد قادری، مولانا محمد احمد مصباحی، مولانا محمد عبدالحکیم اختر شاہ پٹوئی

منظہری، ڈاکٹر احمد خان صاحب، جناب ریاست علی قادری یہ وہ حضرات ہیں جنہوں

نے مواد کی فراہمی میں فقیر کی مدد کی۔ ڈاکٹر محمد محترم اور سید انور علی ایڈووکیٹ کا ممنون ہوں

جنہوں نے کلک و قلم سے نوازا۔ وہ حضرات جنہوں نے مقدمہ لکھنے کے

دوران میری صحت کی نگہداشت کی اور قوت کا سامان بہم پہنچایا ان میں حکیم محمد نذر احمد

فاروقی مظہری اور حکیم محمد عمر قریشی مظہری قابل ذکر ہیں فقیر ان دونوں حضرات کا تہ دل

سے ممنون ہے۔

مسودہ کی تیس فیض کا کام ایک محقق کے لیے ذرا کٹھن ہوتا ہے اس سلسلے میں عزیزم
 سید محمد منظر قیوم سلمہ اللہ تعالیٰ نے فقیر کی مدد کی کراچی سے آکر ٹھٹھہ میں قیام کیا اور
 بی بیضہ مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور خوب خوب نوازے سے آمین!
 جیسا کہ عرض کیا گیا یہ مقدمہ عجائب القرآن کے لئے لکھا گیا تھا جو اس میں شامل کر دیا گیا۔
 برادر م شیخ صبورا احمد صاحب رڈ امریکہ سربہند پبلی کیشنز، کراچی نے جب یہ مقدمہ دیکھا تو اپنے
 ادارے کی طرف سے کتابی صورت شائع کرنے کا فیصلہ کیا اور مسودہ کتابت کیلئے دے دیا گیا
 اسی زمانے میں پشاور سے خواجہ محمد عبداللہ جان مدظلہ العالی نے اس خواہش کا اظہار فرمایا
 کہ یہ مقدمہ کتابی صورت میں ان کی طرف سے شائع کیا جائے چنانچہ احتراماً ان کی خواہش کو مقدم
 رکھا گیا۔ یہ مقدمہ محترم جناب عبدالرشید شاہ صاحب کی سعی سے کتابت کے مراحل
 سے گزرا اور برادر م شیخ صبورا احمد رڈ امریکہ سربہند پبلی کیشنز، کراچی کی مساعی حمید
 سے طباعت کی منزل تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے آمین!
 اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن حکیم کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے اور
 ہمارے دلوں میں اس کا ایسا نقش بٹھا دے جو تمام نقوش کو مٹا دے۔
 آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ و اصحابہ وسلم۔

نقش قرآن تا دریں عالم نشست
 نقش ہائے کاہن و پاپا شکست
 فاش گویم آنچه در ول مضمراست
 این کتابے نیست چیزے دیگر است





ایکٹہ



علم الہی لا تمناہی — لوح محفوظ — قرآن اور صاحب قرآن
میتاق البیسین — دعائے ابراہیم — بشارت موسیٰ
بشارت عیسیٰ — زرتشت کی بشارت — گوتم بدھ
کی بشارت — احسان الہی — اعزاز الہی — فرمان الہی
بعثت نبوی — جبریل نور — آغاز وحی —
مدت وحی — کاتبین وحی — قرآن منزل من اللہ —
جبریل نے اتارا — رمضان المبارک میں اتارا — رات میں
اتارا — ٹھہر ٹھہر کے اتارا — تمام و کمال اتارا —

۲۱

کفار و مشرکین کا رد و عمل — قرآن کی حقانیت — اختلاف
 نہیں — شک شبہہ نہیں — بے مثل و بے نظیر — بے عدیل
 و بے ثیل — قرآن اور توریت و انجیل — زبان قرآن —
 جمال قرآن — تاثیر قرآن — جلال قرآن —

۲۲

گرد و پیش — عظمت لوح و قلم — کتاب اور کتابت —
 رتق و مہرق — قرطاس و پیپیرس — قرآن مکتوب — جمع و
 تدوین قرآن — حفاظت قرآن — قرآن بین الدفتین —
 مصحف رسول کریم — مصحف عائشہ صدیقہ — مصحف ابی بن
 کعب — مصحف معاذ بن جبل — مصحف ابو زید سعد بن عبدیہ
 مصحف زید بن ثابت — مصحف عبد اللہ بن عمر بن عاص —
 درباری نبوی اور جمع و تالیف قرآن — احزاب کی تقسیم
 دلائل و شواہد — کاتبین اور جامعین قرآن کی کثرت — مصاحف
 کی کثرت — مصحف صدیقی — عہد فاروقی اور ابن حزم —
 مصاحف عثمان — عہد نبوی میں احادیث کے قلمی مجموعے —
 عہد نبوی میں دوسری قلمی کتابیں —

قرآن — قرآن کے صفاتی نام — قرآن حکیم کی اندرونی تقسیم
 — قرآن حکیم کے قلمی نسخے — مصاحف عثمانی —

دیگر قرآنی نوادرات — طباعت کا آغاز — قرآن حکیم کے اولین
مطبوعہ متون — طباعت کے میدان میں پاکستان اور دیگر بلا و اسلامیہ
کی پیش رفت — مدینہ منورہ میں عظیم الشان طباعتی کمپلیکس کا قیام —



کتابت کا ابتدائی اسلوب — ابوالاسود دؤلی کا اضافہ —
یحییٰ بن العیمر اور نظربن عاصم کا اضافہ — خلیل احمد کا اضافہ — ابو عبد اللہ
محمد بن محمد طیفور سجاد ندی کا اضافہ — فن تجوید و قرأت کے ماہرین صحابہ
ائمہ قرأت — حفاظ صحابہ — قرآن کی تعلیم و تدریس



حقیقت قرآن — وسعت قرآن — علوم القرآن —
معجزات قرآن — علوم القرآن کے مصنفین — امتیازات قرآن
ظلمت سے نور — عدل و انصاف — اتحاد و اتفاق
تدبیر و تفکر — تیسیر و تسہیل — پیغام قرآن —



رب سے باتیں — تقرب الہی — آداب تلاوت قرآن
آداب سماعت قرآن — عظمت کلام الہی — تعلیم و
تدریس قرآن — معلمین و متعلمین قرآن — تلاوت قرآن کا اجر و ثواب —

قرآنِ احفاظ قرآن کے درجات ————— شفاعتِ قرآن ————— دل ویراں
 ————— تحریکِ قرآن ————— جام و صہبیا ————— قرآنِ مادۃ اللہ
 خانہ ویراں ————— قرآنی ساپنچر —————



اشاعتِ اسلام اور قرآن ————— پاک و ہند اور عرب تعلقات
 سندھ میں صحابہ کی آمد ————— باشندگان سندھ کی طرف نامہ مبارک
 سندھ اور افریقہ کے وفود کی دربارِ نبوی میں حاضری ————— خلافتِ راشدہ
 میں اسلام اور قرآن کی اشاعت ————— ابن حزم کا بیان ————— عہدِ فاروقی
 میں پاک و ہند کے سواحلی علاقوں میں صحابہ کی آمد ————— عہدِ عثمانی میں صحابہ کی
 آمد ————— عہدِ علوی میں صحابہ کی آمد ————— عہدِ معاویہ میں صحابہ کی آمد
 جنگِ صفین اور ۵۰ مصاحف ————— یزید بن معاویہ اور سندھ میں مسلمان
 زین العابدین اور سندھی خاندان ————— راجہ داہرا اور محمدِ علانی
 حجاج بن یوسف کے نام سرانندیپ کے راجہ کے تحائف
 ساحلِ سندھ پر بحری قزاقوں کا حملہ ————— حجاج کی ہتھمات
 محمد بن قاسم کی آمد اور سندھ میں استقبال ————— ہندوستان کے مشرقی و مغربی
 سواحلی پر مسلمانوں کی آمد ————— اشاعتِ اسلام اور قرآن ————— تراجم و
 تفاسیرِ قرآن ————— اولین ترجمہ و تفسیر ————— ترجمہ فارسی سلمان فارسی
 تفسیر منسوب بہ ابن عباس ————— تیسری صدی ہجری میں زبانِ ہندی میں
 قرآنِ حکیم کا ترجمہ ————— دیگر عالمی زبانوں میں تراجم ————— اشاعت
 قرآن، ایک جائزہ ————— حفاظتِ قرآن، ایک جائزہ

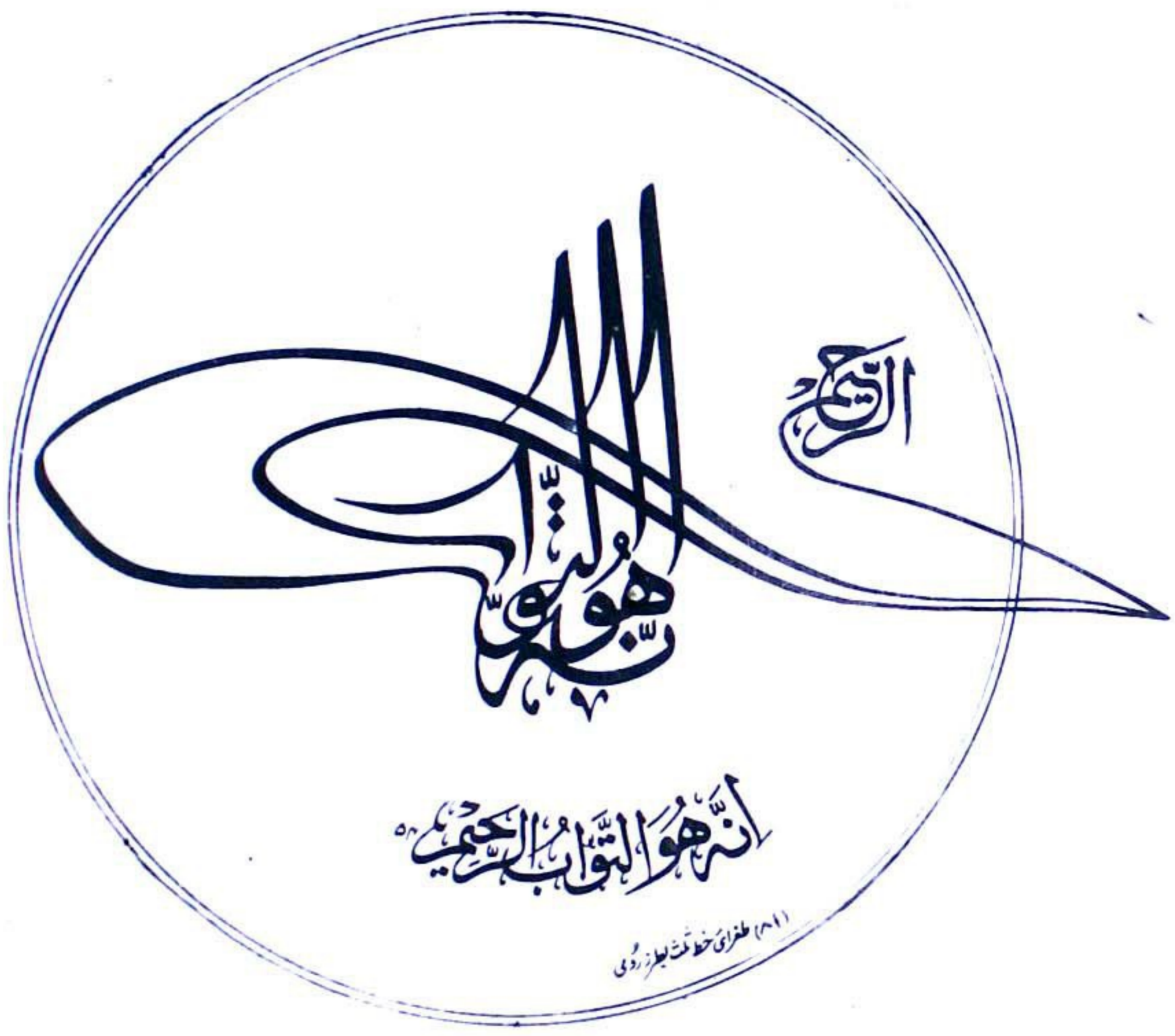


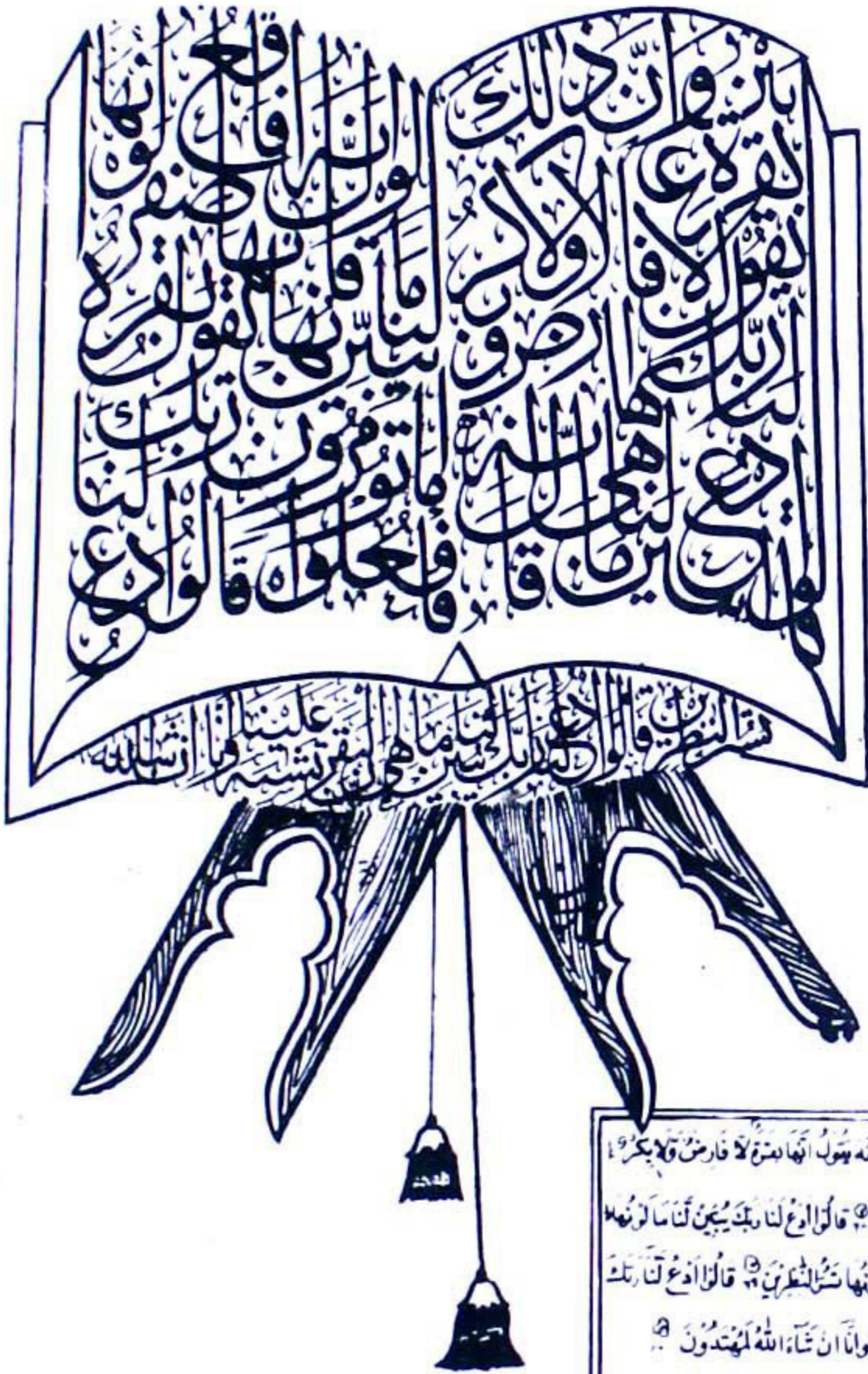
تزئین و آرایش قرآن — فن تحریر اور فنون لطیفہ — تحریر کی ابتداء
 اور انتہا — خط مسند یا عمیری — خط نبطی — خط کوفی — انبار سے
 حیرہ — حیرہ سے حجاز — خطاطی اور خطاط — خالد بن المصباح —
 قطبۃ المحرر — الضحاک بن عجلان — اسحاق بن حماد — الاحول المحرر
 — محمد بن مقلد — ابن البواب — یاقوت المستعصمی —
 شیخ حمد اللہ الاماسی — احمد فرح صاری — شفیع ہراتی —
 ابراہیم حنیف — میر علی تبریزی — شاہان ہند اور خطاطی —
 خطاط اور خطاطی — عجائب القرآن — محی الدین خواجہ محمد عبداللہ جان
 نقشبندی مجددی — خورشید عالم گوہر رقم —

اختتامیہ

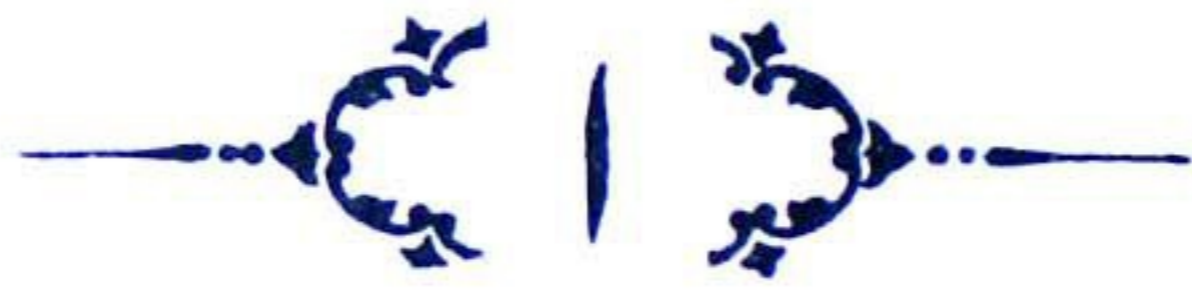
ماخذ و مراجع







بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



الحمد للمتوحد بجلاله المتفرد
وصلوته و ما علی خیر الانام محمد

(۱)

جب آسمان سجایا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ جب زمین بچھائی جا رہی تھی۔۔۔۔۔
جب دنیا آباد کی جا رہی تھی، کس کو معلوم تھا یہاں کیا ہونے والا ہے۔۔۔۔۔
یہاں کون آنے والا ہے؟۔۔۔۔۔ کیا لانے والا ہے؟۔۔۔۔۔ صدیوں
تک یہ راز راز ہی رہا۔۔۔۔۔ آنے والے آتے رہے، جانے والے
جاتے رہے۔۔۔۔۔ خوشخبریاں سناتے رہے۔۔۔۔۔ بشارتیں
دیتے رہے۔۔۔۔۔ اچانک جبل نور کی فضا میں گونج اٹھیں۔۔۔۔۔
ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو گیا۔۔۔۔۔ اور وہ آنے والا آیا جس کا صدیوں
سے انتظار کیا جا رہا تھا اور علم و دانش کے محیط بکیراں سے ایک گوہر آبدار لایا
جس کی چمک دمک سے سب چمکنے والوں کی چمک ماند پڑھ گئی۔۔۔۔۔

وہ محیط بے کراں جس کی وسعت و پہنائی کا یہ عالم ہے!

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدادًا لِكَلِمَاتِ
رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ
رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مِدادًا ۝

(ترجمہ) تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں

ایک جگہ اور ارشاد ہوتا ہے: —————

وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ
وَالْبَحْرُ يَمْدُءُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةَ أَبْحُرٍ
مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
حَكِيمٌ ۝

(ترجمہ) اور اگر زمین پر جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو، اس کے پیچھے سات سمندر اور، تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ بے شک اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

اللہ اللہ! روئے زمین کے سارے درختوں کی شاخیں قلمیں بن جائیں اور ایک سمندر نہیں بلکہ ایسے ہی سات سمندر اور ہوں، سیاہی بن جائیں۔ قلمیں

گھس گھس کر ٹوٹ جائیں گی اور سمندر لکھتے لکھتے ختم ہو جائیں گے پھر بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ اللہ اکبر!۔۔۔

وہ اپنے پیارے بندوں کو اپنے لامتناہی علم سے خاص فیض پہنچاتا ہے اور ان کو نوازتا ہے۔ نوازنے کے انداز الگ الگ ہیں جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں فرمایا:۔۔۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا
وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ
رَسُولًا فَيُوحِي بِلَاذُنِهِ مَا يَشَاءُ ط إِنَّهُ
عَلَىٰ حَكِيمٍ ۝

(ترجمہ) اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پر وہ عظمت کے ادھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے۔ بے شک وہ بتندی و حکمت والا ہے۔۔۔

علم الہی کی بات تو بہت اونچی ہے لوح محفوظ جس کو دوام الکتاب، کہا گیا ہے اس کی شان یہ ہے کہ زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اس میں نہ لکھا ہو، پیدا ہونے کے بعد کہاں رہے گا اور کہاں بسے گا اور کہاں مرے گا اور کہاں دفن ہوگا یہ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے اور تو اور۔ ارشاد ہورہا ہے:۔۔۔

وَكُلُّ صَنِيعٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌّ ۱۰

(ترجمہ) اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے

کب سے دنیا قائم ہے اور کون جانے کہ کب تک دنیا قائم رہے گی۔
 — ابتدا سے انتہا تک جو کچھ گزر چکا، گزر رہا ہے، گا گزرے گا وہ سب
 کچھ اس روشن کتاب میں ہے۔ — اور یہ قرآن حکیم بھی نہ معلوم کب سے
 اس 'ام الکتاب' میں — اس روشن کتاب میں محفوظ چلا آ رہا تھا۔
 ارشاد ہوتا ہے: —

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۱۱
 مَّحْفُوظٌ ۱۲

(ترجمہ) بلکہ وہ کمال شرف و آلاقران ہے، لوح محفوظ
 میں۔

اسی خزانے سے نزول قرآن کا آغاز ہوا اور کس پر نازل ہوا، اس کی شان تو
 ملاحظہ کریں:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا
 آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ
 رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لِيَتُؤْمِنُوا
 بِهِ وَلِتَنْصُرُنَّهُ ۱۳ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ
 وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذٰلِكُمْ إِصْرِي ۱۴ قَالُوا

۱۰ القرآن الحكيم: سورة القمر، ۵۳

۱۱ القرآن الحكيم: سورة البروج، ۲۱-۲۲

أَقْرَرْنَا طَقَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ
مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ ۱۷

(ترجمہ) اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا،
”جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر شریف لائے
تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے
تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا، اس کی مدد کرنا“

— فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا
بھاری ذمہ لیا؟“ — سب نے عرض کی، ”ہم
نے اقرار کیا“ — فرمایا، ”تو پھر ایک دوسرے
پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں
میں ہوں“ —

یہ اتنا اہم عہد و پیمان تھا کہ پھر یاد دلایا گیا اور ارشاد ہوا: —

وَ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا
مِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقْتُمْ بِهِ ۙ اِذْ قُلْتُمْ
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاَتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ
بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ ۱۸

(ترجمہ) اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر اور وہ عہد جو اس
نے تم سے لیا جب کہ تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور

۱۷ القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۸۱

۱۸ القرآن الحکیم: سورۃ المائدہ، ۷

مانا۔۔۔ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں

کی بات جانتا ہے۔۔۔

عہد و پیمان کو بار بار یاد دلا کر انبیاء سابقین کے متبعین کو اس طرف متوجہ کیا جا رہا ہے کہ تمہارے نبیوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے جو عہد و پیمان باندھا تھا اب تم پر واجب ہے کہ اس کو پورا کرو اور پورا اس صورت میں ہو گا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور آپ کا اتباع کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب سرزمین مکہ میں داخل ہوئے تو دل سے ایک دعا مانگی۔۔۔ دعا کے الفاظ قرآن حکیم نے یوں ارشاد فرمائے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

(ترجمہ) اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول ان میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انھیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انھیں خوب ستھرا فرما دے، بے شک تو ہی ہے غالب، حکمت والا۔۔۔

اُس آنے والے کے لیے عہد لیا گیا، دعائیں مانگی گئیں اور پے در پے بشارتیں سنائی گئیں۔۔۔ جس کی گواہی خود قرآن حکیم دے رہا ہے:۔۔۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ بِنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي
رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ
مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي
اسْمُهُ أَحْمَدُ ط ۱

(ترجمہ) اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں
تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب
توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت
سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا
نام احمد ہوگا۔

اسی لیے فرمایا: —

الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي
التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ ط ۲

(ترجمہ: جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل
میں —

اور زرتشت (جس کو مجوسی بنی ملتے ہیں) نے زنداوستا میں حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی آمد کی خبر دیتے ہوئے مجوسیوں کو بشارت دی:۔
آخری زمانے میں ایک انسان کامل ظاہر ہوگا جس کو لوگ
”اشترزیکا“ کہیں گے ط ۳

۱۔ القرآن الحکیم: سورۃ الصف، ۱

۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۱۵۷

۳۔ ابن حزم: کتاب الفصل فی الملل والاعباد والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۶ھ، ص ۱۰۸ حاشیہ

’اشنر ریکا‘ کے معنی ہیں ایسا باخبر انسان جو دنیا کو عدل و انصاف سے مزین کر دے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے باخبر تھے کہ جو خبریں آپ نے دیں وہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں اور آپ کی آمد آمد کے بعد ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف کا دور دورہ ہوا اور انسان نے چین کا سانس لیا۔

زرتشت کی طرح گوتم بدھ نے بھی اپنے خادم نندا کے استفسار کے جواب میں کہا!۔

نندا! میں پہلا بو دھ (پیغمبر) نہیں ہوں جو زمین پر آیا اور نہ میں آخری بو دھ ہوں۔ اپنے وقت پر ایک بو دھ اُٹے گا جو ”میتریا“ کے نام سے موسوم ہوگا۔

”میتریا“ کے معنی وہ جس کا نام رحمت ہے۔ قرآن حکیم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمة للعالمین، کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ یعنی وہ جو دونوں جہاں کے لیے رحمت ہیں۔

اُنے والے کی آمد کا بار بار ذکر ہوتا رہے تو جانتے والے اس طرح جان جاتے ہیں جس طرح اپنے بچوں کو جانتے پہنچانتے ہیں اسی لیے فرمایا:۔

الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا
يَعْرِفُونَ آبَاءَهُمْ ط

۱۔ مناظر حسن گیلانی! النبی الخاتم مطبوعہ دہلی، ص ۵۰-۵۱

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ، ۱۲، سورۃ الانعام، ۲۰

(ترجمہ) جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہنچاتے

ہیں جیسے کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہنچاتے ہیں —

دنیا کی کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کو صدیوں بعد آج بھی اسی طرح جانا پہچانا

جا رہا ہو جس طرح صدیوں پہلے جانا پہچانا گیا —

تاریخ عالم میں یہ امتیاز صرف اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی

صفات کو حاصل ہے — زمانہ ہمارے آپ کے درمیان کوئی پردہ نہ

ڈال سکا —

اللہ اللہ چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود آج بھی محققین و مؤرخین اور

سیرت نگار اسی طرح دیکھ رہے ہیں، اس طرح پہچان رہے ہیں جس طرح چودہ سو

برس پہلے دیکھا اور پہچانا تھا — ہاں، ایسا جانا پہچانا، سارے عالم کے لیے

بھیجا گیا اور اعلان کر دیا گیا: —

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ

جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَ

الْأَرْضِ

(ترجمہ) تم فرماؤ اے لوگوں میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول

ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے —

ہے دو عالم روز و شب در گفتگو لیش

ہم قرآن در شان محمد

وہ آنے والا کوئی معمولی آنے والا نہ تھا — آنا عظیم تھا کہ خود خالق

کائنات اس آنے والے کی آمد آمد کا ہم پر احسان بار بار بتا رہا ہے اور فرما رہا

ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا
مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِن كَانُوا مِن
قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ ٥٦

(ترجمہ) بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی
میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے
اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے
اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا اور قرآن کا نازل ہونا یہ اتنا بڑا احسان تھا

کہ اس پر خوشیاں منانے کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ تَكْمٌ مِّنْ عِظَةِ
مِّنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ ۗ وَهُدًى
وَرَحْمَةٌ ۗ لِلْمُؤْمِنِينَ ۗ قُلْ بِفَضْلِ
اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا
هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝ ٥٧

(ترجمہ) اے لوگوں! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف

۵۶ القرآن العظیم: سورۃ آل عمران ۱۶۴

۵۷ القرآن العظیم: سورۃ یونس ۵۷-۵۸

سے نصیحت اُئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت
ایمان والوں کے لیے، تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی
رحمت، اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن
دولت سے بہتر ہے۔

اور فرمایا: —

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ
لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ۝

(ترجمہ) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس

نبی پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام
بھیجو۔ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے

رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔

جس کے حضور آسمان والے اور زمین والے درود و سلام کے گجرے پیش کر

رہے ہیں۔ قرآن کی فضائیں اس کے ذکر و فکر سے گونج رہی ہیں۔ — کہیں

اس کی حیاتِ طیبہ کا ذکر ہے تو کہیں اس کے مولدِ مقدسہ کا — کہیں اس کے

۱۷ القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۵۶-۵۷

۱۸ القرآن الحکیم: سورۃ الحجر، ۷۲

۱۹ القرآن الحکیم: سورۃ البلد، ۱

حسن و جمال کا ذکر ہے تو کہیں اس کے مزاج و تہاج کاٹے۔ کہیں اس کے رنج و الم کا
 ذکر ہے تو کہیں اس کی رضا و خوشنودی کاٹے۔ کہیں اس کے اخلاق عالیہ کا ذکر ہے
 تو کہیں اس کی تعلیمات و ہدیت کاٹے۔ تو کہیں منصب نبوت پر اس کی سرفرازی کا
 ذکر ہے تو کہیں اس سرفرازی پر خوشیاں منانے کاٹے۔ کہیں اس کے منازل و
 مقامات کا ذکر ہے تو کہیں اس کی محبوبیت اور اقربت کاٹے۔ کہیں اس کے علم و
 فضل کا ذکر ہے تو کہیں اس کی حکمت و دانائی کاٹے۔

۱۔ القرآن الحکیم: سورۃ الضحیٰ، ۱

۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۵۹

۳۔ القرآن الحکیم: سورۃ الانعام، ۳۳

۴۔ القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۱۲۴

۵۔ القرآن الحکیم: سورۃ القلم، ۴

۶۔ القرآن الحکیم: سورۃ الاعلیٰ، ۶، سورۃ العلق، ۱-۵، سورۃ النجم، ۵

۷۔ القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۱۵۸، سورۃ السبا، ۲۸

۸۔ القرآن الحکیم: سورۃ یونس، ۵۸

۹۔ القرآن الحکیم: سورۃ بنی اسرائیل، ۷۹، سورۃ الاحزاب، ۲۰

۱۰۔ القرآن الحکیم: سورۃ النساء، ۶۴، سورۃ البقرہ، ۱۲۴، سورۃ الاحزاب، ۶، سورۃ النحل، ۸۹

۱۱۔ القرآن الحکیم: سورۃ التکویر، ۲۴، سورۃ النساء، ۱۷

۱۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۴۶، سورۃ الجمعہ، ۱، سورۃ البقرہ، ۱۵

_____ کہیں اس کی حقیقت و ماہیت کا ذکر ہے تو کہیں سرکائناات اور کہیں
 معراجِ سماوات کا _____ کہیں ہجرت کا ذکر ہے تو کہیں بیعت کا _____ کہیں
 غزوات کا ذکر ہے تو کہیں فتوحات کا _____ کہیں سابقین کا اس کے طفیل فتح و
 نصرت کی دعائیں مانگنے کا ذکر ہے تو کہیں اس کے انعام و اکرام کا _____
 کہیں اس کی رحمت عام کا ذکر ہے تو کہیں اس کی تعظیم و توقیر کا _____ کہیں اس
 کی شفقت و مرحمت کا ذکر ہے تو کہیں اس کے انصاف و عدالت _____
 کہیں اس کی عبادت و دریافت کا ذکر ہے۔

۱۵ القرآن الحکیم: سورۃ المائدہ، ۵۱

۱۶ القرآن الحکیم: سورۃ بنی اسرائیل، ۱

۱۷ القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۴-۱۸، سورۃ التوبہ، ۲۰

۱۸ القرآن الحکیم: سورۃ الفتح، ۱۰-۱۸

۱۹ القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۳، ۱۲۲، سورۃ التوبہ، ۲۰

۲۰ القرآن الحکیم: سورۃ النصر، ۱-۲، سورۃ الفتح، ۱

۲۱ القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۸۹

۲۲ القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۵۹، ۷۹

۲۳ القرآن الحکیم: سورۃ الانبیاء، ۷-۱۰، سورۃ الانفال، ۳۳

۲۴ القرآن الحکیم: سورۃ الفتح، ۹، سورۃ الاعراف، ۱۵۷، الحجرات، ۱-۲

۲۵ القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۱۲۸، سورۃ الکہف، ۶

۲۶ القرآن الحکیم: سورۃ النساء، ۶۵

۲۷ القرآن الحکیم: سورۃ المزمل، ۲-۳، ۲۰

تو کہیں اس کے اخلاصِ عمل کا _____ کہیں اس کی معصومیت کا ذکر ہے تو کہیں اس کی
 بے داغ سیرت کا _____ کہیں اس کی مجلس کے آداب کا ذکر ہے تو کہیں اس
 کی باتوں کا _____ کہیں اس کی اطاعت و فرماں برداری کا ذکر ہے۔ تو کہیں اس
 سے فداکارانہ الفت و محبت کا _____ اور اس شان کی محبت کا کہ دنیا کی ساری
 محبتیں اس کے سامنے بیچ نظر آنے لگیں: _____

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَ
 إِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَ
 أَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ
 كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تُرَضُّونَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ
 مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ
 فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا
 يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝۷

(ترجمہ) تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے
 بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی

۱۷ القرآن الحکیم: سورۃ السبا، ۲۷

۱۸ القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۲

۱۹ القرآن الحکیم: النجم، ۲، الاحزاب، ۲۱

۲۰ القرآن الحکیم: سورۃ النور، ۶۳

۲۱ القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۳

۲۲ القرآن الحکیم: الاعراف، ۱۵۸، آل عمران، ۳۱-۳۲، الحشر، ۷

۲۳ القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۲۴

کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان (یہ چیزیں) اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اللہ اللہ! کہیں اس کی رفعت و بلندی کا ذکر ہے تو، کہیں انشراح صدر کا۔ کہیں عطاے خاص کا ذکر ہے تو، کہیں اس کے فضل و کمال کا۔ کہیں ازواج مطہرات کا ذکر ہے تو، کہیں رفیقان و مساز کا۔ کہیں فرشتوں کے آنے جانے کا ذکر ہے تو، کہیں جنوں کے اسلام لانے کا۔ الغرض کیا کیا بیان کیجئے اور کہاں تک بیان کیجئے۔ ہم قرآن در شان محمد!

۱۔ القرآن الحکیم: سورۃ الانشراح، ۱۱

۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ انشراح، ۲۶

۳۔ القرآن الحکیم: سورۃ البکوثر، ۴

۴۔ القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۴۰، سورۃ الفتحی، ۳، سورۃ النساء، ۱۴۲، سورۃ بنی اسرائیل، ۸۷

۵۔ القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۱، ۳۲،

۶۔ القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۴۰، سورۃ الفتح، ۲۹

۷۔ القرآن الحکیم: سورۃ القدر، ۴

۸۔ القرآن الحکیم: سورۃ جن، ۱-۲



ظلمتیں چھار ہی تھیں، مظلوم و مقہور انسانیت نور کو ترس رہی تھی۔
 انتظار کرتے کرتے نگاہیں تھک چکی تھیں۔ اُنیوالے اُتے رہے اور آمد
 کی خبر دیتے ہے۔ صدیاں بیت گئیں، عمریں گزر گئیں۔ پھر وہ جو زمین و
 آسمان کا نور ہے اس نے ایک نور بھیجا اور ایک روشن کتاب۔ پھر کیا تھا
 ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو گیا۔ وہ آیا اور سارے جہاں کے درد کا مداوا لے
 کر آیا۔ خوش خبریاں لے کر آیا۔ اپنے دامنِ رحمت میں بہاریں
 لے کر آیا۔ پھر خزاں رسیدہ چمن ایسا بہلایا کہ دنیا دیکھتی رہ گئی۔

اُس کریم کی عادت ہے کہ جب دنیا ترستی ہے وہ سیراب فرماتا ہے
 اس سے پہلے بھی سیرابی کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ زبور نازل ہوئی
 تو ریت نازل ہوئی۔ انجیل نازل ہوئی۔
 اور نہ معلوم کتنے صحیفے نازل ہوئے ہوں گے۔ وہ انسان جس نے آخری
 پیغام کے انتظار میں برسوں گزارے تھے۔ آج پیغام لانے والا

اس کے لیے آخری پیغام لایا ہے۔۔۔ ہاں غارِ حرا میں وہ پیکرِ نورانی تشریف فرما ہے، اچانک روح القدس جلوہ گر ہوتا ہے، آواز آتی ہے:-

”پڑھیے“۔۔۔ جواب ملتا ہے ”میں پڑھا ہوا نہیں ہوں“۔۔۔
 اُنے والا بغل گیر ہوتا ہے، پھر کہتا ہے ”پڑھیے“۔۔۔ وہی جواب ملتا ہے، ”میں پڑھا ہوا نہیں ہوں“۔۔۔ پھر وہ بغل گیر کرتا ہے اور عرض کرتا ہے، ”پڑھیے“۔۔۔ جواب وہی ملتا ہے، ”میں پڑھا ہوا نہیں ہوں“۔۔۔ پھر وہ اس زور سے بغل گیر کرتا ہے کہ وہ پیکرِ نورانی پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے اور عرض کرتا ہے:-

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ
 الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اقْرَأْ وَرَبُّكَ
 الْأَكْرَمُ ۚ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۚ عَلَّمَ

اے جبلِ حرا۔۔۔ جس کو انجیل میں جبلِ فاران کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور اب جبلِ نور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مکہ مکرمہ کے شمال مشرق میں منہ اور عرفات کو جلتے وقت بائیں ہاتھ سڑک سے چند فرلانگ کے فاصلے پر واقع ہے۔۔۔ غارِ حرا تقریباً چار گز لمبا پونے دو گز چوڑا ہے اور اتنا اونچا کہ ایک آدمی وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے اور پاؤں پھیلا کر سو سکتا ہے۔۔۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ غار جو لمبا سا مستطیل شکل کا ہے۔ قدرتا قبلہ رخ ہے۔۔۔ یہی وہ پہلی عبادت گاہ ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت و ریاضت کا آغاز فرمایا۔۔۔ تاریخ علم و حکمت میں اس غار کا بہت ہی بلند مقام ہے۔۔۔

الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

(ترجمہ) پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو،
 آدمی کو خونِ بستہ سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب
 ہی سب سے بڑا کریم، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا،
 آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

وحی کبھی گھنٹی کی آواز کی صورت میں نازل ہوتی اور کبھی حضرت جبریل علیہ السلام
 انسانی صورت میں حاضر ہو کر ہم کلام ہو لیتے اور جو آپ کہتے جاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 دھراتے جاتے۔

المسعودی نے لکھا ہے کہ ولادت کے اکتالیسویں سال آپ کو منصب
 رسالت و نبوت پر فائز کیا گیا، یہ پیر کا دن تھا جب کہ زینع الاول کی دس راتیں
 گزر چکی تھیں۔ بخاری شریف وغیرہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
 عمر شریف کے چالیس سال پر مبعوث ہوئے۔ یعنی چالیس سال پورے
 ہونے پر۔ المسعودی نے اپنی کتاب التنبیہ والاشراف میں بعثت
 کے دن کو ۲۳ ابان ماہ ۱۳۵۶ سلطنت بخت نصر اور آٹھ دن ماہ شباط ۶۹۲
 اسکندریہ کے مطابق قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف پورے

۱۔ القرآن البیوم : سورة العلق، ۱-۵

۲۔ (ا) ابو عبد اللہ مالک بن انس : الموطا ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۹۳،

(ب) ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری : صحیح بخاری، ج ۱، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۹۴

۳۔ المسعودی : مروج الذهب، ج ۲، ص ۲۹۴

چالیس برس ہو چکی تھی

ابن سعد نے آغاز وحی یعنی ابتدائے نزول قرآن، ۱۷ رمضان المبارک کی رات بیان کی ہے اور اس بیان کو بعض نے قبول بھی کیا ہے۔ لیکن دو جلیل القدر صحابی حضرت جابر اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول روز و شب بتائی ہے چالیس سال بارہ ربیع الاول روز و شب بتائی ہے کہ پورے ہوتے ہیں اس لیے قرآن کی نزول کی تاریخ بھی بارہ ربیع الاول روز و شب بتائی ہے۔ روز و شب کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روز و شب کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا ”پیر کے دن میں پیدا ہوا اور پیر کے دن ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی“،

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سئل عن صوم یوم الاثنین! فقال فیہ ولدت
وفیہ انزل علیّ

نزول قرآن کے بارے میں ماہ رمضان المبارک اور ماہ ربیع الاول کی دو مختلف روایات کی تطبیق اس طرح کی جاسکتی ہے کہ لوح محفوظ سے یک بارگی بیت العزت میں نزول اول رمضان المبارک میں ہوا اور پھر وہاں سے نزول وحی کے سلسلہ کا آغاز ربیع الاول میں ہوا۔

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن حکیم دو دو تین تین، چار چار اور پانچ پانچ

۱۷ تاریخ القرآن وغرابت رسمہ و حکمہ، مطبوعہ مصر، ص ۱۷ و ۳۶

۲ محمد بن علوی المالکی الحسینی؛ حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ مکرہ ۱۳۲۲ھ، ص ۹ بحوالہ

ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری؛ مسلم شریف، کتاب الصیام، ص ۷

۳ جلال الدین سیوطی؛ الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۲۰

آیتیں کر کے نازل ہوا۔۔۔۔۔ بعض چھوٹی بڑی سورتیں ایک ہی بار نازل ہوئیں
 بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض آیات اور سورتیں اپنی
 جلالت و عظمت کی وجہ سے فرشتوں کے بڑے بڑے جلوسوں کے ساتھ نازل
 ہوئیں۔۔۔۔۔

نبوت و رسالت کا جب منصب عطا ہوا تو آپ پورے چالیس برس کے
 تھے اس کے بعد مکہ معظمہ میں آپ نے تیرہ برس قیام فرمایا، پھر ہجرت کا حکم ہوا اور
 مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے دس سال قیام فرمایا، پھر حبیب دنیا سے
 تشریف لے جانے لگے تو آپ کی عمر تشریف تیس ^{۶۲} سال کی تھی اس طرح قرآن حکیم
 تیس سال تک نازل ہوتا رہا۔

باعتبار سنہ عیسوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۵۷۰
 میں ہوئی۔۔۔۔۔ ۶۱۰ء میں نزول وحی کا آغاز ہوا اور منصب نبوت و رسالت
 عطا ہوا۔۔۔۔۔ ۶۲۲ء میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ، ہجرت فرمائی اور بقول
 مقالہ نگار انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (ج ۱۲، مطبوعہ امریکہ) ۱۶ جولائی ۶۲۲ء
 سے سنہ ہجری کا آغاز ہوا۔۔۔۔۔ ۸ جون ۶۳۲ء کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے عالم ظاہر سے پردہ فرمایا۔ اس طرح ۶۱۰ء سے ۶۳۲ء تک مکمل
 قرآن نازل ہوا۔۔۔۔۔

۱) احمد بن حنبل شیبانی، المسند، مطبوعہ بیروت ۱۳۰۸ھ

(ب) جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۳۷

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول وحی کے ساتھ ساتھ وحی کی کتابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا وحی نازل ہونے کے فوراً بعد آپ لکھوادیا کرتے تھے چنانچہ جن صحابہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی آیات اور سورتوں کی کتابت کرائی۔ ان کی تعداد ۴۰ سے زیادہ ہے، مندرجہ ذیل صحابہ قابل ذکر ہیں؛

- * — حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- * — حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
- * — حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
- * — حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
- * — حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
- * — حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
- * — حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- * — حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- * — حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- * — حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- * — حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- * — حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- * — حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- * — حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- * — حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- * — ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- * — خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- — ابو سفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — مُعَیْبِرہ بن شُعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — عبد اللہ بن ارقم قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہو چکی تو خود یاد فرمایا لیتے پھر کتابین وحی کو بلا کر لکھوا دیتے اور یہ نشانہ بھی فرماتے جاتے کہ فلاں آیت فلاں سورت میں رکھی جائے اور فلاں فلاں سورت میں۔۔۔ اس طرح عہد نبوی میں پورا قرآن لکھا گیا اور کتابی صورت میں مرتب ہوا۔۔۔

- ۱۴ (۱) ابن حجر عسقلانی: الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، مطبوعہ مصر ۱۳۳۸ھ، ج ۱، ص ۱۴
- (ب) ابن اثیر علی بن محمد جزیری: اسد الغابہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۹۰ھ، ج ۱، ص ۴۷
- (ج) ابی بکر احمد بن علی بن ثنابت الخطیب بغدادی: اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ بمبئی
- (د) محدث ابن سید الناس: عیون الاثر، ج ۲، ص ۳۷۵-۳۱۶
- (ه) محدث ابن سید الناس: السیرت الجلیلیہ، ج ۲، ص ۳۲۶
- (و) ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری: صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۶۴
- (ز) عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوت، مطبوعہ کھنؤ، ج ۲، ص ۶۰-۳۰

کاتبین وحی فوری طور پر جن اشیاء پر وحی الہی کی کتابت کرتے تھے اس کی

تفصیل یہ ہے :-

- ۱- الرقاع : کھال، کاغذ اور پتوں کے ٹکڑے
 - ۲- الاکتاف : اونٹ یا بکری کے شانے کی ہڈی
 - ۳- العسب : کھجور کے درخت کی شاخ کا چوڑا حصہ
 - ۴- اللخاف : پتھر کی تختیاں یا پتلے ٹکڑے
 - ۵- قطع الادم : دباغت کی ہوئی کھال کے پتلے ٹکڑے
 - ۶- الاضلاع : اونٹ وغیرہ کی پسلی کی چوڑی ہڈیاں
 - ۷- الاقتاب : اونٹ کی کاٹھی کے پتلے اور چوڑے تختے
- جیسا کہ عرض کیا گیا یہ وہ اشیاء تھیں جن پر نزول وحی کے فوراً بعد آیات قرآنی کی کتابت ہوئی تھی اس کے بعد رق، مہرق، کاغذ وغیرہ پر صحائف کی شکل میں صاف کیا جاتا اور چوبی نائلوں میں مصحف کی شکل میں محفوظ کر لیا جاتا جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔



۱) جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۵۸

(ب) حافظ ابی بکر بن ابی داؤد: کتاب المصاحف، ص ۷، ۸

(ج) ابن ندیم: کتاب الفہرست، ص ۳۶، ۳۷

(ج)

چھٹی صدی عیسوی قبل اسلام عربی ادب کا تاریخی دور تھا، شاعری ادبی اظہار کا ذریعہ تھی، اور عربوں کو دل سے محبوب تھی، مشہور عربی تصانیف کو سبوتہ المعلقات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جو آج بھی مدارس عربیہ میں پڑھائے جاتے ہیں، عربی ادب کا عظیم شہ کار تھے۔ سنہری حروف میں لکھ کر ان کو دیوار کعبہ پر لٹکایا گیا تھا اور برسوں سے اسی طرح معلق چلے آ رہے تھے۔ لیکن قرآنی افتاب کے اُگے ان کی چمک ماند پڑ گئی اور یہ سمجھ کر رہ گئے۔ وہ قرآن جو کسی انسان کی، کاوش کا نتیجہ نہ تھا، خالق الفاظ و حروف نے خود اتارا تھا۔ قرآن قدم قدم پر خود اپنا تعارف کر رہا ہے:-

وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبْرَكٌ أَنْزَلْنَاهُ

ترجمہ:-

اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اتارا۔

اور فرمایا:-

وَإِنَّكَ لَتَلَقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ
عَلِيمٍ

ترجمہ:-

اور بیشک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت والے، علم والے
کی طرف سے۔

۱۰ القرآن الحکیم! سورۃ الانبیاء، ۵۰؛ سورۃ الاعراف، ۲، ۶

سورۃ النساء، ۱۰۵ و ۱۱۳

۱۱ القرآن الحکیم! سورۃ النمل، ۶

ور فرمایا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيَّ عَبْدِي الْكِتَابَ
وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا ^{سكتة} ۱

ترجمہ:-

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس
میں اصلا کجی نہ رکھی۔

اور فرمایا:

تَبْرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ
لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۲

ترجمہ:-

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے امارا قرآن اپنے بندے پر جو
سارے جہان کو ڈرسانے والا ہو۔

اللہ نے امارا، اپنے بندے پر امارا _____ لیکن کون گواہ ہے کہ اللہ نے
امارا؟ اللہ اکبر _____ خود ارشاد فرما رہا ہے، شکوک رفع فرما رہا ہے _____
دلوں کے زنگ دھو رہا ہے _____ ارشاد ہوتا ہے :-

لَٰكِنَّا نَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِ
وَالْمَلَائِكَةِ يَشْهَدُونَ ۳ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۴

- ۱ القرآن الحکیم! سورۃ الکہف، ۱
۲ القرآن الحکیم! سورۃ الفرقان، ۱
۳ القرآن الحکیم! سورۃ النساء، ۱۶۶

ترجمہ:-

لیکن (اے محبوب) اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا
وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی
کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ گواہی دے رہا ہے کہ اسی نے قرآن آپ پر اتارا اور فرشتے گواہ ہیں کہ اس نے
قرآن آپ پر اتارا۔۔۔۔۔ اور اللہ سے بڑھ کر کس کی گواہی فیصلہ کن ہوگی!
قرآن حکیم و طریقیوں سے نازل ہوا۔۔۔۔۔ وحی الہی کے ذریعے اور حضرت
جبریل امین کے ذریعے۔۔۔۔۔ اس کی تفصیل خود قرآن حکیم بتا رہا ہے
إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ
وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ ۚ لَعَلَّ

ترجمہ:-

بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی
توح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی۔۔۔۔۔

اور ارشاد فرمایا:

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ
أَمْرِنَا ۗ لَعَلَّ

ترجمہ:-

اور یوں ہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جانفز چیز اپنے حکم سے۔

۱۴ القرآن الحکیم! سورۃ النساء، ۱۶۳، سورۃ الشوری، ۷

۱۵ القرآن الحکیم! سورۃ الشوری، ۵۲

ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝ مُطَاعٍ ثَمَرًا
أَمِينٍ ط ۱۷

ترجمہ :-

بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قدرت والا ہے ،
مالک عرش کے حضور عزت والا ، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے ، امانت
دار ہے ۔

اور پھر قسم کھا کر فرمایا جا رہا ہے :-

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ۝ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ ۝
إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ط ۱۸

ترجمہ :-

تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور جنہیں تم نہیں دیکھتے ۔ بیشک یہ قرآن
ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں ۔

معلوم ہو گیا قرآن حکیم کس نے اتارا ، کس طرح اتارا ، کس پر اتارا ۔ اب یہ
معلوم کرنا ہے کب اتارا اور کس وقت اتارا ۔ ایک دم اتارا یا تھوڑا تھوڑا کر کے
اتارا ۔ ان تمام سوالات کے جوابات بھی خود قرآن حکیم کی زبانی سنئے ۔
ارشاد ہوتا ہے :-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ

۱۷ القرآن حکیم ! سورۃ التکویر ، ۱۹-۲۱

۱۸ القرآن حکیم ! سورۃ الحاقہ ، ۳۸-۴۰

وَالْفُرْقَانِ ۝

ترجمہ :-

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا، لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور
فیصلہ کی روشن باتیں۔

ماہ رمضان المبارک میں قرآن نازل ہوا ————— کس وقت نازل ہوا؟

ارشاد ہوتا ہے :

حَسْرَتٍ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي
لَيْلَةِ الْمُبْرَكَةِ اِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝

ترجمہ :-

قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں
اتارا بیشک ہم ڈرناٹے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے :

اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا
أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ
خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝

ترجمہ :-

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا

۱۸۵ ، القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ،

۲-۲ ، القرآن الحکیم ! سورۃ الدخان ،

۳-۱ ، القرآن الحکیم ! سورۃ القدر ،

شب قدر؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر
ایک دم اترا یا رفتہ رفتہ اترا؟ اس سوال کا جواب قرآن حکیم یوں دیتا

ہے :-

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ
تَنْزِيلًا ۝ ۱۷

ترجمہ :-

بے شک ہم نے تم پر قرآن بتدریج اتارا

اور فرماتا ہے :-

وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى
مَكَّةٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ۝ ۱۷

ترجمہ :-

اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور
ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا۔

پھر اس کی حکمت بھی بیان فرمائی کہ ایک دم کیوں نہ اتارا، رہ رہ کر کیوں اتارا

ارشاد ہوتا ہے :-

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ
عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ
كَذَلِكَ نُنزِّلُ الْبُرْهَانَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُحِثُّوا عَلَيْهِمْ
ذُرِّيَّةً مِّنْهُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَن يَعْقِلُ ۚ

۱۷ القرآن الحکیم! سورۃ الدھر ، ۲۳

۱۸ القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۶

وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ۝ ۵۳

ترجمہ:-

اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا؟

ہم نے یونہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط

کریں اور ہم نے اسے بٹھہر بٹھہر کر پڑھا

قرآن پورا اترا یا کچھ رہ گیا۔ اس کا جواب بھی قرآن حکیم یوں دے رہا ہے:-

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ

لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ ۱۱۵

ترجمہ:-

اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات سچ اور انصاف پر

اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں، اور وہی ہے سنتا جانتا



۱۱۵ القرآن الحکیم! سورۃ الفرقان ، ۲۲

۱۱۵ القرآن الحکیم! سورۃ الانعام ، ۱۱۵

— ۲ —

(۱)

ہر عمل کا رد عمل ہوتا ہے — ایک عظیم انسان آیا — ایک عظیم
 کتاب لایا — ایک عظیم انقلاب آیا — اہل عرب ہر کتابکارہ
 گئے، یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے، کیوں ہو رہا ہے اور کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟
 قرآن حکیم نے ان کے اچنبھے کو یوں بیان فرمایا :-

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا اِلَى رَجُلٍ
 مِنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
 اَنْ لَهُمْ قَدَمٌ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط وَقَالَ
 الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۶

ترجمہ :-

کیا لوگوں کو اس کا اچنبھا ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ

۱۶ القرآن الحکیم! سورۃ یونس، ۲

لوگوں کو ڈرناٹے اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کر ان کے لیے ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے۔ کافر بولے بے شک یہ تو کھلا جادوگر

ہے

قرآن کہتا ہے کہ یہ تو کوئی اچھے کی بات نہیں ہاں اگر ایسا ہوتا کہ نبی عربی ہوتا اور وحی عجمی ہوتی تو یقیناً ان کا حیرت و استعجاب صحیح تھا۔ ارشاد ہوتا ہے:-

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ
آيَاتُهُ طء أَعْجَمِيًّا وَعَرَبِيًّا طء

ترجمہ:-

اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن کرتے تو ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں نہ کھولی گئیں، کیا کتاب عجمی اور نبی عربی؟

بیشک یہ حیرت کی بات ہوتی مگر پھر بھی ایک شک رہ جاتا ہے وہ یہ کہ جب رسول کی زبان خود عربی ہے تو یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ یہ کلام ان کا نہیں ان کے پالنے والا ہے؟

کلام کے سمجھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں اور ایک ہی منکلم کے کلام میں کبھی بھی زمین و آسمان کا فرق نہیں ہوتا بلکہ منکلم اپنے کلام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

پھر جب اس منکلم کی زبان پر ایسا کلام آجائے جو کسی حالت میں اس کا ہو ہی نہیں سکتا تو عقل یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ اس کا سرچشمہ کہیں اور ہے۔ قرآن حکیم نے ایک اور حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ کلام کا جسول ہے جو ہر اہل قلم کی تحریر میں پایا جاتا ہے، کلام کا یکساں طور پر بیخ ہونا ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ معنوی طور پر، انسانی قانون و اصول تجربے اور مشاہدے کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور ایک حالت

پر نہیں رہتے۔ مگر قرآن میں زسوری نشیب و فراز ہے نہ معنوی
ارتقا و فرماتا ہے:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ط وَلَوْ كَانِ
مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ
اِخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝ ۱۰

ترجمہ:-

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس ہوتا تو ضرور اس
میں بہت اختلاف پاتے۔

بیشک قرآن نے جو کہہ دیا، کہہ دیا۔ وہ اٹل ہے۔ سانس و
حکمت کے اصول بدل سکتے ہیں زمانے کے ہزار انقلاب آجائیں مگر قرآنی قانون اصول ہرگز
متاثر نہیں ہو سکتے۔ ان کی بنیاد عالم گیر صداقت پر ہے، ان میں شک کا گزر ہی
نہیں، آغاز ہی میں اعلان کر دیا گیا:

ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ ۝ ۱۰

ترجمہ:-

یہ کتاب تو وہ ہے جس میں شک کی جگہ ہی نہیں

یہ شک و شبہہ سے ایسا بالاتر ہے!

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ط ل ه

ترجمہ :-

باطل کو اس کی طرف راہ نہیں، نہ اس کے اگے سے، نہ اس کے پیچھے

۔

یہ سر اٹاپا دوہنچ، ہے ————— یہ سر اٹاپا دوہنچ، ہے۔
فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ لِّظُلَمٍ

ترجمہ :-

آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم وہ دوہنچ، ہے۔

یہ خود ساختہ نہیں، قرآن گواہی دے رہا ہے : —————

وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يَفْتَرَىٰ مِنْ
دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ
وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ
الْعَالَمِينَ ۝ ۳۷

ترجمہ :-

اور اس قرآن کی یہ نشان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بے اللہ
کے آوازے، ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ

۱۷ القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۲

۱۸ القرآن الحکیم ! سورۃ الزمر ، ۲ ؛

القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۵ ؛ سورۃ السبا ، ۶ ؛

القرآن الحکیم ! سورۃ الذریت ، ۲۲ ؛ سورۃ الرعد ، ۱

۱۹ القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۳۷

لکھا ہے اس کی تفصیل ہے، اس میں کچھ شک نہیں یہ پروردگار عالم کی طرف سے ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے: —

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ط قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ
مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَدْعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ
اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۱۰

ترجمہ :-

کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے بنایا ہے۔ تم فرماؤ کہ اس جیسی ایک صورت لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو بل سکیں سب کو بلاؤ اگر تم سچے ہو۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ قرآن (معاذ اللہ) ہمارے رسول کا خود ساختہ ہے تو جو چیز ایک انسان نے بنائی ہے۔ اور جو خوبی ایک انسان نے پیدا کی ہے۔ وہ دوسرا انسان بھی بنا سکتا ہے اور پیدا کر سکتا ہے تو ہم تمہیں چیلنج کرتے ہیں کہ تم ہی نہیں بلکہ سارے عالم کو بلاؤ اور قرآن جیسی ایک ہی سورت بنا کر دکھا دو؟ — قرآن کے اس چیلنج کا باوجود علم و حکمت کی اتنی وسعت کے آج تک کوئی جواب نہ دے سکا۔

کفار بھی سمجھتے تھے کہ قرآن خود ساختہ ہے حالانکہ ان میں سے اکثر علم و ادب کے نباض تھے، شاید یہ مطالبہ وہ کرتے ہوں جو ادب کے نبض شناس نہ تھے۔ بہر حال انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اس جیسا دوسرا قرآن لائیے یا اسکی کو بدل دیجئے۔ اس سوال کا جواب یوں دیا گیا۔

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تَلْقَائِي
نَفْسِي إِنْ أَتَّبَعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ بِهِ

ترجمہ :-

تم فرماؤ کہ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں، میں
تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتا ہے۔

جس صاحب طرز ادیب کا کلام ہوتا ہے وہی اس میں رد و بدل پر قادر ہوتا ہے اور
وہ بھی ایک وقت خاص میں، ہر وقت نہیں۔ پھر ایسا کلام جس کی مثال کائنات
میں نہیں اس میں رد و بدل پر کوئی قادر ہو سکتا تھا؟ وہی قادر ہوتا جس کا وہ کلام
ہے۔

اس حقیقت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے:

وَلَكِنْ سِتْنَانَا لَنْذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
شُرَّكَاءَ تَجِدُكَ بِهِ عَيْنًا وَكَيْدًا ۝ ۷

ترجمہ :-

اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے
جاتے پھر تم کوئی نہ پاتے کہ تمہارے لیے ہمارے حضور اس پر

وکالت کرتا۔

قرآن حکیم نے قرآن کے آسمانی کتاب ہونے اور انسانی کتاب نہ ہونے پر ایک دلیل
یہ دی کہ کوئی ایسی کتاب نہیں جس کا نام لوگوں نے پہلے نہ سنا ہو۔ پچھلی آسمانی

۱۵ ، سورۃ یونس ! القرآن الحکیم

۸۶ ، سورۃ نبی اسرائیل ! القرآن الحکیم

کتابوں میں اس کا ذکر ہوتا چلا آیا ہے۔ گویا قرآن کی حقانیت و صداقت کتب سابقہ تو اتر سے ثابت کر رہی ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے:۔

وَإِنَّكَ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ لَهُ

ترجمہ:- اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں

میں ہے

ارشاد ہوتا ہے:۔

إِنَّ هَذِهِ الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ صُحُفِ

إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ۝

ترجمہ:-

بیشک یہ اگلے صحیفوں میں ہے، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

پچھلی کتابیں لکھی تصدیق کرتی ہیں اور تیرے پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا

وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبْرَكًا مُّصَدِّقًا

الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ

ترجمہ:-

اور یہ برکت والی کتاب کہ ہم نے اتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو

۱۹۶ سورۃ الشعراء،

۱۲-۱۰ سورۃ اعلیٰ،

۹۲ سورۃ الانعام، ۷۸ سورۃ المائدہ،

اگے تھیں۔

ایک جگہ فرمایا: —

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ
مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ
الْكِتَابِ وَهُدًى وَإِذْ عَلَيْنَا لَه

ترجمہ :-

اور اسے محبوب (محبوب) نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری ،

اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظہ گواہ —

یعنی یہی نہیں کہ قرآن پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ بلکہ پچھلی کتابوں کا محافظہ بھی ہے اور

گواہ بھی — آج نہ زبور اصلی حالت میں ہے نہ تورات اور نہ انجیل —

قرآن نہ ہوتا تو شاید لوگ ان آسمانی کتابوں کے نام بھی بھول چکے ہوتے یا نام زندہ بھی ہوتے تو

عقل پرست متحققین کی نظر میں ان کی حقانیت مشکوک ہو چکی ہوتی۔ قرآن کی برکت سے ان کے نام

زندہ ہیں —

(ب)

قرآن کریم نے پہلے اپنی تاریخی حیثیت کو متعین کیا اور بتایا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کا اگلی

آسمانی کتابوں میں ذکر آچکا ہے اور جو قرآن کی تصدیق کرتی ہیں اور قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے

پھر قرآن کی ادبی حیثیت کی طرف متوجہ کیا جو نہایت ہی اہم ہے اور فیصلہ

کن ہے —

اور فرمایا:

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَيَّ
عَبْدِنَا فَاتَّبِعُوا سُورَةَ مِّنْ مِّثْلِهِ ۖ وَادْعُوا
شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝
فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا
النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ
أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝ ۱۷

ترجمہ:-

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا
تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے
سب حمایتوں کو بلا لو۔ اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے
دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن
ادھی اور پتھر ہیں، تیار رکھی ہے کافروں کے لیے۔

اور فرمایا:

قُلْ لِّبِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ
عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ
لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝ ۱۸

۱۷ القرآن الحکیم! سورة البقرہ ، ۲۲ - ۲۳

۱۸ القرآن الحکیم! سورة بنی اسرائیل ، ۱۸

ترجمہ :-

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ قرآن کی مانند
 لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگر چہ ان میں ایک دوسرے کا

مددگار ہو۔

اتنا بڑا چیلنج آج تک کسی کتاب کے مصنف نے نہیں دیا۔۔۔۔۔۔ یہ کوئی
 معمولی چیلنج نہیں۔۔۔۔۔۔ کسی بھی کتاب میں کسی بھی ادیب کے لیے ایسے ایک دو
 جملے شامل کرنا زیادہ مشکل نہیں جو مصنف کے معلوم ہونے لگیں، پیوند نہ لگیں۔۔۔۔۔۔
 لیکن اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ تم کو یہ شک ہے کہ قرآن حکیم آسمانی کتاب نہیں بلکہ ایجاد بندہ ہے
 تو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو پورا قرآن نہیں ایک ہی جملہ اس جیسا بنا کر لاؤ۔۔۔۔۔۔
 اور یہ چیلنج جاہلوں کو نہیں دیا جا رہا بلکہ ان اہل زبان کو جن کو اپنی زبان دانی پر فخر تھا جن میں بڑے
 بڑے شعراء اور قادر الکلام ادیب تھے جن کے مایہ ناز قصائد بیت اللہ میں اویزاں تھے اور
 اس دعوے کے ساتھ اویزاں تھے کہ دنیا ان کا جواب پیش نہیں کر سکتی، جو اپنی زبان دانی کے
 سامنے دوسروں کو بے زبان سمجھتے تھے۔۔۔۔۔۔ لیکن ہوا یہ کہ نزول قرآن کے بعد سب
 زبان والے، بے زبان ہو گئے۔۔۔۔۔۔ قرآن کہتا ہے سارے عالم کے جن و انس الگ
 الگ کوشش کرو دیکھیں، یا سب مل کر کوشش کریں۔۔۔۔۔۔ ہرگز ہرگز قرآن جیسا قرآن نہیں
 لاسکتے۔۔۔۔۔۔ اس لیے فرمایا:

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا

ترجمہ :-

پھر اگر تم نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے

قرآن حکیم کا یہ پہلی بار چھپنا چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج تک باقی ہے۔
 قرآن حکیم کی تلاوت کا یہ عالم کفار مکہ اور امراء قریش چھپ چھپ کر سنتے تھے گو بظاہر
 انکار کرتے تھے۔ مشرت باسلام ہونے سے پہلے حضرت خالد بن ولید جب خدمت
 اقدس میں حاضر ہوئے اور قرآن سنا تو بے اختیار پکار اٹھے؛

والله انه لحلاوة وان عليه لطلاوة، و
 ان اسفله لمغدق، وان اعلاه لثمر،
 وما يقول هذا بشر۔^۱

ترجمہ:-

خدا کی قسم یہ کلام شیریں ہے، اس میں حسن و خوبی ہے، یہ ستر پایا
 سرسبز و نشاداب و درخت ہے جو نیچے سے ہر اور اوپر سے بھرا
 ہوا ہے۔ انسان کی تو یہ طاقت نہیں کہ ایسا کلام بول سکے۔

دور جدید کے ایک انگریز نو مسلم، ایم۔ ایم۔ پکٹھال نے قرآن حکیم کا انگریزی میں ترجمہ
 کیا، لیکن پیش لفظ میں بڑے اعتراضات کیا:

یہ ترجمہ قرآن، وہ عظیم الشان قرآن نہیں جس کی نغمگی کو کوئی نہیں پاسکتا ہے
 جس کی آواز سن کر انسان مست و بیخود ہو جاتا ہے۔

اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں۔^۲

قرآن کے مثل ایک آیت یا اس جیسا قرآن لانے میں اہل عرب یا اہل عالم کی عجز و معذوری

۱ ابو عمر یوسف بن عبداللہ شہیر بن عبدالبر قرطبی : الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ،

مطبوعہ حیدرآباد رکن ۳۳۶ھ ، ج ۱ ، ص ۱۵۹

۲ ایم ایم۔ پکٹھال : دی گلوبل قرآن ، مطبوعہ نیویارک ۱۹۵۴ء (پیش لفظ)۔

سے اُگے چل کر ایک یہ بھی خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید قرآن ایک ایسی لعنت یا ایسی زبان میں اسارا گیا ہو جس کا سمجھنے والا ہی نہ ہو۔ قرآن حکیم نے اس خیالِ باطل کی خود تردید فرمائی۔ پہلے تو ایک اصول بیان فرمایا کہ ہم جس قوم میں رسول بھیجتے ہیں، تو اس کو اس کی قومی زبان میں پیغام دیتے ہیں، دوسری اجنبی زبان میں نہیں۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ
لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

ترجمہ:-

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔ کہ وہ انہیں صاف بتائے۔

پھر قرآن حکیم کی عربیت کے بارے میں بار بار وضاحت فرمائی کہ یہ قرآن خالص عربی زبان

میں ہے۔

ارشاد ہوا:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُونَ ۝

ترجمہ:-

بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اسارا کہ تم سمجھو۔

اور دوسری بہت سی آیات میں اس حقیقت کو واضح کیا کہ قرآن عربی اور خالص

۱۔ القرآن الحکیم ! سورۃ ابراہیم ، ۴

۲۔ القرآن الحکیم ! سورۃ یوسف ، ۲

عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔

علامہ ابو بکر واسطی نے الارشاد فی القراءات العشر اور علامہ جلال الدین سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں قرآن کریم میں غیر عربی زبانوں کے الفاظ اور مثالوں کی تفصیل دی ہے۔ اہل عرب کے بقیہ دنیا سے برسہا برس سے تجارتی تعلقات رہے دوسری اقوام سے ان کا اختلاط تھا، جن کی زبانیں مختلف تھیں۔ جب قوموں کا باہمی اختلاط ہو تو ان کی زبان بلکہ ہر چیز متاثر ہوتی ہے، ایک زبان کے الفاظ دوسری زبان میں داخل ہونے لگتے ہیں۔ پھر استعمال ہوتے ہوتے اس کا جذبہ جاتے ہیں اور اس کے اپنے ہو جاتے ہیں مثلاً فارسی میں عربی کے بے شمار الفاظ ہیں مگر فارسی کی فارسیت مجروح نہیں ہوئی۔ اسی طرح اردو، سندھی، پشتو، بلوچی، پنجابی وغیرہ میں بہت سے عربی فارسی الفاظ موجود ہیں۔ بلکہ دنیا کی ہر زبان میں کسی کسی زبان کی آمیزش ضرور ہے مگر پھر بھی ہر زبان کی انفرادیت قائم ہے۔

(ج)

قرآن کی ادبیت و عربیت کے اعلان کے بعد قرآن حکیم نے اپنے جمال معنوی اور ظاہری اور پھر اس کی تاثیر کا اس انداز سے ذکر کیا ہے:

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا
مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيًّا ۖ تَتَشَعَّرُ
مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۖ
شُمَّتَيْنِ جُلُودُهُمَا وَقُلُوبُهُمَا إِلَى

سے القرآن الہکیم! سورۃ الرعد، ۲۷؛ سورۃ طہ، ۱۱۲؛ سورۃ الزمر، ۲۷؛

سورۃ حم السجدہ، ۲۰؛ سورۃ الشوری، ۷؛ سورۃ الزخرف، ۳-۴

ذِكْرُ اللَّهِ ط

ترجمہ :- اللہ نے ہماری سب سے اچھی کتاب کو اول سے آخر تک ایک ہی

ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے

بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور پھر ان کی کھالیں اور دل نرم

پڑتے ہیں یاد خدا کی طرف رغبت میں

اللہ تعالیٰ نے "احسن تقویم" ، "احسن الحدیث" ، "نازل فرمائی" تاکہ دنیا کو در احسن عمل ہے ،

کا جلوہ دکھا کر در احسن متیلاً کے مقام پر فائز کیا جائے۔ تاثر قرآن کا یہ عالم ہے

ارشاد ہو رہا ہے :-

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى

أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا

مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا

مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝ ۶۱

ترجمہ :-

اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اتروان کی آنکھیں دیکھ کر انسوں

سے ابل رہی ہیں اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے۔ کہتے ہیں

۱۶ القرآن الحکیم : سورة الزمر ، ۲۳

۱۷ القرآن الحکیم : سورة التین ، ۲

۱۸ القرآن الحکیم : سورة الزمر ، ۲۳

۱۹ القرآن الحکیم : سورة الملک ، ۲

۲۰ القرآن الحکیم : سورة الفرقان ، ۲۴

۲۱ القرآن الحکیم : سورة المائد ، ۸۳

اسے رب ہمارے ہم ایمان لائے۔۔۔۔۔ تو ہمیں حق کے
گواہوں میں لکھ لے۔۔۔۔۔

اور فرمایا:۔۔۔۔۔

إِنَّ الَّذِينَ أُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا
يُتْلَى عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْذُّفْتَانِ
سُجَّدًا ۝ لَّه

ترجمہ:-

بیشک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علم ملا جب ان پر پڑھا
جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔۔۔۔۔

اور ارشاد فرمایا:۔۔۔۔۔

وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ
رَبِّنَا لِمَفْعُولٍ ۝ وَيَخِرُّونَ لِلْذُّفْتَانِ
يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝ لَّه

ترجمہ:-

اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک ہمارے رب کا
وعدہ پورا ہوا اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ
قرآن ان کے دل کا جھکننا بڑھاتا ہے۔۔۔۔۔

مشہور ایرانی سیاح بزرگ بن شہر یار نے تیسری صدی ہجری کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ

۱۔ القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۶

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۸ - ۱۰۹

نوٹ: مطالعہ یا تلاوت کرنے والے مسلمان اس آیت کے اختتام پر سجدہ تلاوت ضرور کریں۔

کشمیر کے راجہ مہروک نے سندھ کے ایک عالم کو دربار میں بلایا، اس سے زبان ہندی میں قرآن حکیم کا ترجمہ کرایا۔۔۔۔۔ جب اس عالم نے یہ ترجمہ پڑھ کر سنایا۔۔۔۔۔ ”اسی مٹی سے تم کو پیدا کیا اسی مٹی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر اسی مٹی سے تم کو اٹھائیں گے“۔۔۔۔۔ ترجمہ سننا تھا کہ وہ راجہ زار و قطار رونے لگا، زمین پر سر رکھ دیا، منہ خاک آلود ہو گیا۔۔۔۔۔ پھر وہ دل سے مسلمان ہو گیا۔۔۔۔۔

۱۹۳۷ء میں راقم نے خود دیکھا، آملی میں مشرکین و کفار کے ایک عظیم اجتماع میں سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کی تلاوت کی گئی تو سب کے سب دم بخود ہو گئے کہاں وہ ایک ڈولا کھکھا مجمع اور وہ شور و غل اور بھینناہٹ کہ الاماں و الحفیظ! اور کہاں تلاوت قرآن کی یہ تاثیر اور تصویر کا عالم کہ بس دیکھا کیسے!

یہ تو انسانوں پر قرآن حکیم نے اپنا اثر دکھایا کہ ان کی پیشانیوں کو جھکایا اور زار و قطار رلا لایا۔۔۔۔۔ قرآن تو کہتا ہے کہ انسان تو انسان اگر یہ قرآن پہاڑوں پر نازل ہوتا تو اس کی ہمیت و جلالت سے وہ کانپ اٹھتے:۔۔۔۔۔

۱) بزرگ بن شہریار: عجائب الہند مطبوعہ لیڈن ۱۸۸۶ء

بحوالہ ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء

ص ۱۹۲ - ۱۹۴

(ب) سید سلیمان ندوی! عرب و ہند کے تعلقات، مطبوعہ الہ آباد،

۱۹۳۰ء، ص ۱۴۱ - ۱۴۲

ارشاد ہوتا ہے: ———

لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ
لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِّنْ
خَشْيَةِ اللَّهِ ط لہ

ترجمہ:-

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے دیکھتا جھکا ہوا،
پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

قرآن کیا نازل ہوا، دل کے دریچے کھلنے لگے۔ عالم بالا کے جہر و کول
سے الفاظ و حروف کے حسین چہرے جھانکنے لگے۔ ایک ایک کر کے صفحہ
قرطاس پر آنے لگے اور صفحہ قرطاس کو تختہ گُل بنا کر دیکھنے والوں کے لیے جنتِ نظارہ بنانے
لگے۔ اور شش جہات سے مبارک باد، مبارک باد کی صدا میں بلند ہونے
لگیں۔ جن و انس اور ملائک ایک ایک تختے کو حیران ہو کر دیکھنے لگے۔
عجائز قرآن پر سب کے سب انگشت بندناں۔ ایک
جہانِ حسن ہے کہ ایک ایک آیت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کھویئے
تو بحرِ بیکراں ہے، بند کر میے تو گھر آبِ دار۔ ہاں
ہاں: ———

فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ط

۱۱ القرآن الحکیم! سورۃ الحشر ، ۲۱
۱۲ القرآن الحکیم! سورۃ المؤمنون ، ۱۴

ترجمہ :- تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر

بنانے وال

اے دیدہ ورو! اگر جمال معنی تک رسائی نہیں تو ظاہری جمال ہی دیکھ لو
 دیکھو دیکھو عروس آیات بینات گھونگٹ کھولے کھڑی ہیں اور دعوتِ نظارہ
 دے رہی ہیں۔ ایک نظر دیکھو تو لو!



— ۳ —

(۱)

قرآن حکیم جس ماحول میں نازل ہوا وہ ان پڑھوں کا ماحول تھا جس کی تصدیق اس آیت سے ہوتی ہے: —

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَمِينَ رَسُولًا
مِّنْهُمْ

ترجمہ:-

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔
لیکن ان پڑھوں میں سے کچھ پڑھے لکھے بھی تھے گو کہ اکثریت ان پڑھوں کی تھی۔ مگر وہ
بھی ایسے تھے جن میں علم و ادب سینہ بہ سینہ چلا آتا تھا۔ ان میں مختلف علوم و فنون کا رواج بھی تھا،
اس کی تصدیق خود اس امر سے ہوتی ہے کہ قرآن جیسا علمی شہ کار اس معاشرے میں بھیجا گیا —
شہ کار اسی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جو پڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہے

جاہلوں کے سامنے کوئی علمی شہ کار پیش نہیں کرتا۔ قرآن حکیم نے ان پڑھوں میں، پڑھنے کی بات کی اور لوح و قلم کا ہمارا دے کر ثریا تک پہنچا دیا۔ قرآن حکیم کی نظر میں عظمت لوح و قلم کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی ایک سورۃ کا نام ہی القلم ہے پھر اسی میں قلم کی قسم کھائی:۔۔۔۔۔

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۝ ۱۷

ترجمہ:-

قلم اور ان کے لکھنے کی قسم۔

پھر جو کچھ لکھا گیا اس کی قسم یوں کھائی:۔۔۔۔۔

ق ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ۝ ۱۸

ترجمہ:-

عزت والے قرآن کی قسم۔

ہمد نبوی کا معاشرہ کتاب کے تصور سے بیگانہ نہ تھا۔ چنانچہ قرآن حکیم ان سے پوچھتا

ہے:۔۔۔۔۔

أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝ ۱۹

ترجمہ:-

کیا تمہارے لیے کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو؟

نہ کتاب سے نا آشنا تھے اور نہ کاغذ سے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس معاشرے

۱۷	القرآن الحکیم !	سورۃ القلم ، ۱
۱۸	القرآن الحکیم !	سورۃ ق ، ۱
۱۹	القرآن الحکیم !	سورۃ القلم ، ۱۷

میں کاغذ پر لکھی ہوئی کتابیں موجود تھیں کیوں کہ قرآن انہی اشیاء کا ذکر کرتا ہے جو ان کے چاروں طرف یا ان میں موجود تھیں کسی ایسی چیز کا ذکر کرتا جو ان میں نہ تھی تو تمثیلی اور مثالی انداز سے ذکر کرتا مگر کتاب و کاغذ کا جس انداز سے ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ کتاب و کاغذ سے اچھی طرح واقف تھے، بلکہ یہ چیزیں ان کے معاشرے میں موجود تھیں۔

ارشاد ہوتا ہے :-

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَابٍ فَلَمَسُوهُ
بِأَيْدِيهِمْ لَقَالُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا
اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ۷۸

ترجمہ :-

اور اگر تم پر کاغذ میں کچھ لکھا ہوا اتارتے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے
جب بھی کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو۔

یہی نہیں کہ اس معاشرے میں کاغذ و کتاب موجود تھے۔ بلکہ کاتب اور کتابت کا رواج بھی تھا
جس کا اندازہ قرآن حکیم کی ان آیات سے ہوتا ہے :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَدٰۤاَيْنٰتُمْ بَدِيْنٍ اِلٰى
اٰجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ط وَلِيَكْتُبَ بَيْنَكُمْ كٰتِبٌ
بِالْعَدْلِ ص وَلَا يَأْبَ كٰتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ
اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۝ ۷۹

۷۹ القرآن الحکیم ! سورة الانعام ، ۷
۸۰ القرآن الحکیم ! سورة البقرہ ، ۲۸۲

اے ایمان والو! جب تم ایک مقرر مدت تک کسی رہن کا لین دین کرو
تو اسے لکھ لو اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک
لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے
سکھایا ہے۔

یہ تو شہر کی بات تھی، سفر میں لین دین ہو تو اس کے لیے فرمایا:
وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا
فَرِهْنُمْ مَقْبُوضَةً ۗ ۱۰
ترجمہ :-

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گروہ ہو قبضہ میں دیا ہوا۔
(یعنی کوئی چیز دان کے قبضے میں گروی رکھ دو)

تاریخی حقائق سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اہل مکہ میں لکھنے پڑھنے کا رواج تھا۔
مشہور و معروف عربی قصائد المعلقات السبعۃ لکھ کر دیوار کعبہ پر لٹکائے گئے جو تقریباً ڈیڑھ سو
برس تک لٹکتے رہے۔ ابن ندیم نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے کہ حضرت
عبدالمطلب کی ایک تحریر جو چمڑے پر لکھی ہوئی تھی خلیفہ مامون الرشید کے کتب خانے میں
موجود تھی۔ صحیح بخاری میں باب کیف ہدای الوحی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے روایت ہے کہ ورق بن نوفل عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے چنانچہ وہ عبرانی میں انجیل بھی
لکھتے تھے۔

وَكَانَ يَكْتُبُ كِتَابَ الْعِبْرَانِي فَيَكْتُبُ مِنْ

۱۰ القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ ، ۲۸۳
۱۱ محمد بن اسماعیل بخاری! صحیح بخاری ، ج ۱ ، ص ۹۵

الانجيل بالعبرانية له
ترجمہ :- اور وہ عبرانی زبان میں لکھتے تھے چنانچہ انجیل بھی
عبرانی زبان میں لکھتے تھے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ بن سعید بن العاص کو حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ میں
لڑکوں کو لکھنے کی تعلیم دیں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عبرانی اور سریانی زبانوں
میں لکھنا پڑھنا سیکھیں۔ ابو داؤد شریف کی ایک حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ
شفابت عبد اللہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا پڑھنا سکھایا تھا۔ غزوہ بدر
کے وقت قیدیوں میں جن کے پاس قدریہ کے لیے خرچ نہ تھا قدریہ کے عوض مدینہ منورہ کے دس
دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تقریباً ۲۱ صحابہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔
طبقات ابن سعد کے مطابق حضرت ابن عباس کے پاس ایک اونٹ کے
بوجھ کے برابر کتابیں تھیں۔

عہد نبوی میں اکثر ممالک میں لکھنے کا رواج تھا مثلاً روم، یونان، ہندوستان، ایران،
چین، حجاز، عراق، مصر وغیرہ۔ مختلف ممالک میں لکھنے کے لئے مختلف اشیاء استعمال کی جاتی
تھیں۔ روم میں سفید ریشم یا نازک و لطیف کھال پر لکھتے تھے۔ یونان میں بھی کھال پر۔

۱۔ ایضاً، ج ۱، ص ۹۵

۲۔ ابن عبد اللہ قرطبی! الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۲۲ھ، ج ۱، ص ۳۵۳

۳۔ ابو عبد اللہ محمد بن سعد زہری! طبقات، ج ۲، ص ۱۴

۴۔ ایضاً، ج ۵، ص ۲۱۶

لکھتے تھے اس کی تصدیق اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب سقراط سے پوچھا گیا کہ وہ لکھتے لکھتے کیوں نہیں؟ تو اس نے جواب دیا: "میں نہیں چاہتا کہ جو بات ایک زندہ مرد کے دل سے نکلے وہ ایک مردہ بکری کی کھال پر لکھی جائے۔"

جنوبی ہند میں تارمی کے درخت کے ایک گزلبے اور ۳۰ انگشت چوڑے پتوں کو باہم چسپاں کر کے لکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ شمالی ہند میں بھونج کے درخت کی چھال کے ایک گزلبے اور چند انگشت چوڑے ٹکڑے پر لکھتے پھر کپڑے میں لپیٹ کر دو تختیوں میں محفوظ کر دیتے جس کو پوتی کہا جاتا تھا۔ ایک درخت کا ذمی بھی تھا، اس کی چھال بھی لکھنے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک بادشاہ نے خسرو نوشیرواں شاہ ایران کے نام اسی درخت کی چھال پر زرخ سے ایک خط لکھوا کر بھیجا تھا۔

ایران میں گائے بھینس، بکری اور ہرن کی کھال پر کتابت کرتے تھے۔ چین کے لوگ کاغذ پر لکھتے تھے۔ جو نباتات سے تیار کیا جاتا تھا۔ حجاز میں ہڈی، شانہ، شتر، پتلے، نازک سفید پتھر، چھال صاف کی ہوئی کھجور کی شاخیں اور کھال لکھنے کے کام آتی۔ مصر میں پاپیروس گورنر کی کھال یا فلجان پر کتابت کرتے تھے۔ پاپیروس کو قدیم ماخذ میں قرطاس کہا گیا ہے۔

جلال الدین سیوطی (م۔ ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء) نے لکھا ہے کہ پاپیروس ۳۰ گز لمبا ہوتا تھا۔ قرآن کریم میں قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ دیئے جانے کو اس سے تشبیہ دی ہے۔ عراق میں بھی پاپیروس استعمال ہوتا تھا چنانچہ ابن عبدوس جھشیاری (م۔ ۳۳۱ھ / ۹۴۲ء) نے الوزراؤ الکتاب میں لکھا ہے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ بغداد کے خزانے میں قرطاس (پاپیروس)

کاغذ سازی کے فن میں مسلمانوں نے بڑی ترقی کی اور قسم قسم کے کاغذ بنائے۔ مثلاً سلیمانی، طلسمی، نوحی، فرعونی، جعفری، بیہانی، امامونی، منصور، اسمرقندی وغیرہ۔

بڑی مقدار میں جمع تھا۔ ۱۵

الغرض عہد نبوی میں دنیا کے مختلف علاقوں میں لکھنے کے لیے متنوع چیزیں استعمال ہوتی تھیں جن میں کھال اور پاپیروس خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے۔ مشرق و مغرب کے کتب خانوں میں یونانی، آرامی، عبری، عبری، اروسٹائی، پہلوئی، وغیرہ زبانوں میں کھال پر لکھی ہوئی تحریریں موجود تھیں۔ پاپیروس پر عربی میں لکھے ہوئے اوراق دستیاب ہوئے ہیں جن کی روشنی میں تاریخ کے تاریک گوشوں سے پردہ اٹھا ہے۔

قرآن کریم کی کتابت میں مندرجہ بالا اشیاء میں سے کتابت کے لئے کون کون سی چیزیں استعمال کی گئیں اس کی کچھ تفصیل یہ ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں "کاغذ" کی جگہ دو چیزیں استعمال ہوتی تھیں۔ رق اور مہرق۔ مہرق سفید ریشمی کپڑا جس پر گوند لگا کر لکھنے کا کام لیا جاتا تھا

۱۵ ابو الفضل ذابح: کاغذ سازی در تمدن اسلامی شمولہ کبھان فرنگی، ایران شماره ۴ ص ۳۰-۳۳ بحوالہ فریل:-

۱- ابوریحان البیرونی: تحقیق مالہند

۲- مسعودی: مروج الذهب

۳- ابن ندیم، الفہرست

۴- بلاذری: فتوح البلدان

۵- ابن حوقل: صورت الارض

۶- جاحظ: المحاسن والاضداد

۷- طبری: تاریخ طبری

مسعود

۸- ابن عبدوس جھشیاری: الوزراء والکتاب۔

اور رُق پتلی اور باریک کھال جو کاغذ کی جگہ استعمال ہوتی تھی اور نہایت پائیدار و
دیرپا ہوتی تھی۔ قاموس میں ہے، ”رُق باریک کھال کو کہتے ہیں جس پر کتابت کی
جائے اور لسان العرب میں ہے، ”ایک باریک کھال جس پر لکھا جاتا ہے۔“
مجدوالدین فیروز آبادی نے رُق کے معنی صاف کی ہوئی کھال بھی بتایا ہے۔^۱

خود قرآن حکیم سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اسی باریک کھال پر لکھا جاتا تھا۔

چنانچہ ارشاد ہے:

وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ۝ فِي رَقٍ مَّنْشُورٍ ۝^۱

ترجمہ:-

اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہوا ہے۔

بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نزول وحی کا آغاز تحریری صورت میں ہوا چنانچہ بخاری شریف
کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی روایت کی شرح میں علامہ قسطلانی نے بلید بن عمیر کی جو روایت
نقل کی ہے اس میں یہ تفصیل موجود ہے:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ریل میرے پاس دیا نامی ریشمی

کپڑا لائے اس میں کچھ لکھا ہوا تھا۔

^۱ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، مطبوعہ لاہور، ص ۳۳۲

^۲ مجدوالدین فیروز آبادی، بصائر ذوی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز، مطبوعہ قاہرہ، ۱۳۱۵ھ، ج ۲، ص ۹۳

^۳ القرآن الجیم: سورۃ طور، ۲-۳

^۴ جلال الدین سیوطی، الاتقان، ج ۱، ص ۲۲، الجزیری، البیان، ص ۱۲، خرم علی، ترجمہ مشارق الانوار، ص ۴۱

پھر کہا پڑھیے؟ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔

اس روایت میں ویبانا نامی ریشمی کپڑے کا ذکر ملتا ہے اور مہرق جس کا ذکر کیا گیا وہ بھی ریشمی کپڑے ہی سے تیار کیا جاتا، بہر حال عہد نبوی میں لکھنے کے لیے رق اور مہرق کاغذ کی جگہ استعمال کئے جاتے تھے۔

جہاں تک کاغذ کا تعلق ہے وہ ۱۵۰۰ء میں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے

تقریباً ۴۶۶ برس پہلے چین میں Ts'ailun سائی لُن نے ایجاد کیا، ۱۵۰۰ء میں یہ فن ایشیا میں

سمرقند پہنچا اور ۱۵۹۲ء میں خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں پہلی مرتبہ بغداد میں بنایا گیا۔

مگر ایک روایت یہ بھی ہے کہ پہلی صدی ہجری میں حجاج بن یوسف کے ایما

پر عرب میں کاغذ بننے لگا تھا۔ لیکن عہد نبوی میں چین میں کاغذ موجود تھا، اس بات

کی کوئی تاریخی شہادت نظر سے نہیں گزری کہ یہ کاغذ عرب میں آتا تھا یا نہیں البتہ اس حدیث

سے اندازہ ہوتا ہے کہ علمی دنیا میں چین کی ترقی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اچھی طرح واقف تھے چنانچہ

اپنے فرمایا:

اطلب العلم لو كان بالصين^۲

ترجمہ:-

علم حاصل کرو اگر چین ہی کیوں نہ جانا پڑے

عہد قدیم میں دریائے نیل کے کنارے پیدا ہونے والے زسل کے پورے کی چھال

۱۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ج ۱۳، مطبوعہ مارچ ۱۹۷۴ء، ص ۹۶۶

۲۔ ابن الحاج الفاسی، محمد بن محمد العبدی؛ المدخل (ب)، امام غزالی؛ احیاء العلوم، مطبوعہ قاہرہ

سے ایک قسم کا کاغذ بنایا جاتا تھا جس کا نام پورے کے نام پر PAPHYRUS رکھا گیا، اس پر لکھا ہوا۔
ریکارڈ آج بھی موجود ہے، یہ لکھنے کے لیے وسیع پیمانے پر استعمال ہوتا تھا۔
اہل عرب تجارت میں بڑے مشاق اور بحری سفر کے دل وادہ تھے اس لیے قرین قیاس
یہی ہے کہ چین اور مصر کا کاغذ بھی۔۔۔۔۔ حرمین شریفین میں استعمال ہوتا ہوگا کیوں کہ
درآمدات کا تعلق طلب و ضرورت سے وابستہ ہے اور نزول قرآن کے بعد لکھنے کی چیزوں
کی اشد ضرورت تھی چنانچہ موطا امام مالک میں ہے :-

جمع ابو بکر القرآن فی قراطیس

ترجمہ :-

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کا غزوں پر جمع کیا

اور قرآنی آیات میں دو قراطیس، کا لفظ استعمال ہوا ہے گو اس کا اطلاق رقی اور مہرق
پر کیا بھی کیا جاسکتا ہے۔

(ب)

اب ہم حجاز کے ”رقی“، چین کے ”کاغذ“، اور مصر کے ”پیپر“ کے متعلق تاریخی
کے پس منظر میں کچھ عرض کرتے ہیں :-
۱۔ بحیرہ احمر پر رومیوں کے غلبے کے بعد جب مینیوں کی تجارت کمزور پڑنے لگی تو اہل یمن
نے بحری راستے کی بجائے اندرون عرب کے بڑی راستوں سے غیر ملکوں کا تجارتی
سفر شروع کیا۔۔۔۔۔ یہ راستہ حضرت موت سے شروع ہوتا تھا اور بحیرہ احمر

السفن من الارض الحبشة و مصر و
من البحرين والصين

ترجمہ:-

جارجیرہ احمر کی ساحلی بستی ہے یہاں پر حبشہ، مصر، بحرین اور چین سے

جہاز آکر لگتے ہیں۔

ابلاہ اور وبا کی بندرگاہوں کے لیے مورخین نے لکھا ہے:

وكانت احدى قرص الهند يجتمع

بها تجارة الهند والسند والصين

واهل المشرق والمغرب۔

ترجمہ:-

وباہندوستان کی بندرگاہ تھی جہاں ہندوستان، سندھ،

چین، بلکہ مشرق اور مغرب کے تاجر جمع ہوا کرتے تھے۔

حضرت عتبہ بن غزوآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہد فاروقی میں ۱۲ھ میں ابلہ کو فتح کیا (یہ بندرگاہ

قدیم زمانے سے ارض الہند فرج الہند و السندھ کے لقب سے مشہور تھی) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو اپنے مکتوب میں لکھا:

فان الله وله الحمد فتح علينا

الابلہ وھی مرقی سفن البحر من

اے اظہر مبارک پوری تھاقضی! عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۳۲

ربحوالاعوام بن الاصحیح سلمی، کتاب اسرار جبال تہامہ

عمان والبحرين و الفارس والهند
والصين -

ترجمہ :-

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اُبل پر فتح دی ————— یہ مقام
عمان بحرین، فارس اور چین سے آنے والے جہازوں کی بندرگاہ

ہے۔

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین حجاز میں چین سے سامان آتا تھا اور
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی منڈیوں میں بکتا تھا اس لیے ظن غالب ہے کہ چین کا وہ کاغذ جس کی ایجاد
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے صدیوں پہلے ۵۰۰ء میں ہو چکی تھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ
کے بازاروں میں ملتا ہو گا چنانچہ بعض احادیث میں کاغذ پر قرآن پاک کی کتابت کا ذکر آتا ہے
۳ - عبد مناف بن قصی کے چار بیٹے عبد شمس، ہاشم، نوفل اور المطلب نے بالترتیب
شاہ حبشہ نجاشی، قیصر روم، کسریٰ ایران اور شاہ مین سے تجارتی راہداری کے
پروانے حاصل کیے اور آزادانہ تجارت شروع کی سردیوں میں مین اور گرمیوں میں
شام و مصر آنے جانے لگے جس کا ذکر قرآن حکیم میں اس طرح ہے: —

لَا يَلْفِ قَرَيْشٌ ۝ الْفِيهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ
وَ الصَّيْفِ ۝

ترجمہ :-

چونکہ (اللہ نے) قریش کو مانوس کر دیا۔ ہاں، جاڑے اور

۱۔ اظہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالہ ۱ میں، ص ۳۔

۲۔ القرآن الحکیم: سورۃ القریش، ص ۱-۲۔

گرمی کے سفروں سے انھیں مانوس کر دیا۔
چینا پتھر اسی ہمہ گیر تجارت کا اثر تھا کہ عرب میں تقریباً ۱۲ بڑے بڑے بازار لگتے تھے۔ جن میں مندرجہ ذیل ذکر ہیں:۔

دومتہ الجندل، صحار، دبا، شجر، رابید (حضرت)
ذوالمجاز، نظاۃ (خیبر)، مشقر، منی، حجر، عکاظ، عدن،
صنعا

سب سے بڑا بازار عرفات کے قریب عکاظ کا لگتا تھا اس میں نہایت عمدہ اور نایاب سامان فروخت ہوتا تھا جو عرب کے کسی بازار میں نہیں ملتا تھا یقیناً یہاں چین کا کاغذ، اور مصر کا پیپر س ضرور ملتا ہوگا اور کاتبین وحی نے اس سے ضرور استفادہ کیا ہوگا۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پہلے کئی سال تجارت فرمائی چنانچہ آپ ایک طرف خلیج فارس کے ساتھ ساتھ بحرین اور عمان تشریف لے گئے اور دوسری طرف بحیرہ قلمزم کے ساتھ ساتھ یمن بھی تشریف لے گئے یہی وجہ ہے کہ آپ ذاتی طور پر شاہ حبشہ نجاشی سے بھی واقف تھے چنانچہ آپ نے ہجرت اولیٰ کے وقت اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفر کو نجاشی کے نام ایک سفارشی خط بھی دیا تھا۔ مسند امام احمد بن حنبل (ج ۴، ص ۲۶۶) کے حوالے سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے کہ جب مشرقی عرب بحرین سے ایک وفد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس علاقہ کا اس طرح ذکر کیا جیسے وہ برسوں کا جانا پہچانا ہے اس پر جب ان لوگوں نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا ”میں نے

۱۔ اظہر مبارک پورنی! عرب دہند ہند رسالت میں، ص ۱۳۷

۲۔ محمد حمید اللہ: رسول اکرم کی سیاسی زندگی، بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۴، ص ۲۰۶

تمہارے ملک کی خوب سیر کی، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بہ سلسلے تجارت مشرق اور دبا کے مشہور میلوں میں تشریف لے گئے ہوں گے۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامان تجارت دے کر حبائشہ (تہامہ) بھیجا جہاں رجب میں تین دن بازار لگتا تھا۔ پھر جرش (میں) بھیجا جہاں بڑا بازار لگتا تھا۔ ان تمام حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمری اور عنفوان شباب کا بیشتر حصہ تجارتی مصروفیات میں گزارا ظاہر ہے ایسی ہستی سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ قرب و جوار اور دور دراز ملکوں میں پائی جانے والی لکھنے کی چیزوں سے بے خبر ہو ان کی باخبری پر تو خود قرآن گواہ ہے۔ اس لیے ان تمام حقائق سے یہ نتیجہ نکالنا مناسب نہ ہوگا کہ ہمدنیوں میں قرآن حکیم کی مکمل کتابت رت، مہرت، کاغذ اور پیپرس، وغیرہ پر ہوئی ہوگی

بہر حال جیسا کہ عرض کیا گیا آنا تو قرآن سے ثابت ہے کہ قرآن حکیم کو باریک کھال کے اوراق پر جمع کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَالطُّورِ ۝ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ۝ فِي
رَقٍّ مَّنْشُورٍ ۝

ترجمہ:-

طور کی قسم اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے

(ج)

قرآن حکیم کو دو قرآن، بھی کہا گیا ہے یعنی جو پڑھا جائے، اور کتاب بھی کہا گیا ہے یعنی جو پڑھا جائے، یا جو لکھا ہوا ہو۔ مندرجہ ذیل آیات سے اس امر کی توثیق ہوتی ہے:

- ① وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ
- ② كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ
- ③ ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ
- ④ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا
- ⑤ وَلَقَدْ جِئْتُم بِكِتَابٍ فَضَلْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ
- ⑥ كِتَابٌ أَحْكَمْتُ آيَاتِهِ
- ⑦ وَهَذَا كِتَابٌ مُصَدِّقٌ
- ⑧ فَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ
- ⑨ وَكِتَابٌ مُبِينٌ
- ⑩ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ

موظا امام مالک میں مندرجہ ذیل آیت سے قرآن مکتوب ہی سراویا گیا

ہے:

اسلہ القرآن الحکیم! سورة الانعام، ۹۲؛ سورة ص، ۲۹؛ سورة البقرہ، ۱؛ سورة الانعام،

۱۱۴؛ سورة الاعراف، ۵۲؛ سورة ہود، ۱؛ سورة الاحقاف، ۱۲

سورة الانعام، ۹۲؛ سورة النمل، ۱۶؛ سورة الدخان، ۲

كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ ۝
فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ قَرُوفٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝
بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ ط ۝

ترجمہ:-

یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے تو جو چاہے اسے یاد کرے ان صحیفوں میں کہ
عزت والے میں، بلندی والے، پاکی والے، ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے
جو کرم والے نکوئی والے۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:-

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۝

ترجمہ:-

جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے جس طرح سبیل نوشتوں کو لپیٹنا ہے۔

بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کاتب کا نام سبیل تھا

۱۰

درایت یہ روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کیوں کہ شبیہ اسی وقت

ذہن نشین ہو سکتی ہے جب مخاطب کے سامنے وہ شے موجود ہو جس سے تشبیہ دی جا رہی
ہے یا اس نے دیکھی ہو۔ کاتبین وحی لوگوں کے سامنے لکھا کرتے تھے

جہاں مختلف اشیا پر کتابت ہوتی تھی وہاں جیسا کہ آیت مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے

۱۰ القرآن الحکیم! سورۃ عبس، ۱۱-۱۶ (ب) مالک بن انس! الموطا، ص ۱۹۰

۱۱ القرآن الحکیم! سورۃ الانبیاء، ۱۰۲

۱۲ ابوالفداء اسمعیل بن عمر قرشی دمشقی! تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۲۰۰

ایسی اشیاء پر بھی کتابت ہوتی تھی جس کو Scroll کی صورت میں لپیٹ دیا جاتا تھا
 ایسی تحریر دہرق، یا "کانڈ" ہی پر ہو سکتی ہے۔ Scroll

کالمبائی عام کاغذ جتنی نہیں ہوتی بلکہ بقدر ضرورت کاغذ جوڑ جوڑ کر اس کو لمبا کرتے رہتے ہیں، اور
 پلٹتے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے، اب رفتہ رفتہ اس کا
 رواج ختم ہو رہا ہے لیکن اب بھی مطالبات کے سلسلے میں محض نامے طول طویل کاغذ پر پیش
 کیے جاتے ہیں۔ بہر کیف آیت مذکورہ میں نوشتوں کے لپیٹے جانے کی آسان
 کے لپیٹے جانے سے تشبیہی اسی وقت مکمل ہو سکتی ہی جب وہ نوشتے طویل و عرض کاغذ پر
 تحریر کیے جاتے ہوں پھر ان کو لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہو۔ اس آیت کریمہ سے
 یہ ثابت ہوتا ہے کہ کاتبین وحی طویل کاغذوں پر قرآن حکیم کی کتابت کرتے تھے جن کو لپیٹ کر
 رکھ دیا جاتا تھا۔ عام طور حفاظت کی خاطر Scroll ٹن کے ٹلووں میں رکھتے ہیں اور بعض احادیث
 سے ظاہر ہوتا ہے کہ۔ عہد نبوی میں بھی یہ طریقہ رائج تھا۔

مگر جو کچھ لکھا گیا وہ منتشر حالت میں تھا یا کتابی صورت میں۔ اس کا جواب
 قرآن حکیم میں موجود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۝
 فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ۝
 لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۝

ترجمہ:-

بے شک یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ نوشتہ میں اسے نہ

چھوئیں مگر با وضو۔

آیت کریمہ کے تیور بتا رہے ہیں کہ عہد نبوی میں قرآن کریم کتابی شکل میں سامنے آچکا

تھا کیونکہ یہاں قرآن کریم کا ذکر ہے، اور اس کے ہاتھ لگانے اور پھونکنے کا ذکر ہے اور محفوظ نوشتہ کا اطلاق کتاب ہی پر ہو سکتا ہے نہ کہ ایک دو اوراق پر۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو یک جا کرنے اور پڑھانے کا یوں بھاری ذمہ لیا:

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝

ترجمہ:-

بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن حکیم کو یکجا کرنے کا وعدہ فرمایا اس لیے یہ عہد نبوی ہی میں یک جا کر دیا گیا ہو گا چنانچہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ قرآن ساتھ رکھتے تھے کیونکہ تشابہات سے بچنے کا یہی ایک طریقہ تھا ورنہ ممکن نہ تھا قرآن حکیم کی حفاظت کا ایک اور جگہ یوں ذکر کیا گیا ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝

ترجمہ:-

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس

کے نگہبان ہیں۔

قرآن حکیم کے مطالعہ سے توریہ ثابت ہو گیا کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن حکیم لکھ کر محفوظ کر لیا جاتا تھا اور گھروں میں پڑھا جاتا تھا۔ کتب احادیث کے مطالعے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر لیا گیا تھا اور اس کے متعدد نسخے موجود

۱۰ القرآن الحکیم! سورة الفیثیہ ، ۱۰

۱۱ القرآن الحکیم! سورة الحجر ، ۹

تھے اسی لیے آپ نے قرآن مجید کو ایک مسلمان کا بہترین ورثہ قرار دیا چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی روایت کرتے ہیں: —

ان مما يلحق المؤمن من عمله و
حسنته بعد موته علما نشره و
مصحفا ورثه ۱۰

ترجمہ:-

مرنے کے بعد مومن کو اس کے اعمال اور حسنت پر جس کا اجر ملتا ہے
ان میں ایک تو وہ علم ہے جس کی اس نے نشر و اشاعت کی اور ایک وہ
مصحف، قرآن مجید، جس کا اس نے لوگوں کو وارث بنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کوئی ارشاد فرمایا پہلے خود اس پر عمل کیا، یہی مزاج نبوت
تھا اس لیے یہ دل کہتا ہے کہ جب آپ نے مسلمانوں کے لیے قرآن مجید بہترین ورثہ قرار
دیا تو دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد دربار نبوی سے بھی یہ ورثہ ملت اسلامیہ کو ملنا
چاہیے۔ چنانچہ بخاری شریف کی ایک حدیث سے اس کی تصدیق ہوتی،
ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: —

عن عبد العزيز بن ربيع قال دخلت
انا وشداد بن معقل على ابن عباس
فقال له شداد بن معقل — اترك
النبي من شيء ؟ — قال ماترك
الامم بين الدفتين — قال ودخلنا

۱۰۔ ابراہیم افضل احمد بن علی الشہیر بابی جبر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری مطبوعہ دمشق، ج ۱۰، ص ۲۲۹

علی محمد بن الحنفیۃ وسألناہ — وقال
ما ترک الا ما بین الدفتین —

ترجمہ :-

عبد العزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ میں اور شاد بن معقل حضرت ابن عباس کے
پاس گئے تو شاد نے پوچھا — کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کوئی چیز ترکے میں چھوڑی ہے؟ — انہوں
نے جواب دیا — نہیں بجز اس کے جو دو پٹھوں کے
درمیان ہے — پھر ہم محمد بن الحنفیۃ کے پاس گئے
اور یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
کوئی چیز نہیں چھوڑی بجز اس کے جو دو پٹھوں کے درمیان ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے تشریف لے جانے کے
بعد کم سے کم ایک قرآن مجید چھوڑا جو جلد میں محفوظ تھا اس کی مزید تصدیق بخاری شریف کی ایک
دوسری حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کے الفاظ کا ترجمہ و تفسیر یہ ہے؛

یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک عراقی آیا — عرض گزار ہوا

— اے ام المؤمنین مجھے اپنا قرآن مجید دکھائیے

— فرمایا — بھلا کس لیے؟

عرض کیا — تاکہ میں قرآن کریم کی ترتیب درست کر لوں

— کیونکہ لوگ خلافت ترتیب پڑھتے ہیں — فرمایا —

اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں جس کو چاہو پہلے پڑھ لو
یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ پھر ان کے لیے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید نکالا اور ان کو سورتوں کی ترتیب لکھوادی

حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں:

فاخرجت المصحف فاملت عليه اى السورة

ترجمہ:۔ تو آپ نے قرآن نکالا اور سورتوں کی ترتیب لکھوادی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین ازواج
مطہرات میں تھیں اور لکھنا پڑھنا جانتی تھیں آپ ہی کے ہاں اور آپ ہی کی قربت میں حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا ممکن ہے کہ یہ قرآن مجید، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نسخہ ہو جو
آپ نے یادگار چھوڑا۔ اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تلاوت
میں رہتا ہو جس کا اشارہ اس آیت سے ملتا ہے جس میں خطاب امہات المؤمنین سے کیا
گیا ہے:

وَإِذْ كُنَّا مَا يَتْلُو فِي
بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَةِ اللَّهِ
وَالْحِكْمَةِ ط

ترجمہ:۔

اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور

حکمت

۱۔ محمد بن اسماعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۲، ص ۹۹۲-۹۹۳

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ الاحزاب، ۳۴

اور غالباً یہ بات کفار و مشرکین کے علم میں تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدے میں قرآن
مکتوب و مجلد محفوظ ہے اسی لیے انہوں نے قرآن حکیم پر تنقید کرتے ہوئے یہ الفاظ
کہے:

وَقَالُوا أَتَأْتِينَنَا بِالْبُرْهَانِ
فَهِيَ تَمْلِي عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝

ترجمہ:-

وہ کہتے تھے کہ یہ تو پرانے زمانے کے قصے کہانیاں ہیں جو انہوں
نے لکھ رکھی ہیں اور اسی میں سے یہ صبح و شام لکھواتے رہتے

ہیں

(۵)

بہر کیفیت مندرجہ بالا حقائق سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذاتی
نسخہ تھا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا اور اس سے دوسرے
مسلمان تقابل کر کے اپنے اپنے نسخے صحیح کیا کرتے تھے

احادیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کم از کم چار
صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پورا قرآن حکیم جمع کیا تھا۔ چنانچہ جب حضرت انس بن مالک

سے القرآن الحکیم! سورۃ الفرقان، ۵

سے تہذیب التہذیب (ج ۷، ص ۲۲۳)، استیعاب (ج ۲، ص ۲۸۵، ۵۶۵)؛ اسد الغابہ

(ج ۱، ص ۲۸۶)؛ طبقات (ج ۲، ص ۲۸۵) وغیرہ کے مطالعہ سے مزید ۸ صحابہ کا اور علم ہوتا

ہے جن کے نام یہ ہیں۔ عقبہ ابن الجہین، سعد ابن عبید، ابو درداء، عثمان بن عفان، تمیم داری،

عبادہ بن صامت، ابو ایوب انصاری، عبید اللہ بن مسعود

سے دریافت کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کس کس نے قرآن جمع کیا تھا تو انہوں نے فرمایا، چار حضرات نے اور چاروں انصار تھے ان کے اسماء گرامی ہیں:-

(۱) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

(۲) ابو زید رضی اللہ عنہ

(۳) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

(۴) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ لے

ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے بھی ایک قرآن جمع کیا تھا۔ اس حدیث کی اسناد کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا، کہ "اسناد صحیح"۔ وہ فرماتے ہیں:-

میں نے عبد بنوی میں پورا قرآن جمع کیا تھا میں اس کو ایک ہی رات میں

پڑھ لیتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے ایک ماہ

میں ختم کرنے کی ہدایت فرمائی۔

یہ حدیث طویل ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر اس حدیث میں کمی کر کے ۲۰ دن ارشاد فرمائی۔ پھر انہوں نے عرض کیا تو پندرہ دن میں ختم کرنے کی ہدایت فرمائی۔ مزید عرض کیا تو فرمایا:-

اقراء فی سبع ولا تزيد

لے (۱) محمد بن اسماعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۲، مطبوعہ کراچی، ص ۴۹

(ب) ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری! صحیح مسلم، ج ۲، مطبوعہ مصر، ص ۲۵۲

لے ابوالفضل احمد بن علی الشیبیری! فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹،

مطبوعہ مصر ۱۳۰۰ھ

علیٰ ذلک

ترجمہ:-

سات روز میں ختم کیا کرو اس سے کم مدت میں ختم نہ کرو۔

اس حدیث پاک سے قرآن کریم کی سات منزلوں کے تعین اور تینس پاروں کی تقسیم کاراڑ بھی کھل جاتا ہے۔ پہلی ہدایت ۲۰ دن میں ختم کرنے سے متعلق تھی اور دوسری سات دن میں ختم کرنے سے متعلق۔

حضرت ابو زبید بن علیہ بن نعمان الانصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق اسد الف باہ میں

لکھا ہے:-

هو اول من جمع القرآن من الانصار

ترجمہ:-

یہ وہی ہیں جنہوں نے انصار میں سب سے پہلے قرآن جمع

کیا۔

اور حضرت زبید بن ثابتؓ تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تالیف قرآن کا اہم فریضہ انجام دیتے تھے جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں:-

قال كنا عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم

نؤلف القرآن من الرقاع

۱) ابو الفضل احمد بن علی الشہیر بن حجر استقلانی! فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹، مطبوعہ مصر ۱۳۲۰ھ

(ب) ابو علی محمد بن عیسیٰ ترمذی! جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۱۸

۲) ابن اثیر علی بن محمد جزیری! اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۱، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۹۰ھ

۳) ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم! المستدرک علی الصحیحین، ج ۲، ص ۶۱۱

ترجمہ:- ہم کاتبانِ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر تقاع (ٹکڑوں) سے قرأت ترتیب وار جمع کرتے جاتے تھے۔

جمع کرنے اور تالیف کرنے، میں فرق یہ ہے کہ جمع کرنے کا اطلاق ایسے مجموعے پر ہوتا ہے جس میں ترتیب وغیرہ کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہو مگر تالیف کا اطلاق ایسے مجموعے پر ہوتا ہے جو ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا ہو۔ یہاں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر قرآن مجید کو مختلف ٹکڑوں سے کتابی صورت میں ترتیب وار جمع کرتے تھے۔ جیسا کہ عرض کیا گیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پورا قرآن جمع کیا تھا جس کو تکمیل کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملاحظہ کے لیے پیش کیا چند بچہ ابن قتیبہ کتاب المعارف میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں:-

كان آخر عرض رسول الله صلى الله عليه وسلم القرآن على مصحفه و هو اقرب المصاحف من مصحفنا وقد كتب زيد لعمر بن الخطاب

ترجمہ:-

زید نے عرضہ اخیرہ میں اپنا کتابت شدہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا اور سنایا اور وہ قرآن مجید ہے جو ہمارے قرآن مجید جیسا ہے پھر انہیں زید نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے قرآن مجید لکھا تھا۔

۹ ذی الحجہ ۱۱ھ (مارچ ۶۳۲ء) کو خطبہ حجۃ الوداع کے فوراً بعد آخری آیت نازل ہوئی ہے۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۝

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ (جون ۶۳۲ء) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم ظاہر سے
پروردہ فرمایا آخری آیت کے نزول اور پروردہ فرمانے کے مابین تقریباً ڈھائی پونے تین ماہ کا
عرصہ گزرا۔ اعلیٰ یہ ہے کہ حضرت زید بن ثابت

رضی اللہ عنہ نے اپنا مصحف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ ذی الحجہ ۶۳۲ء اور ۱۲ ربیع الاول
۶۳۲ء کے درمیان ملاحظہ کے لیے پیش کیا ہوگا۔

مندرجہ بالا تمام شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن مجید
کی ایک کاپی نہیں بلکہ کئی کاپیاں مدون ہو چکی تھیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ایسی ہدایات
نہ فرماتے جس سے قرآن کا مدون اور مرتب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً ترمذی
کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے دریافت کیا۔
_____ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ _____ آپ نے
فرمایا: _____

الحال والمرتحل ۲

ترجمہ :-

سفر سے آنا اور سفر کرنا

پھر جب اس ارشاد کا مطلب دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا :-

۱۔ القرآن الحکم! سورۃ المائدہ، ۳

۲۔ ابویسی محمد بن عیسیٰ ترمذی! جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۱۸ و ۱۱۹

صاحب القرآن یقرء عن اول القرآن الی
آخره ومن آخره الی اوله . کلما
حل ارتحل۔^۱

ترجمہ :-

قرآن پڑھنے والا جو اول سے آخر تک قرآن پڑھتا ہے اور ختم کر لیتا
ہے تو دوبارہ شروع کر دیتا ہے گویا جیسے ہی تلاوت کا سفر ختم کرتا
ویسے ہی دوسرا سفر (تلاوت کا) شروع کر دیتا ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ یہاں حافظ قرآن نہیں فرمایا، قرآن پڑھنے والا فرمایا اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کے مکمل نسخے موجود تھے چنانچہ بعض احادیث سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے
کہ قرآن حکیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کتابی صورت میں مدون ہو گیا تھا۔
مثلاً — حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں؛

ان قرآن کان مجموعاً
مؤلفاً علی عہد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم۔^۲

۱۔ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی! مسند دارمی، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۲ھ، ص ۲۲۱
نوٹ :- جس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ آپ دو چیزیں چھوڑ رہے ہیں یعنی کتاب اللہ
اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کتابی صورت میں موجود تھا۔
(۱) مستدرک، ج ۱، ص ۹۲ (ب) السنن الکبریٰ، ج ۱، ص ۱۱۴ (ج) کنز العمال، ج ۱، ص ۷۸۶-۷۸۷،
(۲) الترغیب والترہیب، ج ۱، ص ۳۸

۲۔ دائرہ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور، ج ۱۶، ص ۳۴۰

قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں باقاعدہ جمع کیا ہوا
ترتیب دیا ہوا موجود تھا۔

امام نووی فرماتے ہیں:

ان القرآن كان مؤلفا في زمن النبي
صلى الله عليه وآله وسلم ما هو
في المصاحف اليوم۔^۱

ترجمہ:-

قرآن مجید عہد نبوی میں اسی انداز سے ترتیب دیا گیا تھا جس انداز سے
کا ترتیب سے آج وہ مصحف میں موجود ہے۔

علامہ طبرسی، تفسیر مجمع البیان میں لکھتے ہیں:۔

ان القرآن كان على عهد النبي صلى الله
عليه وآله وسلم مجموعا مؤلفا
على ما هو عليه الآن۔^۲

ترجمہ:-

عہد نبوی میں قرآن مجید بالکل اسی طرح مجموع و مرتب تھا جس طرح آج

ہے۔

^۱ ابو ذکریا یحییٰ بن شرف نووی! المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج، مطبوعہ مصر، بحوالہ دائرۃ المعارف اسلامیہ،

ج ۱۴، ص ۳۴۰

^۲ طبرسی، تفسیر مجمع البیان بحوالہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۴، ص ۳۴۰

قرآن پاک کی جمع وتدوین سے متعلق جہاں اور شہادتیں ہیں وہاں ایک شہادت امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں نقل کی اوس ابن ابی اوس حدیثہ الشقیفی روایت کرتے ہیں کہ وہ قبیلہ بنی لقیف کے وفد کے ساتھ مہجر کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد وفود سے ملاقات کیا کرتے تھے تو ایک رات یہ واقعہ پیش آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان وفد کے پاس آنے میں تاخیر فرمائی جب تاخیر کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ————— کہ آج کی ”حزب“ رہ گئی تھی تو میں نے پسند نہیں کیا کہ اس کو ختم کیے بغیر باہر جاؤں۔ اس پر اوس کہتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے قرآن کے احزاب کے بارے میں پوچھا یعنی قرآن پاک کے ان حصوں کے بارے میں جو تلاوت کی سہولت کے لیے تقسیم کر لیے گئے تھے اس پر انہوں نے مندرجہ ذیل سات احزاب کی تفصیل بتائی جو ایک ہفتے کے لیے مقرر کی گئی تھیں، وہ یہ ہیں: —————

- ① حزب اول ————— سورہ فاتحہ سے سورہ نساء تک
- ② حزب ثانی ————— سورہ مائدہ سے سورہ توبہ تک
- ③ حزب ثالث ————— سورہ یونس سے سورہ نحل تک
- ④ حزب رابع ————— سورہ بنی اسرائیل سے سورہ فرقان تک
- ⑤ حزب خامس ————— سورہ شعراء سے سورہ لیس تک
- ⑥ حزب ساوس ————— سورہ صفات سے سورہ حجرات تک
- ⑦ حزب سابع ————— سورہ قی سے سورہ ناس تک

یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ عہد نبوی میں قرآن پاک مدون ہو چکا تھا اور اسی ترتیب و تنظیم کے ساتھ جس ترتیب و تنظیم کے ساتھ آج ہمارے سامنے ہے اور اسی ترتیب کو سامنے رکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کے معمول تلاوت کے لیے قرآن پاک کو احزاب پر تقسیم فرمایا۔ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کردے میں قرآن حکیم کے منتشر اوراق تھے جن کی کسی صحابی نے شیرازہ بندی کر دی تھی؟

قرین قیاسی یہی ہے کہ اصل کا پنی آپ اپنے پاس رکھتے ہوں گے پھر وقتاً فوقتاً اس سے دوسرے صحابہ کو لکھواتے رہتے ہوں گے۔ اس قیاس کی توشیح قرآن پاک کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں کفار نے آپ پر الزام لگایا تھا کہ آپ نے اپنے پاس پرانے قصے کہانی لکھ چھوڑے ہیں جو لوگوں کو لکھواتے رہتے ہیں (معاذ اللہ)۔ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتابت وحی کا خاص اہتمام فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ کے پڑوس میں حضرت زید بن ثابت رہتے تھے، جب وحی آتی فوراً ان کو بلا لیتے اور جو کچھ نازل ہوتا لکھوادیتے تھے پھر ہی نہیں کاتبوں کو لکھوادیتے بلکہ لکھوانے کے بعد پڑھوا کر سنتے اور جو غلطی ہوتی اس کی اصلاح فرماتے تھے پھر لوگوں کو نقل کے لیے عنایت فرماتے تھے

۱۔ جلال الدین سیوطی! الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۱۲۸

۲۔ (ا) ابویسی محمد بن عیسیٰ ترمذی! جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۳۲

(ب) محمد بن اسمعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۳، ص ۷۱

۳۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سبستانی! سنن ابوداؤد (بجوالہ ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری، دی قرآنک

فاؤنڈیشن اینڈ اسٹریٹریچر آف مسلم سوسائٹی، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۶۹)

۴۔ مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۶۰ (بجوالہ مذکورہ، ص ۶۹)

۵۔ صدیق حسن خان، نواب! فتح المغیث (بجوالہ مذکورہ، ص ۶۹)

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجلد نہ تھا، چوبی فائلوں میں جمع تھا۔
چنانچہ فتح الباری میں ہے: —————

كانوا يكتبون المصحف في الرق و
يجعلون له دفتين من خشب ^١

ترجمہ:-

صحابہ کرام قرآن مجید باریک چمڑے پر لکھتے تھے اور اس کو دو چوبی
دفتیوں میں رکھ لیتے تھے۔ —————

اور اس طرح رکھتے کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی اور یہ ہدایت فرمائی جاتی کہ فلاں فلاں،
سورت میں فلاں آیت کے بعد یہ لکھی جائے تو لکھی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سورۃ بقرہ کی ایک آیت نازل ہوئی
تو! —————

فقال جبريل للنبي صلى الله عليه و
آله وسلم ضعها على راس مأتين ثمانين
من سورة البقره - ^٢

ترجمہ:-

تو جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس کو سورۃ بقرہ کی

^١ ابن حجر عسقلانی! فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹

^٢ (۱) جلال الدین سیوطی! الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۲۴-۱۲۵

(ب) ابن حزم! کتاب الفصل، ج ۲، ص ۲۲۱

^٣ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، ص ۳۳۶

آیت نمبر ۲۸ کے بعد کھ لیجئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

بہر کیف قرآن مجید جلد میں تھا یا دو گتوں کے درمیان یہ بات ثابت ہو چکی کہ ہمد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پورا قرآن مرتب ہو چکا تھا بلکہ بعض احادیث سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن کریم کے متعدد نسخے موجود تھے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر تلاوت کرنے کی تاکید شدید فرمائی اور دوسرے اجر کی بشارت دی۔ ایسی بہت سی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں۔ اس تاکید و ترغیب کی روشنی میں یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کتابت قرآن کا خاص اہتمام کیا ہو گا اور لکھے پڑھے تمام صحابہ کے پاس مصاحف ہوں گے چنانچہ مسند امام محمد میں صحابہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:

بين اظهرنا المصاحف وقد تعلمنا فيها
وعلمناها نساءنا ذرارينا و
خدمنا۔

ترجمہ :-

ہمارے درمیان مصاحف موجود تھے جن سے ہم نے خود قرآن مجید

سیکھا اور اپنی عورتوں بال بچوں اور خادموں کو سکھایا۔

عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں یہاں تک لکھا ہے!

۱ (۱) جلال الدین سیوطی! لائقان، ج ۲، ص ۱۰۸

(ب) الزرکشی! البرہان فی علوم القرآن، ص ۴۶۲

۲ (۱) احمد بن حنبل! المسند، مطبوعہ بیروت، ۱۳۰۸ھ

(ب) عمدة القاری - ج ۲، ص ۲۶

ان الذین جمعوا القرآن علی عهد
النبی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم لا یحصہم عدو
یضبطہم احد

ترجمہ :-

ہمد نبوت میں جن لوگوں نے جمع قرآن کی خدمت جلیلہ انجام دی ان کی
اتنی کثرت ہے نہ کوئی ان کی تعداد کا تعین کر سکتا ہے اور نہ ان کے ناموں
کو ضبط تحریر میں لاسکتا ہے

(۵)

اس پس منظر میں یہ حدیث بھی قابل توجہ ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت
کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

چار چیزیں دنیا میں مظلوم اور کس میرسی کی حالت میں ہیں
جن میں ایک وہ مصحف ہے جو گھر میں اس حالت میں پڑا ہے
کہ اس کی تلاوت نہیں کی جاتی

اس حدیث کے معانی و مطالب کو حال و مستقبل دونوں پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ
شواہد و حقائق سے ثابت ہو رہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمد مبارک میں مصحف کی اتنی کثرت ہو گئی تھی وہ گھروں میں اویزاں
یکے جانے لگے تھے جس پر آپ نے تنبیہ فرمائی اور فرمایا

۱۰ بدرالدین محمود بن عیسیٰ! عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ مصر

لا تفرنکم هذا المصاحف
المعلقة

ترجمہ:-

ان اویزاں قرآنوں سے تم دھوکے میں نہ پڑ جانا
پھر عہد خلافت راشدہ میں اتنی کثرت ہو گئی کہ قرآن مجید کے بعض نسخوں کو مٹانے و مذہب کیا جانے

لگا

قاعدہ ہے کہ جب کوئی چیز کثرت سے پائی جاتی ہے اور اپنی جگہ قائم ہو جاتی ہے تو پھر
اس میں نئی نئی اختراعات و ایجادات ہونے لگتی ہیں

چنانچہ عہد عثمانی میں کچھ لوگوں نے قرآن مجید کو مٹانے و مذہب کیا جانے،
جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا:

۴

۱۔ علی نقی علاؤ الدین ہندی ! کنز العمال، سنن الاقوال والاعمال، مطبوعہ حیدرآباد دکن

۳۱۲ ج ۱، ص ۱۳۴

۲۔ قرن اول ہی سے قرآن حکیم کی زرکاری اور ترمیم کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا چنانچہ قرن اول

اور قرن دوم میں یزرکار ممتاز نظر آتے ہیں۔ ایقطنی، ابراہیم الصغیر، ابو موسیٰ ابن عمار

ابن السقطی، ابو عبد اللہ الحمزی، وغیرہ (الفہرست، ۹، دائرة المعارف،

۱۴ ج، ص ۳۵۸)

اذا حلیتہ مصاحفکم فعلیکم
الدمار - ۱۵

ترجمہ :-

تم لوگوں نے اپنے قرآن مجید کو مٹا دیا تو تمہاری ہلاکت کا وقت قریب
آگیا ہے۔

اوپر جو کچھ عرض کیا وہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھا اس عہد کے بعد خلافت راشدہ
کے دور میں نجی طور پر تو قرآن پاک کی بہت سی نقول تیار کی گئیں مگر سرکاری طور پر کبھی کام ہوا چنانچہ
ایک خاص مصحف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ۱۱ھ میں اپنے عہد خلافت میں
سرکاری طور پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تیار کرایا اور اپنے پاس رکھا۔
انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار نے اس خاص نسخے کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیار کرایا تھا یہ صحیح نہیں ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد یہی نسخہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا آپ کی
شہادت کے بعد آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس
محفوظ رہا پھر اس نسخے کو سامنے رکھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۵ھ میں اپنے
عہد خلافت میں سرکاری طور پر متعدد نقول تیار کرائیں اور بلاد اسلامیہ ارسال کیں۔ ۳

ابن حزم نے خلافت راشدہ کے دور صدیقی اور وور فاروقی کا جو نقشہ کھینچا ہے اس سے

۱۵ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، مطبوعہ لاہور، ص ۲۲-۲۴

۱۶ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ج ۱۵، مطبوعہ امریکہ

۱۷ جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، مطبوعہ کراچی، ص ۱۲۵ اور ۱۲۹

تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ کے ابتدائی دس سالوں میں قرآن حکیم کی قلمی کاپیوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر چکی تھی۔ ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھائی برس خلیفہ رہے ان کے عہد میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں قرآن کے نسخے نہ ہوں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دس برس اور چند ماہ تک مسجدیں بنتی رہیں اور قرآن لکھے جاتے رہے جب ان کا انتقال ہوا تو قرآن کے

کم از کم ایک لاکھ نسخے رہے ہوں گے۔

پھر ہزاروں کی تعداد میں جو طلباء پڑھتے تھے وہ لکھتے بھی ہوں گے چونکہ بار بار تلاوت و قرائت کے لیے قرآن کا لکھا جانا ضروری تھا صد برس سے یہی عمل رہا ہے اس لیے مشہور صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہزاروں تلامذہ میں نہ معلوم کس کس نے قرآن پاک کی نقول تیار کی ہوں گی پیرس کی ایجاد سے پہلے کتابوں کا لین دین نقل اور کتابت کے ذریعے ہی ہوتا تھا، تحریر اور کتابت کی کلفتوں کا آج ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے مگر شوق علم میں ہمارے اسلاف ہر مشکل پر غالب آگئے اور وہ کچھ کر دکھایا جس کو آج ہم ترستے ہیں۔

(۹)

احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کے علاوہ بھی کتابیں موجود تھیں اور کھلے ہوئے کاغذات گول ٹلوں میں رکھتے تھے۔ مثلاً۔ المنذرک کی ایک روایت میں سعید بن بلال بیان کرتے ہیں:

كنا اذا اكثرنا على انس بن مالك
فاخرج الينا محالا عنده فقال
هذه سمعتها من النبي صلى الله عليه
وسلم - ۱۵

ترجمہ :-

جب ہم حضرت انس بن مالک سے زیادہ اصرار کرتے تو اپنے پاس
سے کاغذات رکھنے کا نلوانکال لاتے اور کہتے یہی وہ حدیثیں ہیں جو

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔

حافظ ابن عبد البر کی جامع میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حسن صحابی رسول کے
حوالے سے لکھا ہے کہ ان کو حضرت ابو ہریرہ :-

فاخذ بيده الى بيته فارانا كتبنا
كثيرة من حديث رسول صلى الله
عليه وسلم - ۱۶

ترجمہ :-

اپنے گھر لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی
بہت سی کتابیں بھی دکھائیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر ابن العاص نے احادیث رسول کا ایک مجموعہ الصحیفة الصادقة

۱۵ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم ! المستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ ہند

۱۶ ابن عبد اللہ قرطبی ! جامع بحوالہ القرآن مجید کا نزول اور وحی از پر و فیسیر محمود الحسن خسرو،

مطبوعہ کراچی، ص ۲۹۷

کے نام سے مذکور کیا تھا۔ یہ صحیفہ عرصہ تک ان کے خاندان میں محفوظ رہا، ان کے پوتے شعیب اسی صحیفے سے روایت کرتے تھے۔ جس کا ذکر فتح المغیث میں اس طرح ملتا ہے: —

شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو
بن العاص لم یسمع جدہ انما وجد
کتابہ فحدث منہ۔^۱

ترجمہ:۔

شعیب نے اپنے دادا سے حدیث سنی تو نہیں لیکن ان کی کتاب پائی تھی وہ اسی کتاب سے حدیث روایت کرتے تھے۔

طبقات ابن سعد میں موسیٰ بن عقبہ سے جو صاحبِ مغازی اور فقہائے مالکین سے تھے، منقول ہے: —

وضع عندنا کریب بن ابی مسلم مولی
عبد اللہ بن عباس حمل بعیر من کتب
ابن عباس۔^۲

ترجمہ:۔

ہمارے پاس عبداللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام کریب بن ابی مسلم نے ایک اونٹ کے بوجھ بھر ابن عباس کی کتابیں رکھوائی تھیں۔ یہی نہیں کہ عبداللہ بن عباس نے خود کتابیں لکھیں بلکہ جو کچھ لکھتے رہے اس کی نقلیں بھی لوگ لے جاتے رہے چنانچہ الترمذی کی کتاب العلل میں مروی ہے: —

^۱ صدیق حسن خاں، نواب! فتح المغیث، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۲۳۵

^۲ ابو عبداللہ محمد بن سعد زہری! طبقات، ج ۵، ص ۲۱۶

ان نفرات قد مر علی بن عباس من
 اهل الطائف بکتب من کتبه فجعل
 یقرأ علیہ - ۱

ترجمہ :-

ابن عباس کے پاس طائف کے کچھ لوگ ان کی کچھ کتابیں لے آئے
 اور ان کے سامنے پڑھنے لگے۔

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں : —

کان عبد اللہ بن عمرو قد اصاب یوم
 الیرموک زاملتین من کتب اهل الکتاب
 فکان یحدث منها - ۲

ترجمہ :-

عبد اللہ بن عمرو نے جنگ یرموک میں یہود و نصاریٰ کی کتابیں دو بولیاں

بھر پائی تھیں تو ان کتابوں کی باتیں بھی بیان کرتے تھے۔

مندرجہ بالا حقائق و شواہد سے معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں ایک نہیں بیسیوں کتابیں موجود
 تھیں صحابہ خود بھی لکھتے تھے اور دوسرے لوگ بھی لکھتے تھے گویا کاغذ و قلم کی کمی نہ تھی خواہ کاغذ
 کسی نوعیت کا بھی ہو، ایسی صورت میں قرآن عظیم اور اہم کتاب کے لیے یہ کہنا کہ عہد
 نبوی میں کتابی صورت میں مرتب نہ تھا، خلاف حقیقت معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً
 جب کہ ایک نہیں متعدد شواہد اس حقیقت کی تائید کر رہے ہوں کہ نزول قرآن کے ساتھ ساتھ

۱ ابو عبسی محمد بن عبسی ترمذی! جامع ترمذی، ج ۲، مطبوعہ کراچی، ص ۲۶۱

۲ ابوالفداء اسمعیل بن عمر قرشی دمشقی! تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۲

کاتبین وحی لکھتے جاتے اور دوسرے صحابہ ان سے نقول لیتے جاتے اور کم از کم قرآن کے پانچ نسخے
عہد نبوی میں مرتب ہو چکے تھے اور ایک نسخہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھی تھا پھر بعد
میں خلافت راشدہ میں قرآن حکیم کے نسخے تیار ہوتے رہے۔ تدوین قرآن کی بات تو صاف ہو گئی
اب قاری کے ذہن میں یہ سوال ابھرنا ہے کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ قرآن کا نام قرآن ہے؟

(مض)

ہر کتاب کے سرورق پر ایک کتاب کا نام ہوتا ہے جس سے وہ پہچانی جاتی ہے۔
قرآن کی شان یہ ہے کہ اس کا نام متن میں شامل ہے، اور تقریباً ۷۰ مقامات پر
قرآن، کا نام آیا ہے۔ کسی کتاب کا سرورق غائب ہو جائے تو پتہ چلانا مشکل ہو
جاتا ہے کہ اس کتاب کا نام کیا ہے اور یہ کس مصنف کی تصنیف ہے۔ قرآن کا امتیاز
یہ ہے کہ ابتدا سے لے کر انتہا تک قدم قدم پر قرآن اپنا تعارف کر رہا ہے، اپنا نام بتا رہا ہے
اور قرآن کے متن کا ایک ایک حرف، ایک ایک جملہ خدائے واحد کی گواہی دے
رہا ہے۔ قرآن پر تحقیق کرنے والے ہر مسلم و غیر مسلم محقق کے لیے اتنی وافر تعداد میں داخلی
شہادتیں میسر ہیں کہ خارجی شہادتوں سے وہ بے نیاز ہو جاتا ہے۔

قرآن حکیم میں قرآن، کو قرآن کے علاوہ متعدد وصفاتی نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ مثلاً

الفرقان، البرقان، الموعظہ، الشفاء، الرحمۃ، التذکرہ، الکلام، الکتاب،

النور، الھدی، الحکمۃ الباقیہ، احسن الحدیث، التنزیل، العروۃ الوثقی، البلاغ

الصحف البقمہ، البیان، الروح، المصدق، التبصرہ، الحق، وغیرہ وغیرہ

۱۔ القرآن حکیم! سورۃ الفرقان، ۱۶؛ سورۃ یونس، ۵۷؛ سورۃ بنی اسرائیل، ۸۲؛ سورۃ یونس، ۵۷؛

سورۃ النہاۃ، ۴۸؛ سورۃ الزخرف، ۱-۲؛ سورۃ النساء، ۴۶؛ سورۃ الزمر، ۲۳؛ سورۃ الشعراء، ۱۹۲؛

سورۃ ابراہیم، ۵۲؛ سورۃ آل عمران، ۱۳۸؛ وغیرہ وغیرہ

(ح)

قرآن حکیم کے بے شمار قلمی نسخے دنیا کی عظیم لائبریریوں میں محفوظ ہیں لیکن ان میں وہ نسخے نہایت ہی اہم ہیں، جو خلفائے راشدین کے زمانے یا قریبی عہد میں لکھے گئے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن حکیم کے متعدد نسخے کتابت کرا کے مختلف بلاد اسلامیہ میں ارسال فرمائے تھے۔ ان میں سے اس وقت ایک نسخہ تاشقند (روس) کے کتب خانے میں محفوظ ہے جو روسی بورڈ برائے وسطی ایشیا تازقستان، نے قائم کیا ہے۔ اس کا عکس لیاقت نیشنل میوزیم، کراچی (پاکستان) میں بھی ہے۔ یہ نسخہ شہادت کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زیر تلاوت تھا جس کی توثیق و تصدیق خون کے دھبوں کے کیمیائی تجزیے اور تاریخ دونوں سے ہوتی ہے۔ ابو عبید القاسم بن سلام (۲۲۳ھ) نے یہ نسخہ اور اس پر خون کے دھبے دیکھے، ابن بطوطہ نے اس کو بصرہ میں دیکھا پھر یہ خواجہ عبید اللہ احرار کی مسجد میں سمرقند (روس) میں رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد لینن گراڈ (روس) کے شاہی کتب خانے میں آیا اور آج کل تاشقند کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔

دوسرا نسخہ مدینہ منورہ سے پہلی جنگ عظیم کے اوائل میں استانبول (ترکی) لے جایا گیا، پھر استانبول سے برلن (جرمنی) پہنچا اور حفاظت کی خاطر قیصر ولیم ثانی کو نذر کیا گیا۔ جنگ عظیم اول کے بعد جو صلح نامہ ورسائی مرتب ہوا تھا اس کی ایک دفعہ میں اس کا باقاعدہ ذکر کیا گیا ہے۔ معاہدے کے اصل الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

معاہدہ کے نفاذ میں آنے کے بعد چھ ماہ کے اندر اندر جرمنی، خلیفہ عثمان کا اصل قرآن شاہ حجاز کو واپس کرے گا جو ترک افسروں نے مدینہ سے منتقل کیا تھا۔

۱۔ پارٹ ۲، لیکشن ۲، آرٹیکل ۲۴۶، ٹریٹی آف ورسائی

تیسرا نسخہ ۶۵۷ء تک دمشق (شام) میں موجود تھا، چوتھا نسخہ ۷۳۵ء تک مکہ معظمہ (سعودی عرب) میں محفوظ تھا، پانچواں نسخہ بصرہ (عراق) قرطبہ (ہسپانیہ) وغیرہ سے ہوتا ہوا ۱۷۵۷ء میں شہر فاس آیا اب یہ معلوم مؤخر الذکر تینوں نسخے کن کتب خانوں میں ہوں گے!

مشہد (ایران) کے کتب خانے میں خط کوفی میں قرآن حکیم کے ۶۸ اوراق کا مجموعہ جو سورہ ہود سے آخر سورہ کہف تک قرآنی آیات پر مشتمل ہے۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کتابت کئے ہیں۔ ایک نسخہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو ۱۸۷۷ء میں کتابت کیا گیا ہے ۱۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں صرف دو پارے ہیں یہ سورہ سس کی آیت نمبر ۲۵ سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا بھی ایک نسخہ ہے۔ ان کے علاوہ اس کتب خانے میں اور بہت سے قلمی نسخے ہیں۔ لاہور (پاکستان) میں بیت القرآن کے نام سے ایک ادارہ قائم ہے جہاں قرآن ہی قرآن میں۔ تادرو نایاب۔

لیاقت نیشنل میوزیم، کراچی (پاکستان) میں بھی قرآن حکیم کے قلمی نسخوں کا ایک عظیم ذخیرہ ہے۔ اس وقت عالمی کتب خانوں میں قرآن حکیم کے قلمی نسخے ہزاروں کی تعداد میں موجود و محفوظ ہیں۔ کتابت کے ساتھ ساتھ وقت آنے پر قرآن حکیم کی طباعت کا بھی اہتمام کیا گیا جس نے اس کی اشاعت میں ہمیز کا کام کیا۔ قرآن حکیم کی اولین طباعت کا اہتمام سو لھویں اور سترھویں صدی عیسوی میں مندرجہ ذیل ناشرین نے کیا:

- Pagninus Briniensis, Rome, 1530

- A. Hinckellmenn, Hambburg, 1694

بقول مقالہ نگار، دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۹۲۲ھ / ۱۵۱۶ء

سے قبل بندقیہ (مٹلی) میں بھی چھپا تھا۔ ۱۱۱۳ھ / ۱۷۰۱ء

—۴.—

(۱)

جس خط میں قرآن لکھا گیا اس کو خط جزم کہا جاتا تھا بعد میں خط کوفی نے اس کی جگہ لے لی۔ خط جزم کے نمونے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہائے گرامی کی شکل میں آج بھی نظر آتے ہیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل بادشاہوں کے نام، نامہائے مبارک کے عکس آج بھی دستیاب ہیں؛

(۱) بنام مقوقس

(۲) بنام منذر بن ساوی عبیدی

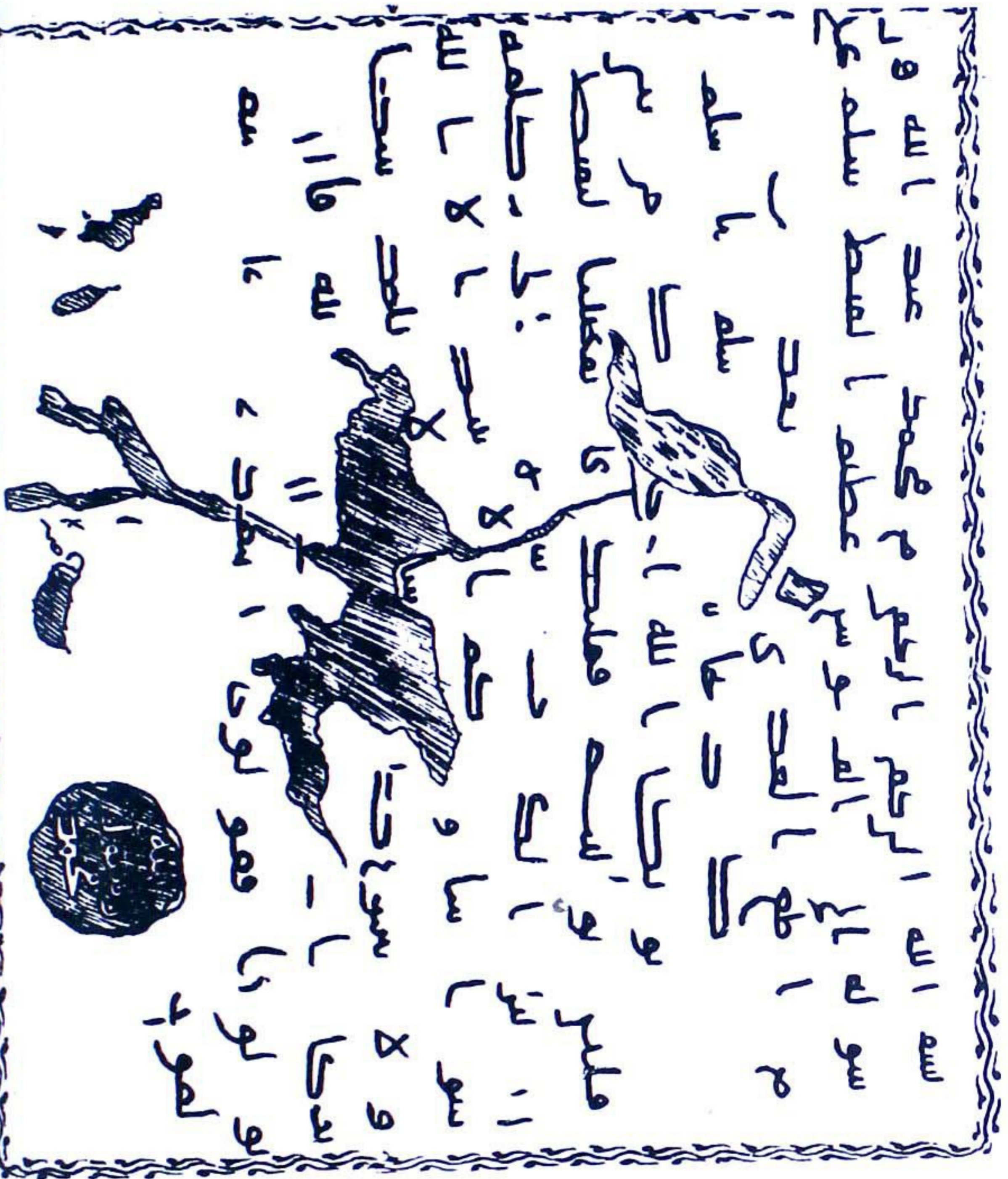
(۳) بنام سنجاشی لے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ۲۵ خطوط تاریخ نے محفوظ کئے ہیں جو آپ نے مختلف قبائلی شیوخ، صوبائی افسروں اور ہمسایہ حکمرانوں کے نام تحریر فرمائے تھے۔

لے (۱) محمد حمید اللہ ڈاکٹر! رسول اکرم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۱ء، ص ۱۲۳

(ب) حفظ الرحمن سیوہاروی! بلاغِ مسین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۵۰، ۱۷۷

لے محمد حمید اللہ ڈاکٹر! رسول کریم کی سیاسی زندگی، ص ۱۰۶



حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکہ میں یہ نامہ مبارک شاہ مصر مقوقس کے نام حضرت
 حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت میں ارسال فرمایا۔ یہ نامہ مبارک مقوقس کو
 اسکندریہ میں دیا گیا جو اس وقت مصر کا دارالسلطنت تھا۔ مقوقس اس وقت دریائے نیل میں
 سیر کر رہا تھا، نامہ مبارک لے کر بہت خوش ہوا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ
 میں بہت سے تحائف ارسال کئے۔

(حفظ الرحمن سیوہاروی، بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۲۹)

سماءه الرحم الرحيم محمد رسول الله
 المرزبان ساوی سلام علیک فانی احمد بالله
 لک بالری لا العسرة فاسهد ۱۱۱۸۱ - ۱۱۸۱
 الله ودر محمد عنته فده لها بعد فانی ۱ - ۱
 نسلی و صوما مره فکتا ط ۳۵ ط ۳۵
 نسلی فدی اسوا علیک حبوا وای حد سے احمد ع
 فوسد فایرک للصلم فاسلمو علیه و ع
 ۲۱ - صل صبه و اذک مہاصلہ طریر لک موعملک و ص
 بد سے یوم سسہ ععلنا الحریہ


حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۱۸۱ھ میں گورنر بحرین منذر بن ساوی کے نام یہ نامہ
 مبارک حضرت علاء بن خضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت میں ارسال فرمایا۔ حضرت
 ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ حضرت علاء نے
 بحرین پہنچ کر گورنر موصوف کو یہ نامہ مبارک دیا تو وہ بہت خوش ہوا اور بعد میں مشرف
 باسلام ہو گیا۔ (حفظ الرحمن سیو ہاروی: بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۷۴-۱۷۵)

ابتدا میں قرآن حکیم جس انداز سے کتابت کیا گیا اس میں حروف منقوٹہ پر نقطے نہیں تھے، ویسے حروف پر نقطوں کا استعمال عہد نبوی بلکہ اس سے قبل بھی ہوتا تھا۔ عہد فاروقی کی ایک تحریر جہلی پر لکھی ہوئی ملی ہے، جس پر ۲۲ھ بھی لکھا ہوا ہے۔ اس میں حروف پر نقطے ہیں لیکن جیسا کہ صاحب تفسیر روح البیان نے لکھا ہے ابتداء میں حروف پر نقطے اعراب کے قائم مقام سمجھے جاتے تھے مثلاً حروف کے اوپر نقطہ زبر کی علامت تھا، حروف کے نیچے نقطہ زیر کی علامت تھا، حروف کے اندر نقطہ پیش کی علامت تھا۔ اور غنہ کے لئے دو نقطے استعمال کئے جاتے تھے چنانچہ ۲۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ابو الاسود الدؤلی نے اعراب کے لئے نقطوں کو استعمال کیا پھر ان کے شاگرد نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر نے نقطوں کے بجائے زیر زبر، پیش کی موجودہ شکلیں وضع کیں اور نقاط سے لفظوں کی حیثیت متعین کی۔ یہ کام ۳۰ھ کے لگ بھگ ہوا۔ ۲۰ھ بعد میں عہد بنو عباس میں خلیل بن احمد نے ۱۰۰ھ میں شدہ مدہ، ہمزہ، سکون، وصل وغیرہ کے لئے علامات متعین کیں۔ ہمزہ کے لئے سرعین، تشدید کے لئے سرسین، اور جزم کے لئے سرجم، د، مد کے لئے ایک خاص خط ۱۰۰ھ ایجاد کیا اور نقطوں کو اعراب سے بدلا ۳۰ھ۔

عہد نبوی میں علامات رموز و اوقاف کا رواج بھی نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا کرتے تھے کہ کہاں ٹھہرنا ہے، کہاں ملا کر پڑھنا ہے وغیرہ وغیرہ، آپ زبانی تعلیم فرمادیا کرتے تھے، بعد میں رموز و اوقاف کے لئے علامات راجح ہوئیں۔ چنانچہ عہد صحابہ میں آیت کی علامت تین نقطے ۶۶ قرار پائے۔ یہ آیت کے شروع میں

۱۰ مکتوب ڈاکٹر محمد حمید اللہ از پیرس (فرانس) مؤرخہ ۲۳، رمضان مبارک ۱۴۰۵ھ۔

۱۱ عبد الصمد صادم از ہرمی، تاریخ القرآن مطبوعہ لاہور ص ۱۲۶ (بحوالہ نثر المرجان، ج ۱، خزینۃ الابرار)

حلیۃ الادکار، مطبوعہ مصر

۱۲ اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان، مطبوعہ استانبول، ج ۱، ص ۹۹۔

لگائے جاتے تھے۔ عہد عثمانی میں آیت کے بعد لگائے جانے لگے اور دس آیتوں کے بعد علامت لگائی جاتی تھی جس کو تعشیر کہتے ہیں۔ قدیم مخطوطات میں یہ علامت ملتی ہے۔ ابوالاسود الدؤلی نے آیت کا نشان ۵ مقرر کیا پھر مندرجہ ذیل علامات بعد میں ایجاد ہوئیں :-
 م، ط، ج، ز، ص، ق، صلی، قف، لا، س، وقفہ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح میں اول دس آیتیں پڑھنے کا حکم دیا تھا، بعد میں جس جگہ مطلب ختم ہوتا، رکعت ختم کرتے تھے اس طرح رکوع متعین ہوئے مگر تحریر میں بعد میں آئے اور علامت رکوع ابو عبد اللہ محمد بن محمد طیفیہ السجاوندی نے چھٹی صدی ہجری کے آخر میں ایجاد کی اسے قرآن کریم کے حاشیوں میں اس طرح جو لکھا ہوتا ہے۔ ع، ج، یہاں علامت رکوع کی ہے، عین کے اوپر کا ہندسہ سورت کے رکوع کا نمبر ہے اور عین کے نیچے کا ہندسہ پارے کے رکوع کا نمبر ہے اور عین کے درمیان کا ہندسہ رکوع کی آیات کی تعداد کا ہے۔
 عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے ایک مجلس قائم کی جس میں یہ حضرات شریک تھے۔

۴۔ ابی نصر محمد بن عاصم اللیبی

۱۔ امام حسن بصری

۵۔ عاصم بن میمون الجعدی

۲۔ مالک بن دینار

۶۔ یحییٰ بن یعمر

۳۔ ابی العالیہ السریعی

۷۔ راشد العماری

ان حضرات نے قرآن کریم کے حروف شمار کئے اور باعتبار حروف رجب، نصف، ثلث کی تقسیم کی۔ مصر اور بلاد مغرب میں ہر ہزد و ہزبوں پر تقسیم ہے اور ہر حزب رجب، نصف، ثلث پر۔ یہ دونوں تقسیمیں حجاج بن یوسف نے قائم کیں اسے پاروں میں تقسیم بعد کی معلوم

۱۔ عبدالصمد صادم ازہری؛ تاریخ القرآن؛ مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۲۔ ۱۲۳

۲۔ ایضاً ص ۱۲۶ (بحوالہ فنون الافنان فی عجائب القرآن؛ الجامع لاحکام القرآن؛ کتاب المصاحف)

ہوتی ہے۔

ابتداء میں قرآن حکیم کتابت کرتے وقت سورتوں کے نام نہیں لکھے جاتے تھے۔ بلکہ سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھی جاتی تھی جس سے اندازہ ہو جایا کرتا تھا کہ نئی سورت شروع ہو رہی ہے بعد میں عہد عثمانی میں سورت کے نام بھی لکھے جانے لگے۔

قرآن کریم کو باعتبار حروف تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا۔ یعنی قرآن کریم کے کل حروف شمار کر کے ان کو تیس پر تقسیم کیا پھر ہر پارے کو حاصل تقسیم کے مطابق تقسیم کیا، جہاں متعینہ حروف پورے ہو گئے وہاں آگے دوسرا پارہ شروع کر دیا گیا۔ غالباً اس تقسیم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کہ قرآن کو ایک ماہ میں ختم کرو، محرک ثابت ہوا اور رمضان المبارک کی تیس تراویح اور مہینے کے کم و بیش تیس ایام کو پیش نظر رکھ کر قرآن کو تیس حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ تقسیم عہد عثمانی میں کی گئی۔ مگر ہمارے خیال میں یہ تقسیم بعد کی معلوم ہوتی ہے چنانچہ ڈاکٹر صحیحی صالح کا خیال یہ ہے کہ یہ تقسیم مدارس میں ضرورتاً کی گئی اور زیر تعلیم بچوں کی سہولت کے لئے پاروں کو الگ الگ کیا گیا۔

ایک تاریخی شہادت سے اندازہ ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری میں قرآن کریم کو تیس پاروں میں تقسیم کیا جا چکا تھا۔ چنانچہ یاقوت حموی نے مشہور خطاط ابن البتواب (م۔ ۴۱۳ھ / ۱۰۲۲ء) کے حالات میں بہاؤ الدین دیمی کے کتب خانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”مؤلف کتاب المفاوضہ لکھتا ہے کہ ابوالحسن علی بن ہلال معروف بہ ابن البتواب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں شیراز میں عصفہ الدولہ کے بیٹے بہاؤ الدولہ کے کتب خانے کا انچارج تھا، ایک روز میں نے بکھری ہوئی کتابوں میں سیاہ جلد کا ایک نسخہ دیکھا، جب اس کو کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ قرآن کریم کے تیس پاروں میں سے ایک پارہ ہے جو ابو علی (محمد بن حسین بن محمد بن مقلہ) بیضاوی (م۔ ۳۲۸ھ / ۹۳۹ء) کے خط میں لکھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو ایک طرف رکھ دیا اور دوسرے

پارے ڈھونڈنے شروع کئے، تلاش بسیار کے بعد ۲۹ پارے جمع ہوئے، بہت ڈھونڈا مگر کتب خانے میں تیسواں پارہ نہ ملا، مجھے یقین ہو گیا کہ یہ نسخہ ناقص الآخر ہے۔ اسے الغرض عہد خلافت راشدہ اور عہد بنو امیہ میں متن قرآن اور کتابت قرآن کو نکھارنے اور سنوارنے کی پوری پوری کوشش کی گئی اور قرآن اہل عرب و اہل عجم کی نگاہوں میں حسین سے حسین تر ہوتا چلا گیا۔

(ب)

خیال یہ تھا کہ اعراب اور اوقات و رموز کی ایجاد سے غیر عربی مسلمانوں کے لیے کچھ آسانیاں پیدا ہو جائیں گی مگر الفاظ کا صحیح تلفظ خود ایک اہم مسئلہ ہے۔ جس زبان کے حروف تہجی ہوں زبان والا ان کی صحیح ادائیگی کر سکتا ہے دوسرا نہیں۔ دوسری زبان والے کے لیے بہت سے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اور قرآن کی تلاوت کا حتیٰ اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا جب تک اس کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھا جائے۔ اس مشکل کو دیکھتے ہوئے علماء نے فن تجوید و قرأت ایجاد کیا جو ایک مستقل فن ہے اور اسلامی نقطہ نظر سے ایک عظیم فن۔ علماء اسلام نے اس فن میں سینکڑوں تصانیف یادگار چھوڑی ہیں غالباً دوسری کسی آسمانی کتاب کے لیے اس فن کی کتاب موجود نہیں یہ امتیاز صرف قرآن کو حاصل ہے کہ اس کے حاطین نے پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا چنانچہ فن قرأت و تجوید میں مندرجہ ذیل صحابہ ممتاز نظر آتے ہیں؛

● — حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

● — حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم

۱۔ ابوالفضل ذابح؛ کاغذ سازی در تمدن اسلامی، مثنویہ کبھان فرنگی، سال دوم، شمارہ ۷، شہر یورماہ.

○ — حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت سالم بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس طرح ائمہ حدیث ہیں اسی طرح ائمہ قرأت بھی ہیں جن کا سلسلہ قرأت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچی

ہوتی ہے — ائمہ قرأت یہ حضرات ہیں: —

○ — حضرت یافع مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت ابن کثیر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت ابو عمر و بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت ابن عامر شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت عاصم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت امام حمزہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت امام کسائی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت یعقوب حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ — حضرت ابو جعفر یزید بن القینقاع مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

— حضرت خلت بن ہشام بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے
صحابہ کرام میں قرآن حکیم کے قراء تو تھے ہی مگر حفاظ بھی تھے جنہوں نے اس کو اپنے سینوں میں
محفوظ کر لیا تھا ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں: —

- — حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت ابو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
- — حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت سالم بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲

۳۲ سے زیادہ حفاظ صحابہ کے نام حدیث و سیر کی کتابوں میں ملتے ہیں —
یقیناً بکثرت صحابہ حافظ قرآن ہوں گے چونکہ قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کا جس شان سے اہتمام
کیا گیا دنیا کی تاریخ میں کسی کتاب کے لیے ایسا اہتمام نہیں ملتا، پھر اس عہد میں لوگوں کی

قوت حافظہ بھی اپنے عروج پر تھی اس لیے اہل مکہ کا ادب بنی ذوق، قوت حافظہ اور یاد کرنے کا اہتمام یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ حفاظ کی تعداد بہت ہوگی چنانچہ عہد صدیقی میں جنگ یمامہ میں صحابہ کی شہادت کی خبر ملتی ہے۔

(ح)

کاتبین قرآن، جامعین قرآن، قراء قرآن اور حفاظ قرآن کے بعد معلمین قرآن کا نمبر آتا ہے۔

قرآن حکیم میں حق جل مجدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ
رَبِّكَ ط ل ه

ترجمہ:-

اے رسول پہنچا دو جو کچھ آتا تمہیں تمہارے رب کی طرف

سے

اور مسلمانوں کو حکم دیا:

فَامِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي
أَنْزَلْنَا ط ه

ترجمہ:-

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا

۱۔ بدرالدین محمود بن احمد عینی! عمدۃ القاری، ج ۲، ص ۱۶

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ المائدہ، ۶

۳۔ القرآن الحکیم! سورۃ التغابن، ۸

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابہ کرام کو قرآن پڑھایا جب تعداد اور مصروفیات زیادہ ہو گئیں تو جنہوں نے قرآن پڑھا تھا ان سے فرمایا کہ اب وہ دوسرے صحابہ کو پڑھائیں۔

جو قبائل مسلمان ہونے مدینہ منورہ میں آئے ان کے ساتھ قرآن پڑھا لکھا ایک صحابی ساتھ کر دیا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قبیلے، ہر قریب، ہر شہر میں ایک مسلم قرآن صحابی مقرر فرمایا جن کا رات دن یہی کام ہوتا کہ قرآن حکیم کی تعلیم دیتے۔ جن گھروں میں اسلام پہنچا وہاں مساجد بنائی گئی تھیں جہاں رات دن قرآن پڑھا جاتا تھا۔ عہد نبوی میں دوسرے مقامات پر معلمین قرآن کی ضرورت ہوتی تو بھیج دیئے جاتے۔ چنانچہ سگ میں ابو براء کے ساتھ نبی عامر کے لیے معلمین قرآن روانہ کیے۔ مناصب پر تقرری کے لیے فضیلت و لیاقت کا معیار، قرآن حکیم قرار دیا گیا جو قرآن کا زیادہ عالم ہوتا اس کو معاشرے میں زیادہ وقار ملتا اور کیوں نہ ملتا کہ قرآن خزانہ کا صلاح حال کی گواہی دے رہا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
وَأَمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ
وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ
سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ

ترجمہ:-

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر ایمان لائے
جو محمد پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس حق ہے۔ اللہ نے
ان کی برائیاں اتار دیں اور ان کی حالتیں سنوار دیں۔

ظاہر ہے ایسی حالت میں لوگ قرآن کی تعلیم کی طرف پھرتے ہوں گے جس طرح ہمارے معاشرے میں جدید تعلیم کی طرف پھرتے ہیں کیونکہ اس سے معاشرے میں ان کا وقار بلند ہوتا ہے۔

کاشش قرآن حکیم کو جو وقار عہد نبوی میں ملا تھا وہی وقار ہمارے معاشرے میں ملتا تو ہر طرف نیکی اور نیک دلی کا دور دورہ ہوتا۔ مگر اس کے لیے ایک عظیم انقلاب کی ضرورت ہے۔

غالباً اللہ جل جلالہ
 نے اپنے پیغمبروں کو
 فیہدینہم سائر

۵

(۱)

نزول قرآن، صاحب قرآن، کتابت قرآن و تدریس قرآن کے بارے میں عرض کیا گیا

لیکن دل پوچھتا ہے کہ قرآن کیا ہے؟ ————— بے شک

سینئر چاہیے اس بحر سیکراں کے لیے

اس کی حقیقت کو اتارنے والا جانے یا وہ جانے جس پر یہ قرآن اتارا گیا ————— مگر

الفاظ و حروف اور علم و دانش کا خالق تو اعلان کر رہا ہے: —————

مَا خَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ لَّهُ

ترجمہ:-

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا

اور فرماتا ہے: —————

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ

۱۳۵ القرآن الحکیم! سورۃ الانعام، ۳۸

شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى
لِلْمُسْلِمِينَ ۝ ۴ ۵

ترجمہ:-

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور
رحمت اور بشارت مسلمانوں کو

اور فرماتا ہے:

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِنْ تَصْدِيقَ
الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ
شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
يُؤْمِنُونَ ۝ ۴ ۵

ترجمہ:-

یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے
اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت —
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ
جو علم پہلے ہے وہ قرآن کو لازم کر لے اس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں۔

ایک جگہ فرمایا:

کتاب اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے، تم سے بعد

۱ ۱ القرآن الحکیم! سورۃ النحل، ۱۹

۲ القرآن الحکیم! سورۃ یوسف، ۱۱۰

۳ حاشیہ کنز الایمان، ص ۳۳

کے واقعات کی بھی اور تمہارے مابین کا علم بھی، یہ
قرآن حکیم خود کہہ رہا ہے کہ اس میں اجمال بلکہ آیات کی تفصیل ہے مگر قرآن سمجھنے کے لیے اور قرآن
کا جلوہ دیکھنے کے لیے نگاہِ مصطفیٰ کہاں سے لائیں؟ ————— تفصیل و تشریح کے لیے قرآن حکیم

بار بار ارشاد فرما رہا ہے: —————

وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ
مَنْصَلًا ط ۲

ترجمہ:-

اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری۔

اور فرمایا: —————

وَلَقَدْ جِئْتَهُمْ بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ ۳
اور بیشک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جسے ہم نے ایک
بڑے علم سے مفصل کیا۔

اور فرماتا ہے: —————

كِتَابٌ أَحْكَمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ
لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۴

۱۔ حاشیہ کنز الایمان، ص ۲۲۱

۲۔ القرآن الحکیم! سورۃ الانعام، ۱۱۴

۳۔ القرآن الحکیم! سورۃ الاعراف، ۵۲

۴۔ القرآن الحکیم! سورۃ ہود، ۱

ترجمہ:-

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں پھر تفصیل کی گئی حکمت
والے خیر و اہل کی طرف سے۔

اور فرماتا ہے: —————

كِتَابٌ قَصِدَتْ آيَتُهُ ۱۷

ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں۔

جس کے سامنے معانی و غوامض قرآن کے پردے اٹھ چکے تھے اُس کی نگاہ کا عالم کیا پوچھنا

اسی لیے جہاں یہ فرمایا کہ ہم نے ایسا قرآن امارا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے تو اس سے

قیل ہی یہ فرمایا: —————

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ
مِّنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا
عَلَىٰ هَؤُلَاءِ ۚ ط ۱۸

ترجمہ:-

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ اُنہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر

گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں

گے

۱۷ القرآن الحکیم! سورۃ حم السجدہ ۲۶

۱۸ القرآن الحکیم! سورۃ النمل ۸۹

(ب)

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا محققین و مفسرین قرآن سے نئے نئے علوم کا استخراج و استنباط کرتے گئے۔
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے مطالعہ قرآن کے لیے صحابہ اور ان کے طفیل

اکابر امت کو جو نظر ملی اس کا کیا بیان کیا جائے؟

چند تاثرات ملاحظہ ہوں۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہر چیز قرآن میں ہے اور کوئی چیز جو قرآن میں رہ گئی وہ ابد تک رہ
 گئی ہے

اپنے یہاں تک فرمایا:

لوضاع عقال بعیر لوجدتہ فی
 کتاب اللہ۔

ترجمہ:-

اگر میرے اوتٹ کی رسی کھو جائے تو میں اسے کتاب اللہ میں

پاؤں گا۔

امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ صرف اعوذ باللہ اور بسم اللہ سے ہزاروں نہیں لاکھوں
 مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ قاضی ابوبکر بن عربی فرماتے ہیں، قرآن کریم میں

۷۷۲۵ علوم ہیں۔

۱۔ جلال الدین سیوطی! الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۷۲-۱۷۵

۲۔ جلال الدین سیوطی! الاتقان فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۱۷۷-۱۷۸

علوم قرآن کے ذیل میں بہت سے علوم آتے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:-

علم التفسیر، علم اسباب نزول قرآن، علم القراءات، علم اعراب القرآن، عجائب القرآن، علم
 اعجاز القرآن، لغات القرآن، اسلوب القرآن، علم الاشتقاق، غریب القرآن، تاریخ القرآن، ارض القرآن
 مضامین القرآن، قصص القرآن، رسم القرآن، علم الکی والمدنی، علم التناسخ والمنسوخ، احکام القرآن، علم الحکم،
 والمتشابهہ، جمع القرآن، اقسام القرآن، علم الوقت والابتداء، فضائل القرآن وغیرہ وغیرہ۔

تقریباً ایک ہزار برس سے علوم قرآن کا اتنا چرچا تھا کہ ایک ایک طالب علم علوم القرآن پر ایک
 ایک سو کتابیں پڑھتا اور سنتا تھا چنانچہ ابو بکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ الاموی الاصبہلی (۵۰۲ھ/۱۱۰۹ء)
 نے اپنے شیوخ اور اساتذہ سے علوم القرآن پر ایک سو کتابیں پڑھیں یا سنیں۔ ان کی فہرست
 دائرۃ المعارف الاسلامیہ (ج ۱۶، ص ۶۰۹-۶۱۲) میں موجود ہے۔

علوم قرآن میں عربی، فارسی اور اردو میں کتنی کتابیں لکھی گئیں اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں
 ہزاروں کتابیں وہ ہیں جو معدوم ہو چکی ہیں، ہزاروں وہ ہیں جو موجود ہیں مگر ان کے نام نہیں معلوم، ہزاروں
 وہ ہیں فہرستوں میں جن کے نام موجود ہیں، ہزاروں وہ ہیں جو دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں اور
 چھپی نہیں، ہزاروں وہ ہیں جو پھپھ چکیں اور ہزاروں وہ ہیں جو منظر طباعت ہیں، مقالہ نگار
 دائرۃ المعارف الاسلامیہ تو تقریباً پانچ سو برس قبل کی علوم القرآن پر ۲۰۸ عربی کتابوں کی فہرست
 دی ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علوم القرآن پر علماء نے کس سرعت سے کام کیا
 ہے اور ایک عظیم ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف مضامین القرآن کے تحت مندرجہ ذیل
 علوم پنج گانہ سے بحث کی ہے:-

۱۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱/۱۶، ص ۶۰۹

۲۔ ایضاً: ج ۱/۱۶، ص ۵۹۸-۶۰۹

۱۔ علم احکام

اس میں عبادات و معاملات تدبیر منزل اور سیاست مدن وغیرہ سے متعلق تفصیلات آتی ہیں۔

۲۔ علم مناظرہ

مشرکین، نصاریٰ، یہود اور منافقین سے مباحثات، ان کے باطل عقائد کی قباحت کا ذکر اور ان کے شبہات کا ازالہ اس ذیل میں آتا ہے۔

۳۔ مہذکبیر بالاء اللہ

فطرت بشری کے متعلق اسماء و صفاتِ اعلیٰ کا ذکر اور اس کے ماحول کی روشنی میں ان کی تعلیم و تفہیم۔

۴۔ مہذکبیر بایام اللہ

وہ واقعات و حادثات جو حق و باطل کے درمیان کش مکش کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور انسان کے لیے ترغیب و ترہیب کا کام انجام دیتے ہیں۔

۵۔ مہذکبیر بالموت و بیا بعد الموت

انسانی موت کی کیفیت، موت کے بعد کی کیفیات، قیامت اور علامات قیامت جنت و دوزخ اور اسی قسم کی دوسری تفصیلات اس علم کے تحت

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ
شَيْءٍ ۗ ۱۵

ترجمہ :-

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔
قرآن حکیم میں ڈوبنے والے قیامت تک عجائبات اور معجزات پاتے رہیں گے لیکن وہ لوگ
جو ابھی ڈوبے نہیں ہیں ان کے سامنے عجائبات کی ایک دنیا ہے۔ قرآن حکیم عجائبات
و معجزات سے پر ہے، اقبال نے سچ کہا تھا ہے

صد جہاں تازہ در آیات اوست

عصر ہا پیسچیدہ در آیات اوست

دور جدید کے ایک ماہر شماریات راشد الخلیفہ مصری نے جب قرآن پر نظر ڈالی تو ان کو یہاں
ایک نیا جہاں نظر آیا۔۔۔۔۔ ایسے اس جہاں کی آپ بھی سیر کریں اور قرآن حکیم کے اعجاز ابدا
کا مشاہدہ کریں :-

ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حروف کا شمار کیا جاتا ہے تو ۱۹ حروف بنتے ہیں، پھر
اس کے تمام الفاظ قرآن حکیم میں جتنی بار آئے ہیں وہ فرداً فرداً ۱۹ کا حاصل ضرب قرار پاتے ہیں۔
۱۹ کا عدد خود ایک عجوبہ ہے۔ اس میں ۱، ۱۰ اور ۹، ایسے اعداد ہیں جس میں علم ریاضی
کے تمام اشکال ہندسہ موجود ہیں جن پر علم الحساب کا دار و مدار ہے اور اتفاق ہے کہ سورۃ المذثر
میں خود قرآن حکیم میں ۱۹ کے عدد کا ذکر ہے :-

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشْرَةَ ۗ

(ترجمہ) اس پر ۱۹ داروغہ ہیں۔

۱۵ القرآن حکیم! سورۃ النحل، ۸۹

۱۶ القرآن حکیم: سورۃ المذثر: ۳۰

ترجمہ:-

اور وہی نے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

قرآن حکیم نے دن، کا اطلاق مختلف مقامات پر مختلف زمانوں کے لیے کیا ہے۔ مثلاً

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے: —————

وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سِنَةٍ مِّمَّا
تَعُدُّونَ ۝ ۱۷

ترجمہ:

اور بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم
لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: —————

تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي
يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ
سَنَةٍ ۝ ۲۰

ترجمہ:-

ملائکہ اور جبریل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ عذاب

اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم الہی میں دن، کی مقدار مختلف ادوار میں مختلف ہے۔

جن چھ دنوں میں آسمان و زمین وجود میں آئے نہ معلوم ان دنوں کی مقدار کیا ہو۔

۱۷ القرآن الحکیم! سورۃ الحج، ۲۰

۲۰ القرآن الحکیم! سورۃ المعارج، ۲۰

گی! مگر دور جدید کے اکتشافات نے اس مسئلے کو بھی حل کر دیا چنانچہ تخلیق کائنات پر بحث کرتے ہوئے جارج گیماؤ نے لکھا ہے:

اس کائنات کے کسی بھی حصے کی عمر کا تخمینہ لگائیں تو ہم کو ہمیشہ اور ہر طریقے سے ایک ہی جواب حاصل ہوتا ہے یعنی چھ بلین سال سے

جارج گیماؤ کی تحقیق کے مطابق تخلیق کائنات چھ بلین سال پہلے ہوئی اور قرآن حکیم نے اس تخلیق کی مدت میں چھ کا ہندسہ استعمال کیا ہے، ممکن ہے کہ جن چھ دنوں میں دونوں آسمان و زمین پیدا کیے گئے ان میں ہر سال کی مدت ایک بلین سال ہو۔ یہ ہیں قرآنی عجائبات۔

ویسے علوم قرآن میں اسباب نزول، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، اعراب القرآن، اسلوب القرآن، عجائب القرآن، اعجاز القرآن وغیرہ آتے ہیں۔ اسباب نزول پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ہیں۔ ابن مطرب اندلسی (م۔ ۲۴۲ھ)، علامہ واحدی (۲۴۸ھ)، علامہ سیوطی (م۔ ۹۱۱ھ)۔ ناسخ و منسوخ پر لکھنے والوں میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں۔ ابن واقد المروری (م۔ ۵۷۷ھ)، امام شافعی (م۔ ۲۰۴ھ)، ابن ہلال النحوی (م۔ ۵۲۲ھ)، ابن جوزی (م۔ ۵۹۷ھ)، برہان الدین ناجی (م۔ ۷۹۷ھ)، وغیرہ وغیرہ۔ اور اعجاز القرآن پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ہیں۔ ابن یزید الواسطی (م۔ ۳۰۶ھ)، ابوالحسن امانی (م۔ ۳۸۲ھ)، خطابی (م۔ ۳۸۸ھ)، ابوبکر باقلانی (م۔ ۴۰۳ھ)، عبدالقادر جرجانی (م۔ ۴۷۴ھ) وغیرہ۔ علوم القرآن کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ کی جاسکتی ہیں:

اے ریاض الحسن ندوی! قرآن اور عصری تحقیقات، مشمولہ سيارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) لاہور،

- ۱۔ علامہ ابن جوزی ، فنون الافنان فی عجائب القرآن
 ۲۔ علامہ بدرالدین زرکشی ، البرہان فی علوم القرآن
 ۳۔ علامہ جلال الدین سیوطی ، الاتقان فی علوم القرآن
 ۴۔ عبد العظیم الزرقانی ، مناہل العرفان فی علوم القرآن

(۵)

قرآن حکیم کے بہت سے علوم ہی بہت سے عجائبات ہیں، بہت سے معجزات ہیں،
 نظروالوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور اپنے مشاہدات قلم بند کیے ہیں۔ کیا کیا
 بیان کیجئے اور کہاں تک بیان کیجئے۔ عجائبات و معجزات کے علاوہ قرآن حکیم کے
 کچھ امتیازات بھی ہیں یہ بھی بجائے خود عجائبات و معجزات ہیں۔ قرآن کا عالم،
 عجیب ہے جتنا ڈوبتے جائیں گے گہرائی بڑھتی جائے گی۔ کس کی مجال کے
 غواصی کا حق ادا کرے، طائرانہ نظر ڈالیے تو یہ امتیازات نظر آتے ہیں:

۱۔ جس زبان میں قرآن نازل ہوا وہ اس زبان کے ادب کا بہترین
 نمونہ ہے۔ ایسا نمونہ جس میں ذرا جھول نہیں
 دنیا کے عظیم ادبی شہ پاروں میں جھول نظر
 آتا ہے۔ مگر قرآن کے ادبی کمال کا یہ عالم ہے
 کہ جن کو اپنی زبان پر ناز تھا اور ہے وہ آج تک مقابلے میں
 اسی جیسی ایک آیت بھی نہ لاسکے۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار نے لکھا ہے:

The Quran itself is a miracle and cannot
 be imitated by man.

ترجمہ :-

قرآن بجائے خود ایک معجزہ ہے انسان اس کی مثل نہیں لا
سکتا۔

۲۔ قرآن نازل ہوئے چودہ صدیاں گزر چکیں اتنی طویل مدت گزر جانے کے
باوجود قرآن اسی طرح تروتازہ ہے جس طرح صدیوں پہلے تروتازہ تھا۔
زبان اتنے عرصے تک ایک حالت پر نہیں رہتی،
نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔ الفاظ بدل جاتے ہیں،
الفاظ کے معانی بدل جاتے ہیں۔ معانی کی تعبیرات بدل
جاتی ہیں مگر قرآن کی زبان آج اسی طرح زندہ ہے کہ نہ صرف اس کے
پڑھنے والے بلکہ سمجھنے والے اور سمجھانے والے سارے عالم میں،
لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔

۳۔ کتابیں چھپتی ہیں اور چھپتے چھپتے ان کے متون میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے،
ایک ایڈیشن دوسرے ایڈیشن سے مختلف
ہوتا جاتا ہے۔ مگر قرآن کا متن کتابت و طباعت کی منزل
سے گزرنے کے باوجود ایسا محفوظ ہے کہ دنیا کی کوئی مطبوعہ کتاب
ایسی محفوظ نہیں۔ صحت متن کے اعتبار سے دنیا
کی ساری کتابوں میں قرآن حکیم محققین کی نظر میں خاص امتیاز رکھتا ہے
ایسا امتیاز جس میں دنیا کی کوئی کتاب شریک
نہیں۔

کسی بھی کتاب کے ظاہر ہونے سے پہلے صاحب کتاب کا

متذکرہ کسی نے نہ کیا مگر صاحب قرآن کا تذکرہ و تعارف حجب سے ابھیاد
ورسل کی بعثت کا سلسلہ جاری ہے، برابر کرایا جا رہا ہے۔
زبور میں اس کا ذکر ہے، تورات میں اس کا ذکر ہے، انجیل میں اس کا ذکر
ہے دیدوں اور اپنی نشوونما میں اس کا ذکر ہے۔

۵۔ قرآن حکیم جس انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا آن تک اسی
انداز سے لکھا جا رہا ہے۔ کتابت و خطاطی کے اسلوب
بدل گئے مگر قرآن حکیم کے انداز کتابت پر اس انقلاب کا اثر نہ ہوا
لکھنے والوں نے الفاظ و حروف کی تو حفاظت کی ہی
ہے مگر اسلوب نگارش کی حفاظت کا بھی سخت اہتمام کیا ہے۔ مثلاً
قرآن حکیم میں، الصلوٰۃ، الزکوٰۃ، الربو، آیا ہے۔

عربی میں ان الفاظ کو اس طرح بھی لکھا جاسکتا ہے۔ الصلوٰۃ
الزکاۃ، الربا۔ مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس طرح نہ لکھوایا تھا اس لیے اسی طرح لکھا گیا جس طرح لکھوایا گیا۔

۶۔ قرآن حکیم نے نوع انسانی کے افکار و اعمال پر اس شدت سے اثر
کیا کہ اس کے طرز فکر اور طرز زندگی کو بدل کے رکھ دیا۔
چودہ سو سال گزر گئے آج تک مسلمان اس کو دل و جان سے لگائے
ہوئے ہیں اور اس کے مطابق حکومتیں اور سلطنتیں قائم کرنے کی
کوششیں کر رہے ہیں۔

۷۔ جس موضوع سے قرآن بحث کرتا ہے وہ کائنات پر محیط ہے
اس کا دائرہ ازل سے اب تک پھیلا ہوا ہے۔ اس میں
وہ علوم بھی ہیں جو صدیاں گزر جانے کے بعد اب سامنے آ رہے

ہیں اور آتے چلے جائیں گے۔ فکر و تدبیر سے راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔

۸۔ قرآن اچانک نازل نہیں ہوا، ۲۲ برس میں نازل ہوا ہے۔ اگر یہ انسان کا کلام ہوتا تو زمانے کی تبدیلی اس کے اسلوب کلام پر اثر انداز ہوتی مگر شروع سے لے کر آخر تک اس کا ایک ہی رنگ ہے کہ یہ واحد قہار کا کلام ہے۔

۹۔ ایک انسان بیک وقت دو کلام نہیں کر سکتا۔ اس کا اپنا ایک رنگ ہوتا ہے، وہ اپنے رنگ سے ہٹ کر تھوڑی دیر بھی نہیں چل سکتا۔ قرآن حکیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ آپ کا رنگ کلام الگ تھا اور قرآن کا رنگ بالکل منفرد۔ ایسا منفرد کہ زبان دانوں نے گواہی دی کہ یہ کسی انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ بلاشبہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ایک انسان ایک ہی زبان میں ایک ہی وقت میں دو رنگ میں کلام کرے اور دونوں میں زمین و آسمان کا فرق، ہو۔

۱۰۔ اگر یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہوتا تو جو عین جذبات میں نازل ہوا اس میں کچھ تو جذبات کا دخل ہوتا کہ انسان کا کلام اس کے جذبات کا آئینہ ہوتا ہے۔ مگر یہاں عین جذبات میں بھی جذبات انسانی کے خلاف کلام ہو رہا ہے، معلوم ہوا۔ ع کوئی بے مجھ میں کہ مجھ سے لیے جاتا ہے مجھے

(۵)

قرآن کہتا ہے کہ اس میں سب کچھ ہے۔۔۔۔۔ دنیا تاریکی میں ڈوب رہی ہے، روشنی کو ترس رہی ہے۔۔۔۔۔ اس کو اجالے کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ تاکہ کیوں نہ اس کی عقل ماؤف کر دی ہے، اس کا دل سخت کر دیا ہے۔۔۔۔۔ کیا قرآن میں ان ظلمت کے ماروں کے لیے روشنی ہے؟۔۔۔۔۔ ہاں ہاں روشنی ہے۔۔۔۔۔ بلکہ یہ تو نازل ہی اس لیے کیا گیا تھا کہ سارے عالم میں روشنی پھیل جائے۔۔۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے:۔۔۔۔۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ
النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ ۗ

ترجمہ:-

ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے اجالے میں لاؤ۔۔۔۔۔

اور فرمایا:۔۔۔۔۔

وَهُوَ الَّذِي يَنْزِلُ عَلٰی عَبْدِهِ اٰیٰتٍ
بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَى النُّوْرِ ۗ

۱۰ القرآن الحکیم! سورۃ ابراہیم، ۱

۱۱ القرآن الحکیم! سورۃ الحدید، ۹

ترجمہ:-

وہی ہے کہ اپنے بندے پر روشن آیتیں اتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھروں

سے اجلے کی طرف لے جائے۔

انسان جب ہی گمراہ ہوتا ہے جب اس کے فکر و شعور پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔
 آج عالم گیر افراتفری کا خالص سبب یہی ہے کہ رہنماؤں کے فکر و شعور پر اندھیرا چھایا ہوا ہے اس
 لیے سب ایک دوسرے کی تاک میں بیٹھے ہیں، ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں، ایک
 دوسرے کو لڑوا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ وہ کام کر رہے ہیں جو ایک نا سمجھ بچہ بھی نہیں کرتا
 ————— دنیا کو میدان کاراز بنا دیا ہے۔

ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزع

عرصہ کارزار ہے دنیا

لیکن قرآن نے اپنے مقاصد جلیلہ میں سب سے بڑا مقصد یہی بتایا ہے، فرمایا کہ ہم
 نے اس کو اس لیے اتارا تاکہ دنیا کے آپس کے اختلافات ختم ہو جائیں۔۔۔۔۔۔ کائنات
 دنیا والے اس کو اپنا حکم بنالیں تو دنیا ہی میں جنت کا لطف اٹھالیں اور فرورس نعیم کے مزے
 لوٹ لیں:۔۔۔۔۔۔

قرآن حکیم فرماتا ہے:۔۔۔۔۔۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ
 النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنْزَلَ
 مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ
 فِي مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ لَهُ

ترجمہ:-

لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے اور
ڈرنا تے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری کہ وہ لوگوں کے
درمیان ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے۔

اور فرمایا: —————

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي
اختلفوا فيه ۗ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
يُؤْمِنُونَ ۝ ۱۷

ترجمہ:-

اور ہم نے تم پر یہ کتاب نہ اتاری مگر اس لیے کہ تم لوگوں پر روشن کر دے
جس بات میں اختلاف ہے۔

رفع اختلاف، انسان اور انسانی معاشرہ کے لیے سب سے بڑی رحمت ہے اور یہ
تب ہی ممکن ہے جب طرفین کو ایسی راہ نظر آجائے جو صاف اور روشن ہو اسی لیے قرآن حکیم
نے فرمایا: —————

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ
أَقْوَمُ ۝ ۱۷

ترجمہ:-

بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔

۱۷ القرآن الحکیم! سورة النحل ، ۶۴
۱۷ القرآن الحکیم! سورة بنی اسرائیل ، ۹

راہ دیکھنے کے لیے، راہ پر چلنے کے لیے، ظلمت سے نکلنے کے لیے، اجالے میں آنے کے لیے ————— مدبر و تفکر کی ضرورت ہے۔ جس نے جذبات نفسانی کو رہنما بنایا وہ ہلاک ہوا۔ جس نے عقل کی بات کی، جس نے دل کی بات سنی۔ وہ راہ پا گیا۔ قرآن کہتا ہے کہ ظلمت سے نکلنا ہے اور صراطِ مستقیم پر چلنا ہے تو دل کی بات سنو اور عقل کی بات کہو، نہ عقل کو تنہا چھوڑو نہ دل کو تنہا چھوڑو۔ ارشاد ہوتا ہے:

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبْرَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَ
لِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

ترجمہ:

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقلمند نصیحت مانیں۔

ایک جگہ فرماتا ہے:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ
أَقْفَالُهُا ۝

ترجمہ:-

تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعضے دلوں پر ان کے قفل لگے ہوئے

ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو سارے عالم کے لیے نصیحت قرار دیا اور فرمایا:

۱۷ القرآن الحکیم! سورۃ ص، ۲۹

۱۸ القرآن الحکیم! سورۃ محمد، ۲۲

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝ ۴ ۵

ترجمہ :-

اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لیے
 بار بار فرمایا قرآن نصیحت ہے، جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے
 پھر ہدایت و نصیحت کے لیے جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ نہ ایسی زبان میں ہے جو اجنبی ہے نہ
 ایسے بیان میں ہے جو الجھا ہوا ہے۔ زبان تمہاری اپنی اور بیان سیدھا سادا
 دل میں گھر کرنے والا۔ پھر نہ صرف اہل عرب کے لیے بلکہ چودہ صدیاں گزر جانے
 کے باوجود اہل عجم کے لیے بھی اتنا ہی آسان ہے۔ زمانے کے ساتھ ساتھ
 زبانیں بدل جاتی ہیں الفاظ و حروف اپنی شکل و صورت اور معانی کھونے لگتے ہیں۔
 مگر قرآن جیسے چودہ سو برس پہلے پڑھا جاتا تھا اسی طرح آج بھی پڑھا اور سمجھا جاتا ہے
 نہ صرف عرب میں بلکہ پوری کائنات میں۔ یہ قرآن کا عظیم اعجاز
 ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :-

فَاتَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ ۵

ترجمہ :-

تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یوں ہی آسان فرمایا

اور فرمایا :-

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ ۵

۵ القرآن الحکیم ! سورۃ انفصام ، ۵۲

۶ القرآن الحکیم ! سورۃ مریم ، ۹۷

۷ القرآن الحکیم ! سورۃ القمر ، ۱۷

ترجمہ :-

اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرمایا تو ہے کوئی یاد

کرنے والا۔۔۔۔۔؟

سورۃ قمر میں یہ بات بار بار دہرائی اور بار بار فرمایا، ایک بار فرمایا، پھر دوسری بار فرمایا، تیسری بار فرمایا پھر چوتھی بار یہی فرمایا،۔۔۔۔۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَهُ مِنْ
مُدْكِرِهِ ۝

ترجمہ اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے آسان فرمایا

تو ہے کوئی یاد کرنے والا؟

(۹)

الغرض قرآن ہم کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ دنیا بے مقصد نہیں، تم بھی بے مقصد نہیں۔۔۔

دنیا کا ایک مالک ہے جو ہمارے نیک و بد کا ایک نہ ایک دن ضرور حساب لے گا۔۔۔

خیر و شر موجود ہیں جن میں تمیز کرنا انسان کی بھاری ذمہ داری ہے، عقل اسی کام

کے لیے ہے اور قرآن اسی راہ روشن کو سبھانے کے لیے۔۔۔ قرآن پیاس لگاتا ہے

اور پھر پیاس بجھاتا ہے۔۔۔ ہر طرف سے ہٹا کر اللہ کی طرف لگاتا ہے۔

گویا فکر و عمل کو مرکزیت بخشتا ہے۔۔۔ قرآن تسخیر کائنات کا حوصلہ دیتا ہے اور

فکر انسانی کے دائروں کو وسیع سے وسیع تر کرتا ہے، بے ہنگم زندگی کو منظم زندگی کی طرف لاتا

ہے۔۔۔ انسان کی خون ریز طبیعت کو واشگاف بیان کرتا ہے اور پھر خون ریزی

کا سدباب بھی کرتا ہے۔۔۔ قرآن انسان کی انفرادی، سماجی اور سیاسی زندگی کا احاطہ

کرتا ہے اور کسی میدان میں اس کو تنہا نہیں چھوڑتا، فکر کی غلامی سے آزادی فکر کی طرف لاتا ہے انسانی قوتوں کو بے لگام نہیں رہنے دیتا بلکہ ہر قوت کی گردن میں لگام ڈالتا ہے، عالمگیر مذہب کی دعوت دیتا ہے، ایک عالمگیر قانون کا پرچار کرتا ہے، وہ مشاہدہ فطرت سے صانع فطرت کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ اعمال سے محرکات اعمال کی طرف لے جاتا ہے۔

وہ ایک منظم اور متحرک زندگی کا داعی ہے۔ وہ عقل کو سمجھنے کی

دعوت دیتا ہے مگر خود ایسا سریلع السیر ہے کہ عقل کا ساتھ دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ وہ

تمام انسانوں کو پکارتا ہے اور کسی طبقے کے انسانوں کو پکار کر طبقاتی منافرت نہیں پھیلاتا۔

وہ شاہ و گدا امیر و غریب سب کو اللہ کے سامنے جوابدہ قرار دیتا ہے۔ وہ انسان

کو انسان کا غلام نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ غلاموں کی گردن میں چھڑاتا ہے، ان کو آزاد کرتا ہے اور محکوموں

اور مظلوموں کو حاکم بناتا ہے۔ وہ دل و دماغ کو پاک و صاف کرتا ہے کہ دل و دماغ

کی گندگی سے معاشرہ گندا ہوتا ہے اور سلطنتیں ویران ہوتی ہیں۔ وہ بندے کو

بے بہارا نہیں چھوڑتا بلکہ ایک عظیم بہار سے کی خبر دے کر بے بہاروں کا بہارا بناتا ہے۔

وہ کہتا ہی کہتا نہیں بلکہ ایک عظیم نمونہ اور ایک عظیم مثال پیش کرتا ہے کہ تاریخ

عالم نے نہ ایسا نمونہ کبھی پیش کیا اور نہ ایسی مثال کبھی پیش کی گئی۔

اُس نے بتایا کہ اسلام کا مزاج عدل گسترانہ ہے۔ یہودیت، عیسائیت،

بدھ مت اور ہندو مت نے فرداً فرداً فرض شناسی، محبت نوازی، فنا پسندی اور عدم تشدد

کو اپنی اپنی علامت قرار دیا مگر اسلام ان ساری خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ قرآن ایک معجزہ

ہے، وہ زندگی کے مکمل انقلاب کا داعی ہے، وہ دعوتِ فکر و تدبیر دیتا ہے، بند آنکھیں کھولتا

ہے، سخت دلوں کو نرماتا ہے۔ اُس نے انسان کو انسان سے آگاہ کیا اور خود

کو خود سے باخبر کیا۔ اُس نے کائنات میں انسان کی حیثیت کا تعین کیا اور

مخلوقات میں اس کو بزرگ تر اور برتر قرار دیا۔ اُس نے یہ احساس دلایا کہ کائنات

کی ہر چیز انسان کی خدمت پر مامور ہے، کائنات سے انسان کو نکال دیا جائے تو ہر چیز بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس نے جسم و جاں کے حقوق کا پاسدار بنایا۔ اس نے بتایا کہ کائنات میں وہی کچھ نہیں جو ہم دیکھتے ہیں، اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے جو وقت آنے پر ہم دیکھتے چلے جائیں گے اور دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ اس نے بتایا خدا کو انسان کی ضرورت نہیں، انسان کو خدا کی ضرورت ہے۔ مذہب کو انسان کی ضرورت نہیں، انسان کو مذہب کی ضرورت ہے اور وہی مذہب سچا ہے جو قدم قدم پر انسان کا ساتھ دے۔

دنیا کے غیر مسلم مذہبی پیشواؤں نے، عالموں نے، فاضلوں نے، دانشوروں نے، سیاست دانوں نے، سائنس دانوں نے، ادیبوں نے اور شاعروں نے قرآن کی ہمہ گیر اور عالم گیر افادیت کو سراہا ہے اور اس کو خوب خوب خراج عقیدت پیش کیا ہے مثلاً یہ حضرات ولیم میون جارج ییل، باٹلے، کارلائل، ڈیون فولڈ پورٹ، راڈیل، نیولین، جان فاش، چارلس فرانسس پوٹر، ڈاکٹر مارٹن، ڈاکٹر آرنلڈ، ڈاکٹر سیمویل جانسن، پروفیسر ہاروڈ وائل، ڈاکٹر سیل، ڈاکٹر اسٹینیل، ڈاکٹر موسیو جین، ڈاکٹر راؤ ڈیل، گاندھی، لالچیت رائے، گوٹے، گرونانک، سر جنی نائیڈو، ڈاکٹر جارجن، ایڈورڈو ڈینی راس، آرنلڈ وائیٹ، رچرڈس، ڈاکٹر گین، ڈین اسٹیل، ڈیون پورٹ،

ارلیوزون، وغیرہ وغیرہ



—۰۶—

(۱)

قرآن حکیم علم و دانش کا خزانہ ہے اور ہدایت و نصیحت کا پروانہ۔ اپنی خصوصیات میں دو عالم میں بکتا و بیکتا۔ اس کا نازل ہونا، اس کا لکھا جانا، اس کا پڑھا جانا، اس کا جمع کیا جانا، اس کا محفوظ کیا جانا، اس کا دیکھتے ہی دیکھتے پھیل جانا، اس کا ہر دل میں گھر کر جانا، اس کا انسانی علم و دانش پر چھا جانا، دنیا کی بے شمار زبانوں میں اس کی تفسیریں لکھے جانا، اس کے ترجمے کیے جانا، اس کا ادب و احترام، اس کا فضل و کمال سب عجیب سے عجیب تر ہے۔

دنیا کی کوئی کتاب قرآن حکیم کی کسی بھی خصوصیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا جب قرآن پڑھتا ہے تو اس کی زبان پر خدا کا کلام جاری ہو جاتا ہے وہ زمین سے اٹھتا ہے آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے، زبان غلام کی کلام آقا و مولیٰ کا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا خدا سے باتیں کرنے کو جی چاہے تو قرآن پڑھا کرو۔ سنئے سنئے وہ کیا فرما رہے۔

اذا احب احدکم ان یحدث ربہ فلیقرأ

القرآن - ۱

ترجمہ:-

جب تم میں کوئی اپنے رب سے کلام کرنا چاہے تو اسے قرآن
پڑھنا چاہیے۔

ایک جگہ فرمایا:

ما تقرب العباد الى الله عز وجل بمثل ما خرج
منه يعني القرآن - ۲

ترجمہ:-

اللہ عزوجل سے ظاہر ہونے والے قرآن کی طرح کسی اور عبادت
کے ذریعے بندے اللہ کا ایسا تقرب حاصل نہیں کر سکتے۔

قرآن حکیم تقرب الہی کا بہترین ذریعہ ہے اس لیے اس کے محبوب بندوں کے دل کی
بہار ہے۔ اٹھتے بیٹھتے، کروٹیں لیتے یہی ان کی زبان پر رواں ہے،
قرآن کہتا ہے:

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ
جُنُوبِهِمْ - ۳

ترجمہ:-

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔

۱۔ علی منتقی علاؤ الدین ہندی، کنز العمال و سنن الاقوال والاعمال، مطبوعہ حیدرآباد کن ۱۳۱۲ھ، ج ۱، ص ۱۲۸،

۲۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۱۱۵

۳۔ القرآن الحکیم! سورۃ آل عمران، ۱۹۱

قرآن پڑھنے کی جب بات کی گئی تو قرآن پڑھنے کے آداب بھی بتا دیئے گئے۔
 کسی مصنف نے اپنی کتاب پڑھنے کے آداب نہیں بتائے یہ قرآن کا امتیاز ہے کہ اس نے
 پڑھنے کے آداب بھی بتا دیئے کہ جب تک کتاب کو ڈھنگ سے نہ پڑھا جائے وہ
 اپنا پورا پورا اثر نہیں دکھاتی اور نہ اس کا حسن و جمال نکھر کر سامنے آتا ہے۔ لکھنے
 کا ایک سلیقہ ہے تو پڑھنے کا بھی ایک سلیقہ ہے اور سننے کا بھی ایک سلیقہ ہے۔
 قرآن حکیم نے سب ہی کچھ بتا دیا ہے۔
 ارشاد ہوتا ہے:

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ
 الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

ترجمہ:-

تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔
 پھر بسم اللہ پڑھو کہ ہمارے محبوب جب کلام کرتے تھے تو ہمارا ہی نام لیتے تھے
 سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو خط لکھا وہ خط ملکہ نے اپنے دربار خاص
 میں پڑھ کر سنایا اور کہا:

وَ اِنَّكَ مِنْ سٰكِيْمِنَ وَ اِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ
 الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

ترجمہ:-

بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے جو اللہ کے نام سے

۱۵ القرآن الحکیم! سورۃ النمل، ۹۸

۱۶ القرآن الحکیم! سورۃ النمل، ۳

قرآن دیکھ کر پڑھنا اس سے بڑھ کر دو ہزار درجے تک پہنچ جاتا

ہے

پھر پڑھنے پڑھنے میں بھی فرق ہے۔ ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز بے سوز،
دل بے کیف۔ اور ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز پر سوز اور دل پر کیف و سرور
اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

زینوا اصواتکم بالقرآن۔^۱

ترجمہ:-

اپنی آوازوں کو قرآن سے متین کرو

ایک اور جگہ فرمایا:

زینوا القرآن باصواتکم۔^۲

ترجمہ:-

قرآن کو اپنی آوازوں سے متین کرو۔

پھر فرمایا معلوم ہے کس کی آواز سب سے اچھی ہے؟ اس کی آواز
جو قرآن پڑھے تو یوں معلوم ہو کہ خشیت الہی سے اس کا دل کانپ رہا ہے۔
ارشاد ہوتا ہے:

۱۔ (۱) احمد بن حنبل، المسند۔

(ب) ابو عبد اللہ محمد بن یزید ماجہ قزوینی، سنن ابن ماجہ، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۴ھ، ص ۹۶

(ج) ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن اسمقندی الدارمی، کتاب السنن، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۲ھ، ص ۴۳۳

(د) ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابو داؤد، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۹ھ، ص ۲۰۷

۲۔ عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی، سنن نسائی، ج ۱، ص ۱۵۷

ان من احسن للناس صوتا القرآن الذى
اذا استمعوه يقرأ حسبتوه يخشى
الله - له

ترجمہ :-

بلاشبہ لوگوں میں سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا
وہ شخص ہے جب اس کو قرآن پڑھتے سنا تو تم یہ سوچنے لگو کہ وہ
اللہ سے ڈر رہا ہے۔

راقم نے اپنی ۵۴ سالہ زندگی میں ایک مرد مومن دیکھا جس کی تلاوت میں بلا کا سوز تھا
تلاوت کے وقت خشیت الہی کا ایسا سماں میں آتے نہیں دیکھا۔
سننے والوں کے دل کانپتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ قرآن اتر رہا ہے۔ وہ
مرد مومن کون تھا جس کے دل میں یہ سوز تھا؟ ہندوستان کا مفتی اعظم مسجد جامع
فتح پوری دہلی کا خطیب و امام اور سلسلہ عالیہ نقشبندی مجددیہ کا مرشد کامل یعنی حضرت العلامة الحاج
شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز۔ جن سے راقم کو نسبت فرزندگی بھی ہے اور
شرف بیعت بھی۔ حضرت مفتی اعظم جب نماز فجر میں قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے
تو کچھ اور ہی سماں بندھ جاتا معلوم ہوتا کہ فرشتے اتر رہے ہیں۔ وقت وقت کی
بات ہوتی ہے۔ وقت وقت کا اثر ہوتا ہے، دوپہر کی کچھ اور بات ہے
سہ پہر کی کچھ اور شام کی کچھ اور، رات کی کچھ اور۔ اور صبح کی بات ہی کچھ
اور ہے اس لیے ارشاد ہوتا ہے:

وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ

۱۰ ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی بسنن ابن ماجہ مطبوعہ دہلی ۱۳۲۶ھ، ص ۶۱۹

مشہوداً ۱۰ ۱

ترجمہ :-

اور صبح کا قرآن بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں
حضرت مفتی اعظم کی نماز فجر کی تلاوت میں تور کی بارشوں کا حال اس حدیث مبارک سے
کھلا کہ فرشتے آتے ہیں اور خالی ہاتھ نہیں آتے سکینت لاتے ہیں اور تلاوت سے سکینت
نازل ہوتی ہے۔ ۱۰

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —————

عليك تلاوة القرآن فانه نور لك في الارض
وذكر لك في السماء۔ ۱۰

ترجمہ :-

تلاوت کا التزام کرو، یقیناً یہ زمین میں تمہارے لیے نور ہے اور

آسمان میں تمہارے لیے ذخیرہ و سرمایہ ہے —————

پڑھنے والوں سے فرمایا گیا کہ تم قرآن پڑھو، اچھی آواز سے پڑھو، دل لگا کر پڑھو
اور سننے والوں سے فرمایا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو ادھر ادھر کی باتیں نہ کرو تم کو خیر نہیں کس کی
بات سنائی جا رہی ہے ————— ؟ ————— آسمان، زمین پر آرہا ہے اور
تم اپنی باتوں میں لگے ہو ————— خیر وار خاموش رہو، دل لگا کر سنو —————
ارشاد ہوتا ہے: —————

۱۰ القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل ، ۷۸

۱۱ (ا) محمد بن اسمعیل بخاری! صحیح بخاری ، ج ۲ ، ص ۴۹

(ب) ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری! صحیح مسلم ، مطبوعہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ج ۱ ، ص ۲۶۸

خیرکم من تعلم القرآن وعلمه ۱۰

ترجمہ :-

تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی۔

(ب)

قرآن ایک عظیم کتاب ہے۔ سب کو اعتراف ہے۔ سب مانتے ہیں تو پھر قرآن کا قاری، قرآن کا عالم، قرآن کا مفسر بڑا ہونا چاہیے۔ معاشرے میں سب سے بڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قوم کی امامت وہی کرے جو کتاب اللہ کا ان سب میں زیادہ قاری ہو ۱۱

ہاں نگاہ مصطفیٰ میں وہی بڑا تھا جس کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔ اسی پر قسطنوں کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ اسی پر عہدوں کی تقسیم ہوتی تھی۔ انہیں کے ہاتھ میں اقتدار حکومت کی زمام تھی۔ انہیں سے مشورے لیے جاتے تھے۔ انہیں کو وظیفے دیئے جاتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشیر قرآن کے قاری ہوا کرتے تھے آپ نے گورنروں کو حکم دیا کہ قرآن پڑھنے والوں کو وظیفے دیئے جائیں۔ بلا آپ نے خود بھی صحابہ کرام

۱۰ محمد بن اسمعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۲، ص ۵۲

۱۱ جلال الدین سیوطی! الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۷۰

۱۲ محمد بن اسمعیل بخاری! صحیح بخاری، تفسیر سورۃ الاعراف

۱۳ علی متقی علاؤ الدین ہندی! کنز العمال، ج ۱، ص ۲۸۰

میں ان کے مراتب، قرأت قرآن، جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد پر وظیفے مقرر کیسے الغرض قرآن،
 کا قاری، سفید و سیاہ کا مالک ہوتا تھا وہی جہاں باں و جہاں آرا ہوتا تھا۔۔۔۔۔ وہی مرکز
 نگاہ تھا۔۔۔۔۔ وہی مربع آرزو تھا۔۔۔۔۔ مگر اب ہمارے معاشرے میں کیا ہو
 رہا ہے۔۔۔۔۔ وہ پڑھانے والا سب سے زیادہ معزز و محترم ہے جو نہ قرآن پڑھتا
 ہے نہ پڑھاتا ہے، باقی سب کچھ پڑھتا اور پڑھاتا ہے۔۔۔۔۔ ساری دولت اس
 کے لیے ہے، ساری عزت اس کے لیے ہے، اقتدار و حکومت کے سارے وسائل
 اس کے لیے ہیں۔۔۔۔۔ جو قرآن پڑھتا یا پڑھاتا ہے اس کے لیے خزانوں کے دروازے
 تنگ ہیں۔۔۔۔۔

اللہ اللہ ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے، عالم میں ہماری ذلت و رسوائی اسی وجہ سے ہے
 ہم قرآن کا نام لے لے کر جیتے ہیں مگر جب قرآن پڑھنے والے کی بات آتی ہے تو صدقہ و خیرات
 اور زکوٰۃ کی راہ دکھا دی جاتی ہے۔۔۔۔۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے جو کتاب
 کبھی مسلمانوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی اب سب سے زیادہ مظلوم ہو گئی۔۔۔۔۔
 بات کہاں سے کہاں نکل گئی عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نگاہ کرم میں قرآن پڑھانے
 والا سب پڑھانے والوں سے افضل ہے۔۔۔۔۔ اس کے درجے بہت بلند ہیں
 اس کا ثواب سب ثوابوں سے زیادہ۔۔۔۔۔ اسی لیے فرمایا۔

جس نے قرآن پڑھا پھر اس نے یہ سمجھا کہ اس کا جو ثواب ملا ہے
 اس سے بڑھ کر کسی کو ثواب ملا تو اس نے یقیناً اس کو معمولی سمجھا جس
 کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے۔۔۔۔۔

۱۔ تقاضی ابی لیلیٰ! الاحکام السلطانیہ، ص ۲۲۳

۲۔ ابو حامد محمد بن محمد غزالی! احیاء علوم الدین، مطبوعہ مصر ۱۳۵۸ھ، ج ۱، ص ۲۷۹

بیشک قرآن عظیم ہے اتنا عظیم کہ قاری قرآن و عامل قرآن کے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھا جائے گا جس کی چمک کے اُگے آفتاب بھی ماند پڑھ جائے گا۔ اور تو اور ارشاد ہورہا ہے:۔

القرآن شافع مشفع

ترجمہ:-

قرآن شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہوگی
 قرآن تو شفاعت کرے گا ہی۔ حافظ قرآن کی یہ شان ہوگی کہ اپنے خاندان کے ان دس افراد کی شفاعت کر سکے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔
 اللہ اللہ نوع انسانی پر اللہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس کو اپنے کلام سے مشرت فرمایا، اوج ثریا تک پہنچایا۔ تارکیوں میں اجالا کیا۔ آفتاب دکھایا۔ اس احسان عظیم کے بعد بھی اگر قرآن سے کوئی پیٹھ پھرتا ہے تو وہ بھرے گھر کو ویران کرتا ہے۔
 کیا خوب فرمایا:۔

ان الذین لیس فی جوفہ شیء من القرآن
 کالبدیت الخرب۔

۱۔ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی مندری !، التزیب والتریب، جلد سوم،

ص ۱۶۶

۲۔ ایضاً، ج ۲، ص ۱۶۶

۳۔ ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن السمرقندی! سنن دارمی، ص ۱۹

۴۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی! جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۱۵

ترجمہ:-

اُدھر ڈھل جاؤ جدھر قرآن ڈھال دے۔

قرآنی اصول و انکی اور ابدی اصول ہیں اور ان اصولوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ زمانے کی وسعتیں اس میں سمائی ہوئی ہیں جو بائیس صدیوں میں انسانی مشاہدات و تجربات سے معلوم ہوتی ہیں وہ بائیس قرآن نے تجربوں کی تاریکیوں سے نکال کر ہمارے سامنے لا کر رکھ دی ہیں۔ یہ قرآن حکیم کا آتنا بڑا احسان ہے نوع انسانی جس کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتی۔

یہ عظیم دستور حیات، یہ عظیم کتاب جزیرہ عرب سے نکل کر دنیا میں پھیلتی چلی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔
یہ داستان بہت طویل ہے، مختصراً کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

فندین
الذین

(۱)

پاک و ہند اور عرب تعلقات بہت قدیم سے چلے آ رہے ہیں، ان تعلقات کی نوعیت

سے تفاسیر و احادیث کی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سرزمین ہند میں نزول اجلال فرمایا۔
سراندرپ (لنکا) کے ایک پہاڑ پر اپکا نشان قدم بھی بتایا جاتا ہے غالباً ہی تعلق تھا جس کی وجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
”مجھے ہندوستان کی طرف سے ربانی خوشبو آتی ہے“

عرب و ہند کے تعلقات کی قدامت کا اس سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آریں اقوام یا کی آمد سے پہلے جن کی تمام
تحریریں بائیں سے دائیں لکھی جاتی ہیں پاک و ہند کے قدیم ترین کتبیات جو سراقیم سے ۲۵۳ ق م کے درمیان موریرہ خاندان کے
اشوک نے کندہ کرائے تھے پالی زبان میں تھے جو عربی کی طرح دائیں سے بائیں لکھی جاتی تھی — پاک و ہند
نے عربوں سے بہت کچھ لیا اور عربوں نے بھی ہندوؤں کی ریاضیات، فلکیات اور طب وغیرہ علوم و فنون سے
تراجم کے ذریعہ استفادہ کیا۔ (۱) جلال الدین سیوطی! تفسیر و منشور مطبوعہ مصر ج ۱، ص ۵۵

(ب) غلام علی آزاد بلکالی سبکتالمر جان فی آثار ہندوستان، مطبوعہ ہند؛ (ج) سید سلیمان ندوی

عرب و ہند کے تعلقات، مطبوعہ الہ آباد ۱۳۹۱ھ (د) ڈاکٹر ناراج چند!

مندان ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ اردو پرو فیسر محمد مسعود احمد)، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء

ان مسلمان ہونے والے خاندانوں میں علماء و محدثین اور شعراء و ادباء پیدا ہوئے جن میں سے بعض نے بڑا نام پیدا کیا۔

عرب میں بسے ہوئے پاکستانیوں اور ہندوستانیوں میں تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی بھی اشاعت ہوتی رہی کیونکہ قرآن حکیم مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک ہے اور صحابہ اس کو اپنی جان کے ساتھ رکھتے تھے، یہی ایک کتاب تھی جو مسلمانوں کی توجہ کا مرکز تھی۔ دن رات میں نماز، بیجاگانہ اور متعلقہ سنن و نوافل میں نہ معلوم کتنی بار اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔۔۔۔۔ زندگی کے دور

کے ساتھ اس کا دور بھی قائم رہتا ہے۔۔۔۔۔ اس لیے اندازہ لگایا جاسکتا ہے عرب کے دور دراز علاقوں میں تبلیغ اسلام نے قرآن حکیم کی اشاعت پر کیا اثر ڈالا ہوگا

عہد نبوی میں نہ صرف عرب بلکہ بیرون عرب بھی اسلام اور قرآن پھیلا، پاک و ہند اس خصوص میں ممتاز ہیں بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باشندگان سندھ کی طرف پانچ صحابہ کرام کو نامہ مبارک دے کر بھیجا جس سے متاثر ہو کر یہاں کے بہت سے باشندے مسلمان ہوئے پھر تین صحابہ سندھ میں رہے اور باقی دو صحابہ سندھیوں کے ایک وفد کو لے کر واپس مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور دوبارہ نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے چنانچہ دسویں صدی کے عظیم محدث مخدوم محمد جعفر بولہکانی سندھی کے حوالے سے سندھ کے مشہور فقہیہ مخدوم محمد ہاشم تھوری نے اس سلسلے میں یہ روایت پیش کی ہے:

روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل

کتابتہ الی اهل السند علی ید خمسة

نفر من اصحابہ رضی اللہ عنہم فلما جاؤا

فی السند فی قلعة یقال لہا نیرون اسلم

بعض اہلہ شمر جمع من اصحابہ اثنان مع
الوافد علیہ من السند وبقی ثلثہ منهم فی
السند واظہر اہل السند الاسلام و بینوا
الاہل السند الاحکام و ماتوا
فیہ و قبورہم فیہ الان
موجودۃ -

ترجمہ :-

روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم
کے ہاتھ اہل سندھ کی طرف نامہ مبارک ارسال فرمایا۔
جب یہ صحابہ سندھ کے قلعے نیرون میں پہنچے تو وہاں کے کچھ لوگ مشرت
باسلام ہوئے پھر دو صحابہ سندھ کے ایک وفد کے ساتھ واپس
لوٹے باقی دو سندھ میں رہے پھر جو اہل سندھ اسلام لاتے رہے
ان کو ادام و نوا ہی بتاتے رہے، پھر انہوں نے یہیں وصال فرمایا اور آج
تک ان کی قبریں یہاں موجود ہیں۔

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس
میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ چنانچہ مخدوم محمد ہاشم توی نے جمع الجوامع کے حوالے سے حضرت
محمد بن حنفیہ کی یہ روایت نقل کی ہے :-

عن محمد بن علی بن ابی طالب رضی
اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ

لہ مخدوم محمد ہاشم توی: بیاض ہاشمی (قلمی)، ج ۲، ص ۲ بجوالہ جوامع الجوامع للسیوطی

علیہ وسلم ذکرانہ دخل علیہ و عند
ان فی یوم واحد من السند و افریقہ
بسمعہم و طاعتہم۔^{۱۵}

ترجمہ:-

محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ آپ کے پاس ایک
ہی دن سندھ اور افریقہ سے دو فودائے اور دونوں بخوشی مشرف
باسلام ہوئے۔

ان روایات سے اندازہ ہوا کہ عہد نبوی میں صحابہ کرام سندھ میں تشریف لائے اور
سندھ کے لوگ بھی خود حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ گویا یہ فخر سندھ کو
حاصل ہے کہ یہاں اس وقت قرآن پہنچا جب وہ نازل ہو رہا تھا۔ یہ بھی فخر حاصل
ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو باشندگان سندھ کی طرف بھیجا
اور یہی نہیں کہ وہ اسلام کا پیغام پہنچا کر چلے گئے بلکہ یہاں بس گئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے
چنانچہ بعض محققین نے سندھ میں صحابہ کے مزارات کی نشاندہی کی ہے۔ مثلاً
معمور یوسفانی نے تین صحابہ کے مزارات کی نشاندہی کی ہے۔ مولانا محمد طفیل تٹوی نے
مکلی ٹھٹھہ سندھ میں ایک صحابی کے مزار کی نشاندہی کی ہے۔

۱۵ مخدوم محمد ہاشم تٹوی: بیاض ہاشمی رقمی، ج ۴، ص ۸۲، بحوالہ جوامع الجوامع ملیسوطی

۱۶ معمور یوسفانی: تتر پار کر جادینی درسگاہ، مشمولہ

رسالہ دوسندھ، رکرچی، ۱۹۸۳ء، ص ۱۱

(ب)

عہد نبوی میں اسلام پورے صحرائے عرب، یمن، حضر موت، نجد، عمان تک پھیل گیا تھا پھر افریقہ اور پاک و ہند میں بھی اسلام نے قدم جمائے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہر چہار سمت قرآن کی اشاعت ہوتی رہی۔

عہد خلافت راشدہ میں اسلام کی اشاعت نہایت سرعت سے ہوئی چنانچہ، روم، اسپین، مشرق وسطیٰ، ایشیائے کوچک، ہندوستان، پاکستان، افغانستان، اور ترکستان وغیرہ کے اکثر علاقوں میں اسلامی حکومتیں قائم ہو گئیں۔

صرف عہد فاروقی میں فتوحات کا رقبہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل تھا۔ اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ قرآن پھیلتا گیا چنانچہ عہد نبوی کے بعد عہد صدیقی میں، قرآن حکیم کی نقول تیار ہوئیں، اس کے بعد عہد فاروقی میں قرآن حکیم کی اشاعت و تعلیم میں سرعت سے اضافہ ہوا کیوں کہ آپ نے قرآن حکیم کو جسبیری قرار دیا، جس کو قرآن یاد نہ ہوتا اس کو سزا دی جاتی ہے۔ ظاہر ہے جب خلافت اسلامیہ کی طرف سے اتنی سختی ہوتی تو قرآن حکیم کی اشاعت کس سرعت سے ہوئی ہوگی۔ اس پس منظر میں ابن حزم کا بیان قابل توجہ ہے جس کو موجودہ دور کے فضلاء و محققین نے بھی اپنی تحقیقات میں جگہ دی ہے۔

ما ت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم و الاسلام قد انتشروا

۱۔ عبد اللطیف رحمانی! تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۱۲۱

۲۔ ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری! دی قرآنک فاؤنڈیشن اینڈ اسٹریٹجی پرائٹ مسلم سوسائٹی، مطبوعہ کراچی

ج ۱، ص ۴۴-۴۵

وظهر في جميع جزيرة
 العرب من منقطع البحر
 المعروف ببحر القلزم ماراً
 الى سواحل اليمن كلها الى
 بحر فارس الى منقطه ماراً
 الى الفرات ثم الا صنفة
 الفرات الى منقطه الشام
 الى بحر القلزم وفي هذه
 الجزيره من المدن و القرى
 ما لا يعرف عدده الا الله كاليمن
 والبحرين وعمان ونجد
 وجبل طى وبلاد و مصر و
 ربيعة وقضاة والطائف
 ومكة كلهم قد اسلموا
 ونبوا المساجد ليس فيها
 مدينة ولا قرية ولا حلة
 لا عراب الا وقد قرى فيها
 القرآن في الصلوة و علمه
 الصبيان والرجال والنساء
 وكتب ثم ولي ابوبكر سنين و
 سنة شهر فغزا فارس والروم

وفتح اليمامة وزادت قراءة
 الناس للقرآن ولم يبق بلد
 الا فيه المصاحف
 ثم مات ابو بكر ولى عمر ففتحت
 بلاد الفرس طولا وعرضا وفتحت
 الشام كلها والجزيرة ومصر
 كلها ولم يبق بلدا لا وبتيت
 فيه المساجد ونسخت فيه
 المصاحف وقراء الاثمة القرآن
 وعلمه الصبيان في المكاتب
 شرقا وغربا وبقى كذلك
 عشرة عوام و اشهرا والمؤمنون
 كلهم لا اختلاف بينهم في شيء
 بل ملة واحدة ومقالة
 واحدة وان لم يكن عند المسلمين
 اذ مات عمر مائة الف
 مصحف من مصر الى العراق الى الشام
 الى اليمن فيما بين ذلك فلم يكن
 اقل ثم ولى عثمان فزادت الفتوح
 واتسع الامر فلورام احد
 احصاء المصاحف اهل الاسلام.

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پر وہ فرمایا تو اس وقت تک سارے
جزیرہ عرب میں اسلام پھیل چکا تھا یعنی بحر قلزم کے دور دراز علاقوں سے
تمام سواحل یمن تک، بحر فارس، فرات، اور شام کی انتہائی حدوں میں
بحر قلزم تک۔۔۔۔۔ اس جزیرے کے بے شمار شہروں
اور قریوں، (جن کی تعداد کا سوائے اللہ کو کسی کو علم نہیں) مثلاً، یمن، بحرین
عمان، نجد، جبل طے اور مصر، ریمہ، قضاعہ، طائف اور مکہ کے تمام
باشندے مسلمان ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ انہوں نے جگہ جگہ مسجدیں
تعمیر کیں۔ کوئی ایسا شہر، قریہ، بدوؤں کی خیمہ بستیاں ایسی نہ تھی جہاں نماز
میں قرآن کی قرات نہ ہوتی ہو، بچوں، مردوں اور عورتوں کو اس کی تعلیم
نہ دی جاتی ہو اور اسے کتابی صورت میں نہ لکھا جاتا ہو۔ (حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے پر وہ فرمانے کے بعد) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ڈھائی برس تک مسند خلافت پر رونق افروز رہے۔ ان کے عہد
خلافت میں فارس اور روم سے معرکے ہوئے اور یہاں فتح ہوا
چنانچہ قرآن پڑھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور کوئی ایسا شہر
باقی نہ رہا جہاں قرآن کے نسخے موجود نہ ہوں۔۔۔۔۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے جانشین ہوئے تو ان کے دور خلافت
میں ایران کے تمام شہر، شام، مصر اور جزیرے کے سارے علاقے
فتح ہو گئے۔ ان ملکوں میں کوئی ایسا شہر نہیں بچا جہاں مسجدوں کی تعمیر
نہ ہوئی ہو، قرآن کے نسخے نہ موجود ہوں، ائمہ قرآن کی تلاوت نہ کرتے

تجارتی مہمات کے علاوہ فوجی مہمات کے سلسلے میں صحابہ کرام نے پاک و ہند کا رخ کیا چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے چار پانچ سال بعد ۱۵ھ میں مغیرہ بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں اسلامی لشکر کا ویل کے مقام پر لشکر کفار سے تصادم ہوا۔ اس وقت یہاں سامہ بن دیوانج حاکم تھا اور سندھ پر راجہ واہر کے باپ پچھ بن سیلاج کی حکومت تھی اے جس کو مورخین نے سندھ کا غاصب حکمران قرار دیا ہے۔ کیونکہ سندھ کے اصل حکمران گوتم بدھ کے ماننے والے تھے اور پچھ نے اپنی حکمت عملی سے بدھوں سے حکومت چھینی تھی۔

بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سندھ اور ہند کے کچھ لوگ ایران میں بھی بسے ہوئے تھے اور انہوں نے جنگ ایران میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تھی۔ لیکن جب مسلمان فاتح و منصور ہوئے تو ان میں سے کچھ لوگ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لے ابوالحسن مدائنی: فتوح الهند والسند (سندھی ترجمہ پچھ نامہ مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۶۶ء، ص ۹۸) تو طے ہے۔ سندھ پر رائے خاندان کی حکومت تھی جو مذہباً بدھ مت سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ حکومت تقریباً ۳۵۰ھ سے ۶۳۰ھ تک قائم رہی، اسی خاندان کے دور حکومت میں پہلی مرتبہ صحابہ کرام سندھ میں تشریف لائے۔ رائے خاندان کے بعد بیت پرست برہمن خاندان کی حکومت کا آغاز ہوا جو ۶۳۰ھ سے ۱۲۰۰ھ تک قائم رہی۔ یعنی خلافت راشدہ سے شروع ہو کر دور بنو امیہ پر ختم ہوئی۔ راجہ واہر اس خاندان کا آخری حکمران تھا جس نے ۱۲۰۰ھ سے ۱۲۰۰ھ تک حکومت کی پھر ۱۲۰۰ھ میں محمد بن قاسم نے اس کو شکست دی اس طرح برہمن حکومت کا خاتمہ ہوا، سندھ کے عوام نے مسلمانوں کا استقبال کیا اور ایک مستقل اسلامی حکومت قائم ہوئی۔

(ڈاکٹر جسٹس تالپور: سندھ جا اسلامی درس گاہ، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۱۲ء، ص ۲۲، مخلصاً) ۲ (۱) ابوالحسن مدائنی: فتوح الهند والسند، ص ۱۵۷، (ب) انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، جلد ۱۶، مطبوعہ امریکہ ۱۹۹۱ء، ص ۷۸۔ (ج) ڈاکٹر نبی بخش بلوچ: سندھ مختلف ادوار میں، (انگریزی)، جام شورو ۱۹۱۳ء، ص ۱۳-۲۲

کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ بہر کیف قلعہ نیروں میں تبلیغی مشن پر صحابہ کی آمد، دیبل میں لشکر کفار سے تصادم اور ایران میں یسے ہوئے اہل سندھ و ہند کے مشرف باسلام ہونے کے بعد سندھ میں اسلام کے اثر و نفوذ اور قرآن کی اشاعت میں یقیناً اضافہ ہوا ہوگا۔ کیوں کہ صحابہ کرام، قرآن حکیم کو اپنی جان کے ساتھ لگائے رکھتے تھے، وہی ان کی زندگی کل سرمایہ تھا، جہاں جاتے اس کو ساتھ لے جاتے اس لیے جن علاقوں میں وہ پہنچے وہاں قرآن کا پہنچنا یقینی امر ہے۔ ہمد فاروقی میں مندرجہ ذیل صحابہ کرام پاک و ہند کے علاقوں میں آئے:

- حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- حکم بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- مغیرہ بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- ربیع بن زیاد حارثی رضی اللہ عنہ
- حکم بن عمرو مجدع ثعلبی غفاری رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن عبداللہ بن عثمان غفاری رضی اللہ عنہ
- ہبیل بن حدی بن مالک خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ
- شہاب بن فاروق بن شہاب تمیمی رضی اللہ عنہ
- صحابہ بن عباس عبیدی رضی اللہ عنہ
- عاصم بن عمر تمیمی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن عمیر انصاری رضی اللہ عنہ
- نسیر بن وسیم بن ثور عجمی رضی اللہ عنہ
- حکیم بن جبیلہ عبیدی رضی اللہ عنہ

یہ صحابہ وہ تھے جنہوں نے ہمد فاروقی میں بندرگاہ، کرمان، مکران، سندھ، بھستان وغیرہ

میں بعض جہات میں حصہ لیا اور مختلف ممالک فتح کر کے وہاں اسلام پھیلا یا اس طرح عہد فاروقی میں پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں قرآن کا پیغام پھیلا اس سے پہلے عہد نبوی میں سندھ میں اسلام نے قدم رکھے اور قرآن پھیلا یا

عہد فاروقی کے بعد عہد عثمانی میں فتوحات کے ساتھ ساتھ اسلام کی اشاعت ہوتی رہی اور اسی کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خصوصی طور پر قرآن حکیم کا اصل نسخہ جو ام المومنین (زوجہ رسول کریم علیہ التحیۃ والسلام) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا اس کی متعدد نقلیں تیار کرائیں، ان نقلیں میں کاتبین وحی بھی شامل تھے، ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں:

- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
- حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
- حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
- حضرت عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ
- حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ
- حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ

یہ قول ۲۵ھ میں مندرجہ ذیل ملکوں اور شہروں میں ارسال کی گئیں:

مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ وغیرہ

عہد عثمانی میں پاک و ہند کی طرف بھی توجہ کی گئی۔ چنانچہ حکم بن جبہ کو

سندھ اور ہند کے احوال معلوم کرنے کے لیے بھیجا گیا واپسی پر انہوں

نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پاکستان اور ہندوستان کے بارے میں

تفصیلات بتائیں۔ عہد عثمانی میں مندرجہ ذیل صحابہ پاکستان و

ہندوستان آئے:

- — حکم بن جبلة عبدی رضی اللہ عنہ
 - — عبد اللہ بن معمر بن عثمان قرشی تمیمی رضی اللہ عنہ
 - — عیمر بن عثمان بن سعید رضی اللہ عنہ
 - — مجاشع بن مسعود بن ثعلبہ سلمی رضی اللہ عنہ
 - — عبد الرحمن بن سمرہ بن حبیب قرشی رضی اللہ عنہ
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے عہد خلافت میں بھی پاک و ہند کی طرف توجہ کی گئی یہ چنانچہ آپ نے شاہراہ بن و عمر کو لشکر کا سردار بنا کر ہندوستان کی سرحد پر بھیجا ہے
- آپ کے عہد میں مندرجہ ذیل صحابہ پاک و ہند تشریف لائے:
- — حرزیت بن ناجی شامی رضی اللہ عنہ
 - — عبد اللہ بن سوید تمیمی شمری رضی اللہ عنہ
 - — کلیب بن ابو اکل رضی اللہ عنہ
 - — مہلب بن ابو سفیرہ ازدی عسکی رضی اللہ عنہ
 - — عبد اللہ بن سعاد بن ہمام عبدی رضی اللہ عنہ
 - — یاسر بن سوار عبدی رضی اللہ عنہ
 - — سنان بن سلمہ بن حبیب بزی رضی اللہ عنہ
 - — منذر بن جبار و عبدی رضی اللہ عنہ
 - — حارث بن مرہ عبدی رضی اللہ عنہ

اس طرح کل ۲۵ صحابہ عہد خلافت راشدہ میں پاک و ہند آئے، اسلام اور تعلیمات قرآنیہ

کو پھیلایا۔

(ج)

خلافت راشدہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بھی خلافت اسلامیہ کی پاک و ہند کی طرف توجہ رہی۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن سوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار ہزار سواروں کے ساتھ سندھ کی طرف بھیجا۔ ان کے عہد میں مندرجہ ذیل صحابہ پاک و ہند بھیجے گئے:

● عمر بن عبداللہ بن معمر تمیمی

● مہلب بن ابی صفزہ

● عیاد بن زیادہ بن ابوسفیانؓ

مندرجہ بالا حضرات میں سے بعض نے صوبہ سندھ، صوبہ بلوچستان، صوبہ سرحد، اور صوبہ پنجاب میں بعض مہمات سر کیں یقیناً اپنے اثرات چھوڑے ہوں گے اور قرآن کی بازگشت محمودی قاسم کی آمد سے بہت پہلے ان علاقوں میں سنی گئی ہوگی۔ انہی راہوں سے یہاں، قرآن داخل ہوا اور پھر پھیلتا چلا گیا۔

المسعودی نے مروج الذهب میں لکھا ہے کہ جنگ صفین میں جو ۳۵ھ میں ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تقریباً پانچ سو قرآن کے نسخے اٹھائے گئے، ظن غالب یہی ہے کہ اسی قدر قرآن کے نسخے حضرت علیؓ کی فوج میں بھی ہوں گے۔ جب میدان جنگ میں صحابہ مجاہدین کے پاس اتنی کثیر تعداد میں قرآن حکیم کی کاپیاں موجود تھیں تو بلاد اسلامیہ اور قرب و جوار کے قریوں اور دیہاتوں میں کس قدر تعداد میں قرآن حکیم کے نسخے ہوں گے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد زید کا دور آتا ہے اس دور کے بعض تاریخی

حقائق سے اندازہ ہوتا ہے کہ سندھ میں اس وقت مسلمان موجود تھے جب میدان کر بلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ ابو محمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری لکھتے ہیں :-

جب حضرت امام حسین کو حرنے کو ذہ کے راستے میں روکا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ تمہارے بلانے پر عراق آیا ہوں لیکن اب اگر تم میرا کسی وجہ سے پسند نہیں کرتے تو مجھے چھوڑ دو کہ سندھ چلا جاؤں کیوں کہ وہاں میرے مسلمان بھائی مجھے پناہ دے دیں گے۔

ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت یعنی حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زویہ محترمہ سندھی تھیں ابن قتیبہ لکھتے ہیں :-

امام زین العابدین کی ایک بیوی سندھی تھیں جن سے حضرت

زید شہید بطل اعظم اسلام پیدا ہوئے۔

عبدالرزاق نجفی نے بھی لکھا ہے :-

زید شہید امام زین العابدین کی جس بیوی سے پیدا ہوئے تھے وہ

سندھی تھیں۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں سندھ میں کافی تعداد میں مسلمان موجود تھے اور خاندان اہل بیت میں ان کی شادیاں بھی ہونے لگی تھیں۔

۱۔ ابو عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری، المعارف، مطبوعہ مصر ۱۹۲۲ء، ص ۹۵

۲۔ ایضاً، ص ۷۳

۳۔ عبدالرزاق نجفی، زید شہید، مطبوعہ نجات اشرف، ص ۵

محمد بن قاسم کے حملے سے کچھ پہلے صوبہ بلوچستان کی اسلامی قلمرو کا باغی گروہ، محمد علانی کی سرکردگی میں راجہ داہر کے پاس آیا جس میں ۵۰ جنگ جو عرب مسلمان تھے۔ داہر نے ان لوگوں کو پناہ دی اور نہایت اعزاز و اکرام سے رکھا، انہوں نے راجہ قمنوج کی سندھ پر عظیم یورش کے وقت، راجہ داہر کی مدد کی اور ان کی مدد سے ایسی شاندار فتح ہوئی کہ دشمن کے ۸۰ ہزار فوجی قیدی بنا لیے گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ پانچ سو افراد اپنے ساتھ قرآن حکیم بھی لائے ہوں گے اور قرآن حکیم کی آواز راجہ داہر کی قلمرو میں سنی جاتی ہوگی۔ اس واقعہ کے بعد پھر وہ واقعہ پیش آیا جس کے بعد سندھ مستقل اسلامی سلطنت کا گہوارہ بنا۔ اس کی تفصیل یہ ہے

ولید بن عبد الملک بن مروان کے عہد میں سرانڈیپ کے راجا نے گورنر عراق، حجاج بن یوسف کو تحفے تحائف بھیجے۔ جس جہاز میں یہ تحائف تھے اس میں سرانڈیپ کی مسلمان عورتیں بھی تھیں جو کعبہ کی زیارت اور دار الخلافہ کو دیکھنے کی غرض سے ساتھ چل پڑی تھیں۔

یاد مخالف نے جہاز سمندر سے ہٹا کر ویسل پہنچا دیا جہاں بحری قزاقوں نے اس کو لوٹ لیا اور عورتوں کو یرغمال بنا لیا۔ تلبیدہ بنی عزیز کی ایک عورت نے اضطراب کے عالم میں پکارا یا حجاج! یا حجاج! اغثنی! اغثنی!

اے حجاج۔ میری مدد کرو! میری مدد کرو! جہاز میں سوار ایک بیوی پارمی نے حجاج تک یہ فریاد پہنچا دی، حجاج نے راجہ داہر کو ٹوٹے ہوئے مال کی واپسی اور عورتوں کی بازیافت کیلئے لکھا، راجہ نے معذرت پیش کر دی کہ بحری قزاق اس کے قابو سے باہر ہیں۔ اس پر حجاج نے پے درپے تین مہینے بھیجے۔ تیسری مہم کی کمان محمد بن قاسم کو رہے تھے انہیں کے ہاتھ سے راجہ داہر کو شکست ہوئی اور سندھ کی مقامی آبادی نے محمد بن قاسم کو خوش آمدید کہا کیونکہ ان کی اکثریت بد مذہب کی پیرو تھی اور وہ برہمنوں کے ظلم و ستم کا شکار تھے۔ مسلمان پہلے ہی سندھ میں موجود تھے۔ اور

مقامی لوگ ان کے اخلاق و کردار اور قرآنی تعلیمات سے پہلے ہی متاثر ہو چکے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے زیر سایہ ان کو انصاف ملے گا اور تاریخ بتاتی ہے کہ ان کو انصاف ہی ملا اسی لیے جب محمد بن قاسم کو واپس دار الخلافہ بلایا گیا تو سندھ کے غیر مسلموں نے ماتم کیا ہے۔

پاکستان میں سب سے پہلے بلوچستان و سندھ میں اسلام اور قرآن پھیلا تو ہندوستان کے جنوب میں مشرقی اور مغربی سواحل کو رومنڈل اور مالابار کے علاقوں میں پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں مسلمان آباد ہو چکے تھے۔ ایرانی اور عرب سیاحوں نے ان کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔

مثلاً یہ سیاح:

مسعودی، ابودلف مہلبیل، بزرگ بن شہریار، سلیمان ابو زید

صیرفی، ابن حوقل، الاصطخری، ابن سعید، ابوالفداء، ابن بطوطہ

وغیرہ

قیاس یہی کہتا ہے کہ مسلمانوں کی آبادی کے ساتھ ساتھ مساجد میں تعلیم القرآن کے مدارس بھی قائم ہوں گے۔ تعلیم القرآن کے مدارس کا جو حال پاک و ہند میں پھیلا ہوا ہے شاید ہی کسی اسلامی ملک میں ہو، اور جو چہ چاق قرآن و قرآنی تعلیمات کا یہاں ہے شاید ہی کہیں اور ہو۔

(۵)

فازن و ایران اور پاک و ہند میں اسلام کی اشاعت کے ساتھ تراجم و تفاسیر کی ضرورت

۱۔ مخدوم امیر احمد! پیچ نامہ سندھی ترجمہ، مطبوعہ حیدرآباد سندھ، ص ۱۲۵

۲۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد! تمدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ اردو) مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

مفسوس کی گئی۔ چنانچہ قرآن حکیم کے فارسی اور ہندی تراجم کی روایتیں بھی ملتی ہیں۔ چنانچہ اولین تراجم و تفاسیر میں حضرت سلیمان فارسی کا سورہ فاتحہ کا فارسی زبان میں ترجمہ ہے جو انہوں نے تو مسلم ایرانیوں کے لیے کیا تھا اور تفاسیر میں حضرت ابی بن کعب کی تفسیر کا بڑا حصہ ثابت ہے نیز حضرت ابن عباس کی بھی تفسیر ہے جو ابی ابن طلحہ الهاشمی نے حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد سے سُن کر لکھی تھی۔

تیسری صدی ہجری کی یہ روایت ملتی ہے کہ کشمیر کے راجہ مہروک کے لیے سندھ کے ایک عراقی النسل عالم عبداللہ بن عمر نے قرآن حکیم کا زبان ہندی میں ترجمہ کیا اور جب یہ ترجمہ اس کو پڑھ کر سنایا تو وہ زار و قطار رونے لگا زمین پر سر رکھ دیا اور چہرہ خاک اُودہ ہو گیا، اس کے بعد دل سے مسلمان ہو گیا چھپ چھپ کر عبادت کرتا تھا، محل میں ایک خلوت خانہ بنا لیا تھا۔

قرآن حکیم کے تراجم و تفاسیر کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے عرصہ ہوا اپنی کتاب القرآن فی کل لسان میں مختلف زبانوں میں قرآن حکیم کے تراجم کا جائزہ لیا تھا، اس کے بعد مزید تحقیق فرمائی اور ۱۹۶۶ء میں استانبول میں یہ انکشاف فرمایا کہ دنیا کی ایک تلو زبانوں میں قرآن حکیم کے ترجمے ہو چکے ہیں اسے اس انکشاف کو اب ۱۸ سال گزر چکے ہیں اس عرصے میں نہ معلوم کتنے تراجم کا اور اضافہ ہو چکا ہوگا۔ اور تفاسیر قرآن کا نوا تنظیم سر با یہ ہے جس کا احاطہ کرنا مشکل ہے

۱۔ محمد فرید وجدی! الادب العلمیہ علی جواز معانی القرآن الی اللغۃ الاجنبیۃ، ص ۵۸

۲۔

(۱) مسعود عالم ندوی! ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۶ء، ص ۱۹۳

(ب) ڈاکٹر نبی بخش بلوچ! سندھ، پاکستان میں اسکا تحقیقی تشخص و کردار (انگریزی) کراچی ۱۹۸۳ء، ص ۲

۳۔ جنگ (کراچی) مارچ ۱۹۶۶ء

مندرجہ ذیل زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ ایک زبان میں کئی کئی تراجم ہیں، پھر نئے نئے

تراجم ہوتے جاتے ہیں؛

فارسی، اردو، سندھی، پنجابی، پشتو، ہندی، کشمیر، بنگالی،
برمی، براہوئی، گجراتی، مرہٹی، ملیالم، کناری، تلگو، عبرانی، روسی،
لاٹینی، انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، یونانی، پولش، اطالوی،
پرتگالی، ہسپانوی، ڈچ، البانوی، عبرانی، بلغاری، رومانی،
ہنگری، جاپانی، چینی، جاوی، ترکی، ڈینش، انڈونیشی، ملائی،
ارگونی، اسرائیلی، سواحلی، یوگنڈی، ترکی، انڈونیشی، فلپائنی،
جینتی، ہندی، ملیالم، مال، مکاسین، ارگونی، اسپین، بوہیمیا،
ہسپانوی، آرمینی، وغیرہ وغیرہ

انٹرنیشنل ریسرچ سینٹر، استانبول (ترکی) میں قرآن حکیم کے تراجم سے متعلق ایک جامع

کیٹلاگ تیار کیا جا رہا ہے جس میں مختلف زبانوں میں مطبوعہ تراجم کی تفصیلات مہیا کی جائیں گی،

ایک نہایت عظیم اور صیراز کا کام ہے۔۔۔۔۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے

راہم تے صرف اردو تراجم و تفاسیر کی تحقیق پر آٹھ سال صرف کیے اور ۵۰ صفحات پر مشتمل ایک

مفصل مقالہ قلم بند کیا۔۔۔۔۔ جب ایک زبان پر تحقیق کا یہ عالم ہے تو جملہ زبانوں میں

تراجم کی تفصیلات مہیا کرنا جوئے شیر لاتا ہے۔

الغرض علم و دانش کے پھیلاؤ کے ساتھ معانی قرآن بھی پھیلتے چلے جاتے ہیں



(ھ)

گزشتہ سطور میں عہد نبوی، عہد خلافت، عہد بنو امیہ میں اسلام اور قرآن کی ابتدائی اشاعت اور ابتدائی تراجم کا مختصر جائزہ لیا گیا۔ اگر ہم شجر اسلام کے پھیلاؤ کو دیکھیں تو بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے:۔۔۔۔۔

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ

(ترجمہ) جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔

اس کی جڑیں زمین میں ہیں اور شاخیں آسمان سے بائیں کر رہی ہیں۔۔۔۔۔
 ایسے اسلام کے اس نورانی شجر کا پھر ایک جائزہ لیں اور دیکھیں جبل نور سے پھوٹنے والی روشنی کہاں سے کہاں پہنچی۔۔۔۔۔

● عہد نبوی میں (۶۱۰ھ تا ۶۳۲ھ) صحرائے عرب میں، حضرت موت، نجد و عمان، سندھ اور حبشہ وغیرہ میں اسلام اور قرآن کا پیغام پھیل چکا تھا۔

● عہد خلافت راشدہ (۶۳۲ھ تا ۶۶۱ھ) میں مصر، شام، عراق، ایران، آرمینیا، افغانستان، آذربائیجان، مکران، خراسان، وغیرہ میں جوں جوں اسلام پھیلا، قرآن بھی پھیلتا چلا گیا۔

● عہد بنو امیہ میں (۶۶۱ھ تا ۷۵۰ھ) شمالی افریقہ، اسپین، پرتگال، فرانس، سوڈان، روسی ترکستان، چین، سندھ، پنجاب، برطانیہ، داغستان، مالدیپ، قبرص، سسلی، ساراڈاؤنا وغیرہ میں اسلام پھیلا اور قرآن کا پیغام بھی پھیلتا چلا گیا۔

لے القرآن الحکیم : سورۃ ابراہیم، ۲۴

● ————— عہدِ غالبہ (نویں صدی عیسوی) میں جنوبی اٹلی، ایشیا کے کوچک، اور
بالتورس تک مسلمان بڑھتے چلے گئے اور اسلام پھیلتا چلا گیا۔

● ————— عہدِ بنو عباسیہ ۱۲۵ھ سے ۱۲۵۶ھ میں سلطنتِ اسلامیہ کو وسعت
سے زیادہ استحکام نصیب ہوا البتہ عہدِ غزنویہ میں (۱۱۸۵ھ تا ۱۱۹۳ھ)
ہندوستان، پاکستان، اور کشمیر (سندھ و ملتان کے علاوہ) وغیرہ میں،
سلطنتِ اسلامیہ کی وسعت کے ساتھ ساتھ اسلام پھیلا اور ساتھ ہی

قرآنی تعلیمات کا دائرہ بھی وسیع ہوا۔

● ————— بورنیو، انڈونیشیا، لائیشیا، چین اور ابنائے ملاک کے مختلف علاقوں
میں تبلیغ کے ذریعے اسلام اور ساتھ ہی قرآن کا پیغام پھیلا۔

● ————— عہدِ سلطنتِ عثمانیہ (بیسویں صدی عیسوی سے سولہویں صدی عیسوی
تک ابلقاریہ، بلنسہ، ہنگری، رومانیہ، سرہیا، البانیہ، بوسینیا، پولینڈ
کریمیا، جارجیا، ریاستہائے بلقان، یوکرین اور یوکرین وغیرہ میں اسلامی
سلطنت کے دائرے کی وسعت کے ساتھ ساتھ اسلام اور قرآن
پھیلتا چلا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف ادوار میں مندرجہ ذیل

علاقوں میں اسلام کے پیغام کے ساتھ ساتھ قرآن کا پیغام پہنچا،
نائیجریا، گولڈ کوسٹ، ایوری کوسٹ، لائبریا،

صحارہ، یوگنڈا، سوماتریہ، کینیا، کیمرون، وغیرہ

الغرض دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں مسلمان نہ پہنچے ہوں یا

مبلیغین و محققین نے اسلام کا پیغام نہ پہنچایا ہو۔

مندرجہ بالا سرسری جائزہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ گزشتہ صدیوں

میں اسلام اور قرآن کا پیغام دنیا کے ہر حصے میں پہنچ چکا ہے اور دنیا

کی ہر قوم اسلام اور قرآن سے اچھی طرح واقف ہو چکی ہے اور برابر واقف ہو رہی ہے۔ قرآن کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت

کا وہ سامان ہوا کہ دنیا اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔

معانی قرآن، الفاظ و حروف قرآن، اعراب و ادقاف قرآن، آیات و سورت قرآن اور علوم قرآن وغیرہ کی حفاظت کا سامان مختلف طریقوں سے کیا گیا اور جوں جوں زمانہ گزرتا گیا حفاظت کے نئے نئے سامان مہیا ہوتے چلے گئے چنانچہ ابتداء سے لے کر اب تک قرآن حکیم کو جس طرح محفوظ کیا گیا ہے دنیا کی کسی کتاب کو اس طرح حفاظت نہیں کی گئی۔

تقریر و تحریر، تعلیم و تدریس اور تجوید و قرأت کے ذریعے قرآن کے متن اور معانی کو کتابوں میں ذہنوں میں اور سینوں میں پوری طرح محفوظ کیا گیا، آغاز اسلام سے لے کر اب تک بلاد اسلامیہ میں علوم دینیہ اور تعلیم القرآن کے ہزاروں لاکھوں مدارس قائم ہیں جہاں سے ہر سال لاکھوں طلبہ فارغ ہو کر نکلتے ہیں۔ نماز، منجگانہ، نماز جمعہ و عیدین، نماز تراویح وغیرہ کے

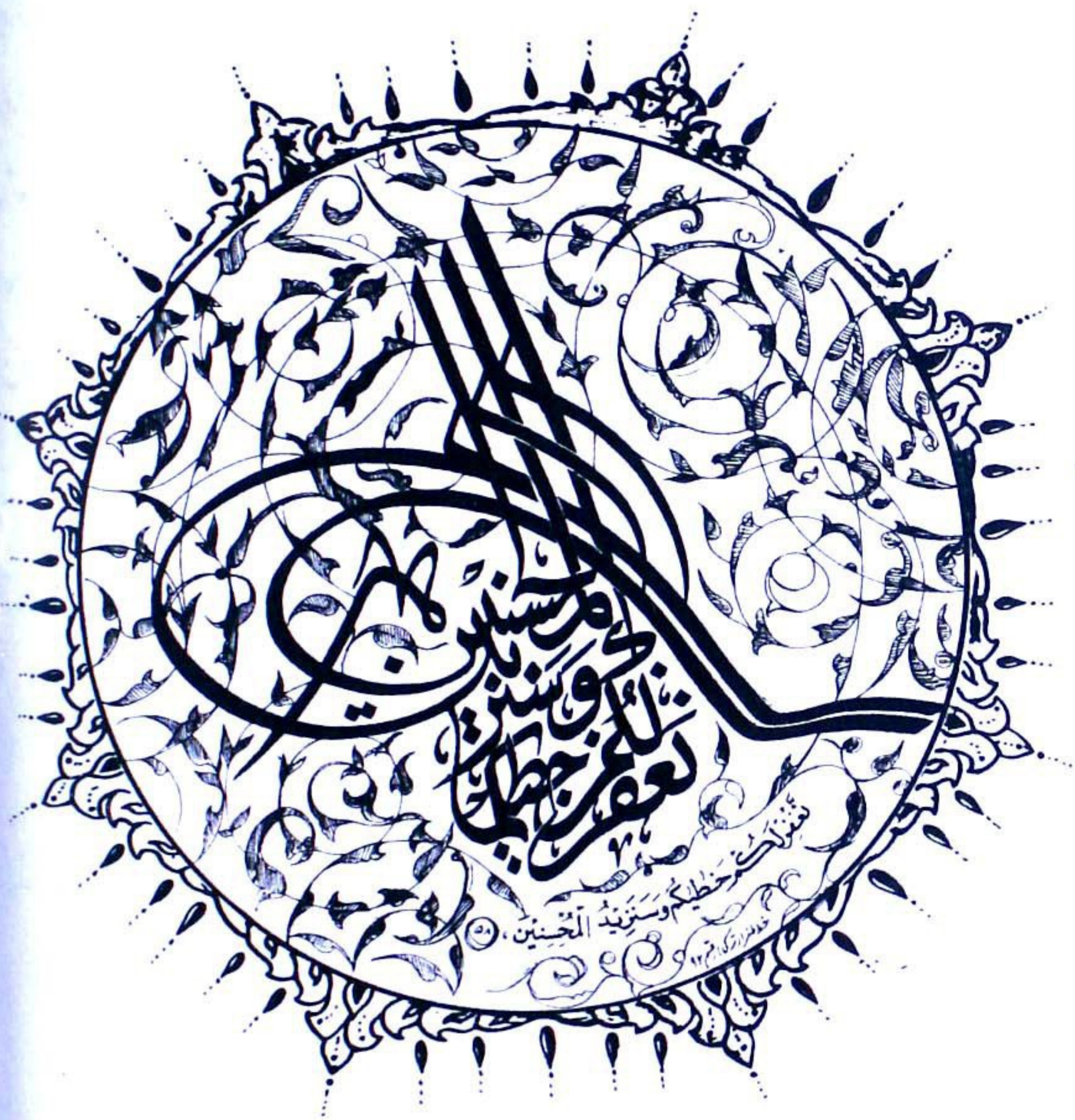
لیے قرآن حکیم کو جزو لاینفک قرار دے کر امر بنا دیا گیا ہے۔ تفسیر و تشریح اور ترجمے کے ذریعے قرآن کے معانی و مطالب کو محفوظ کیا گیا۔ عربی و فارسی اور اردو میں خصوصاً، تفاسیر قرآن کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے اس کے علاوہ دنیا کی ایک سو سے زیادہ زبانوں میں تراجم اور بعض زبانوں میں تفسیری اور تشریحی نوٹ لکھے گئے ہیں۔

علوم قرآن سے متعلق روز روز نئی تحقیقات سامنے چلی آتی ہیں۔ توہین و

تذہیب اور خطاطی کے ذریعے قرآن حکیم کے ظاہری حسن و جمال میں اضافہ کیا گیا۔ خطاطی کو کاغذ و قرطاس تک محدود نہ رکھا گیا بلکہ پتھروں لکڑیوں اور دھاتوں پر آیات قرآنی کو گندہ کیے جا رہے بنایا گیا۔ جدید سائنسی ایجادات نے قرآن کی حفاظت و اشاعت میں چار چاند لگا دیئے۔ پریس کی ایجاد نے ہمیشہ کا

کام کیا، کروڑوں کی تعداد میں قرآن پاک چھپ چکے ہیں، چھپ رہے ہیں اور چھپتے رہیں گے
 پھر کنیٹا لوگراف، فوٹوگراف، زیروگراف، فوٹو اسٹیٹ، مائیکرو فلم، فٹش پلیٹ،
 پلیوٹر، آڈیو کیسٹ، ویڈیو کیسٹ، ریڈیو ٹیلیویشن وغیرہ کے ذریعے قرآن حکیم کتب خانوں میں
 گھروں میں بلکہ گلی گلی، کوچے کوچے اس طرح پھیلا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔
 اللہ تعالیٰ نے قرآن کو جمع کرنے کی ذمہ داری خود اٹھائی اور فرمایا کہ قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا ہماری
 ذمہ داری ہے سچ ہے آج قرآن پاک جمع بھی ہے پڑھا اور پڑھایا بھی جا رہا ہے۔ فضائیں
 اس کی آواز سے گونج رہی ہیں۔

فَبَدِّئْ بِالَّذِينَ هُمْ أَقْرَبُ



عظمتكم
والتواضع
والسماحة
والعفو
والغنى
والعزة
والكرامة
والجود
والسخاء
والكرم
والشجاعة
والأمانة
والصدق
والعدل
والبر
والقسط
والحياء
والشرف
والعفة
والصبر
والجهد
والثبات
والإيمان
واليقين
والطمأنينة
والرضا
والقبول
والإسلام
والسلامة
والصحة
والعافية
والطول
والعمر
والخير
والبركات
والنعمة
والرحمة
والشفقة
والرحابة
واللين
والسهولة
واليسر
والهداية
والنور
والهدى
والصواب
والقسط
والعدل
والبر
والقسط
والحياء
والشرف
والعفة
والصبر
والجهد
والثبات
والإيمان
واليقين
والطمأنينة
والرضا
والقبول
والإسلام
والسلامة
والصحة
والعافية
والطول
والعمر
والخير
والبركات
والنعمة
والرحمة
والشفقة
والرحابة
واللين
والسهولة
واليسر
والهداية
والنور
والهدى
والصواب

۱

قرآن حکیم کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی تزئین و آرائش کے سامان بھی ہونے لگے۔ فنون لطیفہ انسان کے احساس جمال کی عکاسی کرتے رہے ہیں۔

تحریر بھی ایک فن لطیف ہے، یہ وہ فن ہے جس نے انسانی تہذیب و تمدن میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔ ابتدا میں تصویریں تحریر کرنے جنم لیا، جو بات کہی جاتی تصویریں خاکے کی زبانی کہی جاتی۔ پھر الفاظ و حروف نے تحریر کی جگہ لے لی۔ رفتہ رفتہ یہی الفاظ و حروف پیکر حسن و جمال بن گئے اور فن خطاطی ایجاد ہوا۔ گلی کاریوں اور رنگ آمیزیوں نے اس کے حسن کو اور دو بالاکر دیا۔

قرآن عظیم کی بدولت فن خطاطی نے وہ عروج پایا جو اس سے پہلے کبھی نہ پایا تھا۔ اسلام علم و دانش کا علم بردار تھا۔ وہ دنیا کے سامنے علم و حکمت کا شہ کار لے کر آیا اور وہی اس کی توجہ کا سب سے بڑا مرکز رہا۔ اسلام کی وسعت پذیری کے ساتھ ساتھ فن خطاطی میں بھی وسعت پیدا ہوتی چلی گئی اور ایک کے بعد دوسرے خط ایجاد ہونے لگا یہاں تک ویسیوں فن پارے سامنے آگئے۔ حسن و جمال کی

اس طویل داستان کا خلاصہ یہ ہے —————

انسان احساسات و جذبات کا خزانہ ہے، وہ چاہتا ہے کہ اپنے احساسات و جذبات دوسروں تک پہنچائے۔ اس وقت جب وہ الفاظ و حروف کے ستر نہاں سے واقف نہ تھا، اگر وہ پیش نظر آنے والے جانوروں کی تصاویر کی مدد سے اپنے جذبات کی ترجمانی کرتا اب شاعری میں مصوری کی جاتی ہے، پہلے مصوری میں شاعری کی جاتی تھی۔ تاریخ انسانی کے پتھر کے دور سے متعلق تقریباً پانچ ہزار قبل مسیح کے آثار، پتھر، پیتل اور مٹی کی تختیوں پر ملے ہیں یہ مصر، چین، ایران، بابل، نینوا، آشور، ہندوستان، پاکستان، جنوبی امریکہ وغیرہ کی چٹانوں، پتھروں غاروں اور کھنڈروں میں ملے ہیں۔

تصویری خط کے حامل تین مراکز تھے مصر، عراق اور چین۔ تصویری خط کو ہیروغلیفی کہا جاتا ہے۔ مذہبی لوگ اس کو لکھنے کے مجاز تھے۔ اس کی تین قسمیں قرار پائیں۔

- ۱۔ ہیروغلیفی ————— (مذہبی طبقے کے لئے)
- ۲۔ میراٹیقی ————— (طبقہ علماء کے لئے)
- ۳۔ ویموٹیقی ————— (عوام کے لئے)

ہیروغلیفی کی بھی کئی قسمیں ہیں جن میں مصری ہیروغلیفی صورت و عمل کے لحاظ تین قسموں تقسیم کی گئی ہے۔

- ۱۔ تصویر نویسی ————— Pictography
- ۲۔ خیال نویسی ————— Ideography
- ۳۔ صورت نویسی ————— Hierrography

یہ آخری قسم وہ ہے جب صورت و صوت کا ملاپ ہوا یعنی جس آواز کے لئے جو تصویر انتخاب کی گئی تھی رفتہ رفتہ اس تصویر کی نشانی رہ گئی۔ جس نے حرف کی شکل اختیار کی تصویر نویسی کی ابتداء میں مصری ۲۹ تصویروں سے مطالب ظاہر کرتے تھے جن کی تعداد بڑھ کر ۹۰ ہوئی پھر

ایک مدت بعد ۱۰۰ تصاویر تک جا پہنچی ان تصاویر کی مدد سے دل کی بات کہنا اور سمجھنا ایک صبر آزما کام تھا۔

تصویری خط کے رواج کے مطابق جب تصویر کا تعین ہو چکا تو ۲۲ قسم کی آوازوں کے لئے ۲۲ تصویریں بنائی جانے لگیں۔ یہ ۲۲ تصویریں رفتہ رفتہ تصویری لباس اتار کر حروف کی علامات بن گئیں اور یہی وہ ۲۲ حروف ہیں جو صدیوں قبل بعد ابجد، ہوز، حطی، کلہن، سحفص، قرشت میں محدود ہوئے۔ عربوں نے ہزار ہا برس بعد اس میں چھ حروف بڑھائے تخذ، ضطخ۔ پھر ایرانیوں نے پ، چ، ژ، گ کا اضافہ کیا، اس کے بعد ہندیوں نے ٹ، ڈ، ڈ کا اضافہ کیا۔ یہی ابجد سے لے کر ضطخ تک حروف تھے جن کے لئے اعداد بہت پہلے سے متعین کئے جا چکے تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں اسی سے ایک نیا فن "تاریخ گوئی" ایجاد ہوا۔ لہ

حروف تہجی اور خطوط کی تاریخ کا موضوع بڑا وسیع موضوع ہے، یہاں نہ اس کی گنجائش اور نہ اس کی ضرورت اس لئے ہم نزول قرآن کے وقت جو خطوط رائج تھے ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں

سینکڑوں سال قبل مسیح یمن میں سبا اور حمیر کی زبردست سلطنتیں قائم تھیں انہوں نے ایک خط ایجاد کیا جس کو خط مسند یا خط حمیری کہتے تھے، اس خط کے بہت سے آثار شمالی عرب میں پائے گئے ہیں۔ اسکندر یونانی کے عہد تک اس خط کا رواج رہا پھر نبطیوں کا زور ہوا جو صحرائے سینا اور شمالی عرب سے لے کر جنوبی شام تک پھیلے ہوئے تھے ہر لوگ سے ان کے تہذیبی اور تجارتی روابط تھے، حجر، پڑا وغیرہ میں ان کی حکومتیں قائم تھیں۔

انہوں نے خط نبطی ایجاد کیا، اس خط کے بہت سے کتبے پہلی صدی عیسوی سے تیسری صدی عیسوی تک کے لکھے ہوئے۔ دمشق سے مدینہ منورہ تک پھیلے

ہوئے پائے گئے ہیں، عربی رسم الخط اسی نبطی خط کی ارتقائی صورت ہے۔

اسی خط سے خط کوفی پیدا ہوا جو بعثت نبوی سے تقریباً دو سو برس قبل رائج ہو چکا تھا۔

بعض محققین کا خیال ہے کہ خط کوفی سے قبل خط معقلی رائج تھا اور خط معقلی سے خط کوفی

نکلا۔ ظہور اسلام کے وقت خط کوفی اپنی ابتدائی شکل میں موجود تھا یہی وہ خط ہے

جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تبلیغی مراسلے ارسال فرمائے۔ بعض محققین

کے نزدیک خط کوفی کی وجہ تسمیہ یہ ہے قبل اسلام عراق کے دو شہر حیرہ اور انبار بہت مشہور

تھے۔ حیرہ میں ثقافتوں کا سنگم تھا یعنی:

- ایرانی ثقافت
- مقامی بت پرست عربی ثقافت
- بازنطینی ثقافت

اے (ا) نکلسن! لٹیری ہسٹری آف دی عربس، ص ۳، دیباچہ

(ب) ہٹی! ہسٹری آف دی عربس، ص ۶۸

حیرہ جہاں خط کوفی پروان چڑھا اس کے قریب ہی شہر کوفہ آباد ہوا اس لیے یہ خط کوفی کہلایا۔

خط کوفی نے خلافت راشدہ کے دور میں ترقی کی جس کی شہادت مصحف عثمانی سے ملتی ہے جو اس وقت تک آشتقد (روس) میں موجود ہے۔ عہد بنو امیہ میں مشہور خطاط خالد بن الہیاج نے مسجد نبوی میں آب نور سے خط کوفی میں سورۃ الشمس لکھی جو صدیوں تک برقرار رہی۔ ابن الہیاج نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے لیے قرآن مجید کا ایک نسخہ کتابت کیا۔ ابن ندیم کے مطابق اموی دور میں قطبۃ المحرر نے خطاطی کی بنیاد ڈالی، اس نے چار قسم کے اسلوب ایجاد کیے:

خط طومار، خط علیل، خط نصف، خط ثلث،

بعض محققین کا خیال ہے کہ خط ثلثین بھی اسی نے ایجاد کیا ہے۔

جب بنو عباس نے زمام اقتدار سنبھالی تو کوفہ کے بجائے بغداد اسلامی تہذیب کا مرکز

بنا۔ اس عہد کا کاتب الضحاک بن بجلان فن خطاطی میں قطبۃ المحرر سے سبقت لے گیا۔ اسی عہد کے ایک اور کاتب اسحاق بن حماد نے خط کوفی میں اور ایجادیں کیں اور کچھ مزید اسلوب ایجاد کیے مثلاً خط طومار خط سجالات وغیرہ۔ ابن حماد کے

شاگرد یوسف الجزی نے دو اور رسم الخط ایجاد کیے یعنی

خط خفیف ثلث، خفیف ثلثین

خليفة مامون الرشيد کے وزیر فاضل ابن سہل نے اس کو سرکاری خط قرار دے کر اس کا نام

خط ریاسی تجویز کیا۔ اسی دور کے خطاط الاحول المحرر نے ریاسی خط سے بہت

سے خطوط ایجاد کیے مثلاً:

ثلث، نسخ، محقق، ریحانی، رقاع، تویع،

عہد عباسیہ کے مشہور خطاط ابو علی محمد بن علی بن الحسین بن محمد بن مقلد بیضاوی (۳۲۶ھ)

سابقہ اسالیب میں مندرجہ ذیل کا اضافہ ہوا۔

خط شکستہ، خط شکستہ آمیزی، خط دیوانی، خط جامی

خط شکستہ، شفیق ہرانی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ خط دیوانی پندرہویں صدی

عیسوی میں ایجاد ہوا۔ ابراہیم مینف اس کا مجدد تھا۔ دیوانی سے دیوانی

جامی، یا ہمایونی نکلا۔ خط نستعلیق اور دیحانی سے ملا کر خط زلفی عروسی ایجاد کیا گیا۔

اس کے علاوہ، خط گل زار خط ثنی، خط طغرا ایجاد ہوئے۔ جدید رسم الخطوں میں خط

سنسلی اور خط النار بھی ہیں۔ سرکاری خط و کتابت کے لیے ترکی میں خط سیاق

ایجاد ہوا، خط حروف التاج سابقہ خطوط سے زیادہ جدید ہے۔ محمد شاہ نواد اول

کے لیے مصر میں محمد محفوظ خطاط نے ایجاد کیا۔ الغرض قرآن کیا آیا طرح طرح کے

خطوط ایجاد ہوئے۔

اٹھویں صدی ہجری کے وسط میں جب ایشیا پر مغلوں کا غلبہ ہوا اور مملکتیں وجود میں

آئیں تو خط نے بھی ایک پہلو بدلا اور خط نسخ اور تعلق کو لا کر ایک نیا خط ایجاد کیا جس کو نسخ تعلق

کہا گیا جو بعد میں نستعلیق کہلایا گیا۔ میر علی تبریزی نے جو امیر تیمور کے عہد کا مشہور

خطاط تھا اسکو اوج کمال پر پہنچایا۔

اور اس کے بعد میر علی ہروی (م ۹۵۰ھ) نے اس میں اور جدتیں کیں۔

(ب)

مسلمان بادشاہوں کے عہد میں فن خطاطی کو خوب عروج حاصل ہوا نہ صرف یہ کہ انھوں

نے خطاطوں کی حوصلہ افزائی کی بلکہ اس فن میں خود کمال حاصل کیا چنانچہ سلطان مسعود بن سلطان

۱۹۶۶ء، ص ۱-۳۱

محمود غزنوی، سلطان ناصر الدین محمود (۱۲۶۵/۱۲۴۳ء) بابر بادشاہ
 (۱۳۰/۱۵۲۶ء) خود خطاط تھے بلکہ مؤخر الذکر نے تو ایک خط ایجاد کیا جو خط بابر کی کہلایا جہاں گیر
 کے دو بیٹوں شہزادہ خسرو اور شہزادہ پرویز نے اس فن میں نام پیدا کیا۔ شاہ جہاں بادشاہ کی اولاد
 میں اورنگ زیب عالمگیر، دارشکوہ، زیب النساء وغیرہ فن خطاطی میں مہارت رکھتے تھے۔
 اورنگ زیب خط نسخ و نستعلیق دونوں کا ماہر تھا اس نے پورا قرآن لکھ کر مسجد نبوی
 میں پیش کیا۔ تخت نشینی کے بعد ایک قرآن لکھ کر کعبۃ اللہ کی نذر کیا۔
 آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر فن خطاطی میں بڑی مہارت رکھتے تھے ان کے شاگردوں میں
 سید حافظ امیر الدین اور مولانا ممتاز علی زہمت رقم شہرہ آفاق ہوئے ہیں۔ خط نستعلیق
 کے مشہور خطاط سید محمد امیر رضوی عرف میر پنجہ کش (م ۱۸۵۷ء) اسی دور میں ہوئے ہیں جن
 کے شاگردوں میں انعام زاد ہلوی اور عباد اللہ بیگ بلند پاپہ خوش نویس ہوئے۔
 جدید خطاطوں میں ابن کلیم نے خطر عننا کو جنم دیا۔ صادقین نے تصویری خطاطی
 کو عروج بخشا، آفر زوی نے خطاطی میں تجریدی انداز اختیار کیا اسلم کمال نے عمارتی خط
 کو حسن بخشا ہے۔

- ۱۔ ابن ندیم! الفہرست مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء
 ۲۔ ابن کلیم! تاریخ فن خطاطی الخ، مطبوعہ ۱۹۷۷ء
 ۳۔ جہاں گیر! تزک جہاں گیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء
 ۴۔ مولانا غلام طیب! اسلامی آرٹ اور فن تعمیر، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء (۵) بامہر! تزک بابر
 ۶۔ ایو فضل امین اکبری، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
 ۷۔ جیمیز ڈیوڈ! اسلامی آرٹ، مطبوعہ لندن ۱۹۷۳ء
 ۸۔ ایس۔ ایم، اکرم! کلچرل ہییریٹیج آف پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء
 ۹۔ گل ناز آفاقی! مقالات مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۰ء

انور انصاری اور گل جی نے بھی ندر میں پیدا کیے۔
 پاک و ہند میں قرآن حکیم کی کتابت میں جو ماہرین فن ممتاز نظر آتے ہیں ان میں سے چند کے نام اوپر
 گزرے بعض کے نام یہ ہیں:

سلطان ابراہیم غزنوی، سلطان ناصر الدین محمود، عبداللہ ہروی
 عبدالباقی یا قوت رقم، حافظ محمد حسین لاہوری، سید عنایت اللہ حسینی
 محی الدین اورنگ زیب، حاجی محمد اسماعیل ماژندانی، محمد عارف۔

یا قوت رقم، قاضی عصمت اللہ خاں، آغا غلام رسول کشمیری،
 سید جلال الدین حیدر مرصع رقم، منشی محمد ممتاز علی نذرت رقم

حافظ سید امیر الدین دہلوی، غلام رسول عادل گڑھی، سلطان انقلم
 مولانا محمد قاسم لدھیانوی مولانا امام الدین کیلانی، منشی محمد الدین

میاں عبدالرشید محبوب رقم، مولانا محمد حسین عادل، حکیم سید نیک
 عالم شاہ، فاطمہ الکبریٰ۔ پیر عبدالحمید، محمد شریف لدھیانوی

محمد شریف شرافت نوشاہی وغیرہ وغیرہ۔

فن خطاطی کے ماہرین کو مختلف القاب سے یاد کیا جاتا رہا ہے جس سے فن خطاطی میں ان
 کذبہچان ہوتی ہے۔

مندرجہ ذیل القاب نظر آتے ہیں:

شیریں رقم (خواجہ عبداللہ ازری قلم) محمد حسین کشمیری (مشکیں رقم)
 (میر عبداللہ) ہفت قلم (محمد اصغر ازری رقم) ہدایت اللہ
 جواہر رقم (علی خاں تبریزی) یا قوت رقم (محمد عارف)

۱۔ انور حسین نفیس رقم، خطاطان قرآن، مشمولہ بیارہ طابعت (لاہور) قرآن مجید، ج ۱۲، ص ۸۵

سلطان القلم (محمد قاسم لدھیانوی) تفریح رقم (بندہ علی) انتخاب رقم
 (قدرت اللہ) محبوب رقم (بدرالدین علی خان) پروین رقم (عبدالمجید)
 نزہت رقم (ممتاز علی) مرصع رقم (بدرالدین علی خان) پروین رقم
 (عبدالمجید) الماس رقم (منشی محمد صدیقی) ہفت رقم، حافظ
 محمد یوسف دہلوی، نفیس رقم (انور حسین) انیس رقم (میر احمد)
 نادر القلم (عبد الواحد) گوہر رقم (خورشید عالم) سید القلم،
 (محمد اشرف علی) وغیرہ وغیرہ

المختصر فن خطاطی پاک و ہند میں گو عربوں اور ایرانیوں کے وسیلے سے آیا مگر اس خطے کے اہل
 کمال نے اس فن کو وہ عروج بخشا اور وہ بقلمونی عطار کی جو اس سے پہلے نہ دیکھی گئی
 انہوں نے اس میں مختلف ایجادات بھی کیں مثلاً:۔۔۔۔۔

خط غبار، خط ماہی، خط سنبل، خط ریحان، خط طغرا، خط پیچاں،

خط توام، خط ناخن وغیرہ

اس وقت عالم اسلام میں فن خطاطی میں پاکستان کو خاص امتیاز حاصل ہے اور یہاں
 بڑے بڑے اہل کمال موجود ہیں۔۔۔۔۔ ایک اندازے کے مطابق یہاں پندرہ
 ہزار خطاط و خوشنویس موجود ہیں جو نہ صرف روایاتی خطاطی پر عبور رکھتے ہیں بلکہ جدید خطاطی میں بھی
 کمال رکھتے ہیں اور نئی نئی ایجادات کرتے جاتے ہیں۔۔۔۔۔

قرآن نے اُتے ہی انسان کو لوح و قلم کی طرف متوجہ کیا اور جب مسلمانوں نے قلم سنبھالی تو ساری دنیا کو حیران کر دیا۔ قرآن سے مسلمان کو واہمانہ محبت ہے، وہی ان کا مرکز نگاہ ہے، جمال و زیبائی کے سارے زیور اس کی آرائش و زیبائش پر صرف کر کے اس کو ایسا حسین و جمال بنا دیا کہ جو دیکھتا ہے عیش عیش کراٹھتا ہے۔ پھر ہی نہیں کہ کاغذ و قرطاس کو آیات قرآنی سے سجایا گیا بلکہ مسجدوں میں، مقبروں میں، مزاروں میں، میناروں میں، پتھروں میں، لکڑیوں میں، شیشوں میں، کپڑوں میں، ہتھیاروں میں، سکوں میں، غرض ہر جگہ آیات قرآنی کے ایسے ایسے حسین جلوے دکھائے ہیں کہ بس دیکھا کیجئے۔ حیرت پر حیرت بڑھتی چلی جاتی ہے۔

پھر کتابت قرآنی میں مختلف حیرت انگیز کارنامے دکھائے۔ پورا قرآن پاک ایک انڈے کے چھلکے پر لکھا گیا۔ تین سو تین گہیوں کے ایک دانے پر لکھی گئیں۔ تیمور نے عمرا قطار سے اتنا چھوٹا قرآن لکھوایا کہ انگوٹھی کے نیگنے میں آگیا اور اس سے بڑا قرآن بھی لکھوایا جس کی چوڑائی ایک میٹر تھی۔

(ج)

عجائب القرآن بھی خطاطی کا ایک شہ کار ہے جس میں خطاطی کی چودہ سو سالہ تاریخ کو سمیٹ دیا گیا ہے یہ شہ کار پنجاب کے ممتاز خطاط خود شہید عالم گوہر نے پیش کیا ہے جن کا سلسلہ تلمذ اپنے ہمد کے ممتاز خطاطوں سے ملتا ہے، وہ لکھتے ہیں:

مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد سید محمد امیر رضوی المعروف

میر پنچہ کشی آسمان خطاطی پر آفتاب بن کر چمکے، ان کے تلامذہ

میں آغا مرزا دہلوی، عباد اللہ بیگ، بدرالدین،

مرصع رقم تھے۔ آغا مرزا دہلوی میرے استاد مکرم سید

اسمعیل دہلوی کے استاد تھے اور اس حوالے سے ایک

واسطے سے میرا تعلق میری پنجم کش سے ملتا ہے، استاد مرحوم سے
 میرا کافی تعلق رہا اور نستعلیق، ثلث، نسخ، کوئی، دیوانی، محقق، شکستہ
 رقاہ، اور دیگر خطوں کی تربیت لی، نستعلیق کی کچھ تربیت حافظ
 یوسف سدید کی سے حاصل کی، نظری استفادہ ہاشم محمد الخطاط
 مرصع (عراق) عبدالعزیز الرفاعی مرحوم، سید ابراہیم (مصر) حافظ
 ایجاب مرحوم (ترکی) سے کیا ہے

اس میں شک نہیں کہ گوہر رقم نے صفحہ قرطاس پر موتی بکھیرے ہیں جو دیکھتا ہے حیران رہ
 جاتا ہے۔ اتنے سارے خطوط کا ایک ہی خطاط کے قلم سے لکھا جانا اور اس کمال و مہارت
 کے ساتھ گویا اس نے ہر خط کے لیے مدتوں ریاض کیا ہے سخت حیران کن ہے۔
 راقم نے اپریل ۱۹۸۴ء میں مدینہ منورہ کے سرپرست اعلیٰ، حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان
 نقشبندی مدظلہ العالی کی دعوت پر اسلام آباد حاضر ہو کر خانقاہ خیر میں اس کے پہلے پارے کی
 زیارت کی ہے جس میں تقریباً ۳۰۰ رسم الخط استعمال کئے گئے ہیں اور جس کا وزن اندازاً سو امن
 ہوگا۔ یہ قرآن پاک فن کتابت کے لحاظ سے، تقطیع کے لحاظ سے حجم کے لحاظ سے، وزن کے
 لحاظ سے عجیب سے عجیب تر ہے۔ خورشید عالم گوہر رقم لکھتے ہیں:

قرآن مجید کا نسخہ عجائب القرآن (بہ من وزنی) کا یہ پہلا پارہ خطاطی
 کی مندرجہ بالا تاریخ کا حسین مرقع ہے اور راقم الحروف کا تحریر کردہ
 ہے بجا طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نظیر ۱۴ سو برس میں نظر
 نہیں آتی۔۔۔ ۳۰۰ رسم الخط میں آج تک کوئی خطاط
 نہ لکھ سکا اور میں اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر شکر گزار ہوں جس نے

۱۷ خورشید عالم گوہر رقم، عجائب القرآن، لاہور، قلمی، ورق ۱۷

مجھ جیسے گنہگار کو یہ سعادت عطا فرمائی ہے۔

جناب الحاج شہزاد حسین بٹ قادری (صدر مدینہ قرآن کمپنی) نے عجائب القرآن کے پہلے پارے میں ”تشکر“ کے زیر عنوان گوہر رقم کے دعوے کی تصدیق و توثیق کی ہے اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:

مقام حیرت ہے کہ پاکستان کے اس قابل احترام نامور خطاط نے

صرف پندرہ دنوں میں ۳۰۰۰۰ سواقسام خط میں پارہ لکھ کر خطاطی

کی تاریخ میں انمٹ نقش ثبت کر دیا۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ آج تک دنیا میں کوئی خطاط ایسا

نہیں گزرا جس نے اتنے رسم الخط تحریر کیے ہوں۔

گوہر صاحب کا خطاطی میں قائم کردہ ریکارڈ قابل ستائش

ہے۔

خورشید عالم گوہر رقم نے اس قرآن پاک میں فن خطاطی میں اپنی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے

اور مندرجہ ذیل خطوط استعمال کیے ہیں۔ پھر ہر خط میں اپنا کمال دکھایا ہے۔ بعض خطوط میں تو

ایک ہی خط کو کئی کئی انداز سے لکھا ہے گویا جس طرح نثار کو آمد ہوتی ہے اور وہ بیک وقت دو

غزل، سہ غزل لکھتا ہے، آمد کی یہی کیفیت خورشید عالم گوہر رقم کو طیبہ آئی اور انہوں نے جو کچھ لکھا

بقول خود عالم کیفیت میں لکھا اور اس میں شک نہیں کہ اس کیفیت میں سرپرست اعلیٰ، حضرت خواجہ

ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبند کا مدظلہ العالی کی توجہ کاملہ کا پورا پورا دخل ہے، راقم نے خود ان کی صحبت

میں تاثیر پائی۔

۱۔ خورشید عالم گوہر رقم، عجائب القرآن، لاہور، تلمی، ورق ۱۷

۲۔ خورشید عالم گوہر رقم، عجائب القرآن، عکس ۱۹۸۳ء، ص ۲

مُسْتَقَرًّا وَمَتَلَعًا إِلَى حِينٍ ﴿٢٦﴾

فَلَقَىٰ أَهْرَافًا مَّرِيضًا يَدْعُو بِكَاسٍ فَقَافٍ

عَلَيْهِمْ سُرُورٌ أَلْفُ لَيْلٍ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿٢٧﴾

قُلْنَا أَهْبَطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِنَّا

يَأْتِينَكُم مِّنِي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

لأدم فجدوا لآدم البير إلى استبر وكان من الكفرين

وقلنا يا آدم اسكن أنت وزوجك الجنة و

كلا منها رغدا حيث شئتما ولا تقربا هذه

الشجرة فكلوا من الظلمين فآزلهما

الشيطان عنها فاخرجهما مما كانا فيه وقلنا

اهبطوا بعضكم لبعض عدو ولكم في الأرض

لأدم فجدوا لآدم البير إلى استبر وكان من الكفرين وقولنا آدم اسكن أنت وزوجك الجنة ولا تقربا هذه الشجرة فكلوا من الظلمين فآزلهما الشيطان عنها فاخرجهما مما كانا فيه وقلنا اهبطوا بعضكم لبعض عدو ولكم في الأرض

گوہر رقم نے عجائب القرآن میں یہ خطوط استعمال کیئے ہیں :
 خط آجارہ، خط تعلیق، خط ثلث، خط ثلث جدید، خط دیوانی جدید
 خط دیوانی منقش، دیوانی قدیم، خط زقاع، خط یحسانی، خط شکستہ
 خط شجر دار، خط عمارتی، خط عیار، خط طغراء، ثلث، خط طغراء
 قدیم، خط طغراء، خط کوفی قدیم، خط کوفی جدید، خط کوفی منقش،
 خط محقق، خط مغربی، خط ماہی خط مجموعہ، خط نسخ

وغیرہ وغیرہ

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ عجائب القرآن حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی
 مدظلہ العالی کی سرپرستی اور توجہ خاص کا پورا پورا وفضل ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً
 ان کے حالات اور شمائل وخصائل بیان کر دیئے جائیں تاکہ قارئین کرام عجائب القرآن کے پس
 منظر میں کام کرنے والی اس روحانی قوت سے بھی آشنا ہو جائیں جو اس مہم میں قدم
 قدم پر رہنمائی کرتی رہی

(۵)

حضرت کا اسم گرامی عبداللہ ہے، کنیت ابوالخیر اور لقب محی الدین۔ ۱۵ ذی الحجہ
 ۱۳۵۶ھ، ۱۷ فروری ۱۹۳۶ء کو پشاور (صوبہ سرحد، پاکستان) میں ولادت باسعادت ہوئی
 والد گرامی کا اسم شریف حاجی محمد جان اور عرف بابا جمی ہے جو یقیناً جیات ہیں
 اور صاحب دل ہیں اسی لیے موصوف نے اپنا مال اور اپنے عزیز صاحب زادے حضرت
 خواجہ عبداللہ جان مدظلہ العالی کو تبلیغ وارشاد کے لیے وقف کر دیا ہے حضرت بابا صاحب
 ایک فیکٹری کے مالک ہیں لیکن مزدوروں پر ایسے رحیم و کریم دور جدید میں جس کی مثال ملنا
 مشکل ہے۔ راقم دولت کدے پر حاضر ہوا ہے اور زیارت سے

مشرف ہوا ہے۔
 حضرت خواجہ عبداللہ جان نے عربی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی مگر تعلیم ہی کے دوران والد ماجد نے صوفی نواب الدین صاحب علیہ الرحمۃ سے سلسلہ عالیہ نقشبندی میں بیعت کراویا۔
 موصوف نے حضرت کے اسم گرامی کے ساتھ محمد کا اضافہ فرمایا اور ۱۹۵۴ء میں ۱۶ سال کی عمر میں خلافت سے نوازا۔ حضرت خواجہ کو سات سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل ہے۔

سلاسل قادریہ، چشتیہ، صابریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، علویہ، میں مولانا میرا گل علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔ حضرت پیر ضامن نظامی دہلوی نے چشتیہ نظامیہ میں اجازت و خلافت سے نوازا۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مولانا محمد اللہ خاں صاحب نے بھی اجازت و خلافت سے نوازا۔ سلسلہ قادریہ رضویہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنیہ منورہ نے اجازت و خلافت سے نوازا۔

حصول خلافت کے بعد آپ نے بیرون ملک دورہ کر کے سلسلے کی اشاعت فرمائی، گمشدگان راہ کو ہدایت بخشی، غیر مسلموں کو مشرف باسلام کیا، سرہند شریف حاضر ہوئے متعدد بار پاک و ہند، عراق اور حرمین شریفین کا سفر کیا، انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی، اہل اللہ کے مزارات پر عاصری دی سب تک اٹھ بار حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں۔

موصوف اپنی مجالس میں ذکر جہر کراتے ہیں جو تاثیر سے خالی نہیں۔ دور جدید میں شیطانی آوازوں نے فضاؤں کو مسموم کر رکھا ہے، یہ رحمانی آوازیں فضاؤں کو معطر و معتبر کرتی ہیں اور

لے پروفیسر خالد امین مخفی الخیری! سلسلہ خیریہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء
 اور دیگر ماخذ۔

انسان خود کو ایک نئے جہاں میں محسوس کرتا ہے اور اصلاح حال کی صورت میں پیدا ہوتی ہے
 آپ کی مجالس میں امیر سے لے کر فقیر تک، مخدوم سے لے کر خادم تک،

افسر سے لے کر چہڑا سہی تک سب آتے اور فیض پاتے ہیں۔ دربار عالیہ مرشد آباد شریعت (پشاور)
 ہستناہ خیر (اسلام آباد) خاص مراکز ہیں۔

حضرت خواجہ مدظلہ العالی بڑے بلند اخلاق ہیں، شیخ وقت ہیں مگر مزاج میں عاجزی و
 انکساری ہے، طبیعت میں برداشت ہے، ناگوار باتوں کو اس طرح سمہ لیتے ہیں جو اہل اللہ
 کے شایان شان ہے، بے نیاز ہیں مریدوں کے مال پر نظر نہیں، ان کے دل پر نظر ہے۔
 دیتے ہیں اور لیتے بھی ہیں تو دینے کے لیے کلام میں اثر

ہے صحبت میں تاثیر متانت و سنجیدگی چہرے سے مترشح ہے

عارفانہ و عالمانہ کلام کرتے ہیں دوسرے کا کلام توجہ سے سماعت فرماتے ہیں ہتکبر و
 خود پسند نہیں۔ نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا بہترین نمونہ ہیں۔

مطالعہ کا بڑا شوق ہے، پشاور میں دولت گدے پر بہترین کتابوں کا ذخیرہ ہے جس سے علمی ذوق
 کا اندازہ ہوتا ہے ورنہ اس دور مجاز پرست میں کتابوں کو کم ہی پوچھا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ کے دربار میں دولت کی پوچھ نہیں، محبت کی پوچھ ہے۔ علم و دانش
 کی پوچھ ہے۔ یہاں علماء کے گلوں میں روپوں کے ہار ڈالے جاتے ہیں۔

حضرت خواجہ کے تربیت یافتہ بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور ان کے مشن کو آگے بڑھا ہے
 ہیں۔ اسلام آباد اور پشاور کے علاوہ کئی مراکز میں جہاں آپ کے متوسلین و مریدین

تبلیغ و ارشاد میں مصروف ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اہل اللہ ہی انسان بناتے ہیں۔ ان کی خالقانہ بہترین

تربیت گاہیں ہیں۔ کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں، شاید دماغ بنتے ہوں گے

مگر دل نہیں بنتے۔ انسان نہیں بنتے۔ انسان بننا ہے تو

انسانوں کی صحبت میں بیٹھنا ہوگا۔۔۔۔۔ اس راز کو جس نے پایا اس نے فقیری کو تنہا ہی پر ترجیح دی بلاشبہ۔۔۔۔۔

دربار شہنشاہی سے خوش تر
مردان خدا کا آستانہ

(۵)

عجائب القرآن کے کاتب جناب خورشید عالم گوہر رقم خوش قسمت ہیں کہ ایک مرد مومن نے ان کی سوپر سٹی فرمائی اور انہیں کی سرپرستی میں انھوں نے کام مکمل کیا۔۔۔۔۔ ان کے کام کی تفصیل تو اوپر گزر چکی ہے۔۔۔۔۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مختصر احوال بھی لکھ دیئے جائیں۔۔۔۔۔ کیوں کہ دور جدید کا قاری یہ بھی جانتا ہے چاہتا ہے کہ لکھنے والا کون ہے۔۔۔۔۔؟

جناب خورشید عالم گوہر رقم ۱۹۵۶ء میں ضلع گوجرانوالہ (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ میرٹک تک تعلیم پائی، کچھ عرصے دینی تعلیم بھی حاصل کی۔۔۔۔۔ سید اسماعیل دہلوی سے خطاطی میں مشق لی، کچھ عرصے حافظ محمد یوسف سدیدی کے پاس بھی مشق کی۔۔۔۔۔ کتابت کی مشق کے ساتھ اخبارات و رسائل کے لیے کتابت کا کام کرتے رہے۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ کتابوں کے سرورق، طغروں، کیلنڈروں اور عمارتوں پتھروں کے لیے بھی لکھتے رہے۔۔۔۔۔ موصوت کے قطعات، ماسکو میوزیم (روس)، لندن میوزیم (انگلستان) اور اسلام آباد (پاکستان) میں موجود ہیں۔۔۔۔۔ عجائب القرآن کا منصوبہ آپ کے خیال میں آیا اور پھر عمل میں لایا گیا۔۔۔۔۔ پہلا پارہ جس کا وزن سوا من کے قریب ہے اور جس میں تقریباً ۳۰ رسم الخطوں میں کتابت کی گئی ہے، خواجہ عبداللہ جان کی خدمت میں پیش کیا اور میسواں پارہ دربار عالیہ موہری شریف میں پیش کیا گیا۔۔۔۔۔

خورشید عالم گوہر رقم کا ۲۸ سال کی عمر میں اساتذہ فن سے تین چار سال کی مشق کے بعد اتنے بہت سے خطوط میں یہ کمال پیدا کر لینا کہ اہل فن دیکھ دیکھ کر حیران ہوں، ہمت حیران کن ہے۔
 یہ کمال کسی نہیں وہی معلوم ہوتا ہے۔ راقم خود حیران تھا مگر دیکھنے والوں نے بتایا کہ واقعی ہم نے یہ فرائض ان کو لکھتے دیکھا ہے۔ راقم نے اسلام آباد سے لاہور فون پر ان سے بات کی اور یہ سوال کیا کہ اتنے خطوں میں اتنی ہمارت حاصل کرنا کیسے ممکن ہوا۔
 انہوں نے فرمایا جب لکھتا ہوں تو ایک کیف کا عالم طاری ہوتا ہے، قلم خود لکھتا چلا جاتا ہے۔
 پسح ہے ایک شاعر یا ناثر پر بھی یہ وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے، پھر وہ اپنے قابو میں نہیں رہتا۔

المختصر جناب خورشید عالم گوہر رقم ہم سب کی طرف سے دلی مبارک باد اور شکریہ کے مستحق ہیں۔ ایسے ہنرمندوں کی ہمت افزائی کی جانی چاہیے اور یہ حوصلہ افزائی حکومت وقت کی طرف سے بھی ہونی چاہیے، چونکہ حوصلہ افزائی سے علوم و فنون ترقی کرتے ہیں اور ناقدری سے مرتے چلے جاتے ہیں۔

خطاطی ایک ایسا فن ہے جو ادب و دیں سے بیگانہ نہیں ہے بلکہ یگانہ اور مثال زمانہ گوناگوں ہے۔ اس کا ماہر جب ڈوبتا ہے تو گوہر ہائے ابدار نکالتا ہے اور دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتا ہے، بلاشبہ ہے۔

خودی میں ڈوبنے والوں کے عزم و ہمت نے
 اس آبجو سے کیے ہیں بحر بیکراں پیدا

اِخْتِتامِیۃ

۵

براعظم ایشیا، یورپ، ہمو یا آسٹریلیا، جنوبی امریکہ، ہویا شمالی امریکہ — دنیا کا کوئی گوشہ اور کوئی بھی خطہ ہو — جہاں انسان بستے ہیں وہاں دکھ درد کی بات بھی ہوتی ہے — وہاں ہمدردوں اور دردمندوں کی بھی تلاش ہوتی ہے —

انسان کو انسان بناتا ہے — کچھ انسان، انسانوں کی کتابیں پڑھ کر بنتے ہیں کچھ انسان، انسانوں کی صحبت میں بیٹھ کر بنتے ہیں — مگر وہ انسان کہاں سے لائیں جس کے دل میں سارے جہاں کا درد ہو — ہر انسان اپنی بات کر رہا ہے، اپنے ملک کی بات کر رہا ہے، اپنی قوم کی بات کر رہا ہے۔ اس کی نگاہ میں وہ وسعت نہیں — اس کے دل میں وہ پھیلاؤ نہیں کہ دنیا کا ہر مظلوم و بے کس سما سکے —

یہ مسئلہ حل ہو تو کیوں کر ہو؟

اصل مسئلہ قوت کے ارتکاز کا ہے — ارتکاز ایک انسان میں یا چند انسانوں میں؟ — صاحب اقتدار ایک انسان یا چند انسان — جس مصتف کو انہوں نے پڑھا ہے جس انسان کی صحبت میں رہے ہیں — جس ماحول میں انہوں نے پرورش پائی ہے — وہ اسی کی بات کرتے ہیں — بات یہاں

سے چلتی ہے۔۔۔۔۔ دائرے یہاں سے تنگ ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ پھرتے
تنگ ہو جاتے ہیں کہ سارا عالم نکل جاتا ہے صرف چند انسان اور ان کی قوت کا لوہا ماننے والے
چند غلام رہ جاتے ہیں۔۔۔۔۔

اسلام چاہتا ہے کہ اہل عالم ملے جلے رہیں۔۔۔۔۔ ایک دوسرے سے جدا
نہ ہوں۔۔۔۔۔ ایک دوسرے کے قریب رہیں۔۔۔۔۔ اس لیے وہ مذہبی وقت
کا قائل ہے۔۔۔۔۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک سب آنے والے اسلام
ہی کا پیغام لے کر آئے۔۔۔۔۔ یہ بات ایک تاریخی حقیقت ہے۔۔۔۔۔
یہی وہ اسلام ہے جو کبھی یہودیوں کا مذہب تھا۔۔۔۔۔ یہی وہ اسلام ہے جو کبھی
عیسائیوں کا مذہب تھا۔۔۔۔۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی پیغام سنایا۔۔۔۔۔
عیسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی پیغام سنایا۔۔۔۔۔ اللہ کے بھیجے ہوئے ہر نبی و رسول
نے اپنی اپنی زبانوں میں اسلام ہی کا پیغام سنایا۔۔۔۔۔ وہ اپنی طرف سے دوسرا کوئی پیغام
نہ لائے۔۔۔۔۔ آج بھی ان کے پیغاموں میں آسمانی جھلک نظر آتی ہے۔۔۔۔۔
مگر ان کے ماننے والوں نے ان کو تو یاد رکھا اور ان کے پیغام کو بھلا دیا۔۔۔۔۔ بات
یہاں سے بگڑی۔۔۔۔۔ اس سلسلے کی ہر کڑی ایک دوسرے سے وابستہ اور مسلسل و
مربوط تھی۔۔۔۔۔ مگر ایک کے ماننے والوں نے دوسروں کا انکار کیا۔۔۔۔۔ اس
طرح کڑیاں ٹوٹتی چلی گئیں اور نئے نئے مذاہب بنتے چلے گئے۔۔۔۔۔ افراتفری
پھیلتی چلی گئی۔۔۔۔۔ اتحاد و اتفاق عنقا ہو گیا۔۔۔۔۔ بلکہ ایک دوسرے کا
جانی دشمن ہو گیا۔۔۔۔۔ کیا اچھا ہو کہ دنیا کے سارے بسنے والے اپنے خدا کے
اس پیغام پر لبیک کہیں جو جا وواں پیہم وواں ہر دم جواں ہے، جس میں ہر زمانے اور ہر قوم
کے مسائل کا حل موجود ہے۔۔۔۔۔ جس میں تجربوں کو نچوڑ کر رکھ دیا گیا ہے۔۔۔۔۔

صدجہان تازہ در آیات اوست

عصر ہاتھ چیدہ در آیات اوست

صدیوں کے بعد جو معلوم ہو سکتا ہے وہ لمحوں میں دکھا دیا ہے۔ یہ بات دل میں رکھنی چاہیے کہ اسلام کسی مذہب کا مقابل نہیں بلکہ ہر آسمانی مذہب کی اصل ہے جو چلا یہاں سے چلا، پھر بہکتا گیا۔۔۔۔۔ الگ تھلگ ہوتا گیا۔۔۔۔۔

(ب)

اسلام انسانیت کے لیے ہے، انسانیت نے اس کو نہ اپنایا تو خود انسانیت کا نقصان ہے، اسلام کا کوئی نقصان نہیں۔۔۔۔۔ وہ ایک ضابطہٴ حیات ہے۔۔۔۔۔ ایک شخص منزل تک پہنچنا چاہتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ جہاز میں سوار ہو جاؤ جلد پہنچ جاؤ گے مگر وہ کہتا ہے میں تو بیل گاڑی میں جاؤں گا۔۔۔۔۔ تو اس میں نقصان جہاز کا نہیں تو مسافر کا ہے۔۔۔۔۔ اسلام ایک ایسا ضابطہٴ حیات ہے جو انسان کو منزل تک جلد اور باعانت پہنچا دیتا ہے اور راستے کی ہر کلفت سے بے نیاز کر دیتا ہے۔۔۔۔۔ ہم غیر قوموں کے قولہ من اپناتے ہوئے ہچکچاتے نہیں۔۔۔۔۔ آج دنیا کے اکثر قوانین بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر رومن لاء سے مستفید ہیں تو پھر قرآن کو اپناتے ہوئے ہم تعصب و تنگ دلی کا شکار کیوں ہو جاتے ہیں؟۔۔۔۔۔ انسانیت کی مجموعی فلاح کے لیے ہم کو تعصب و تنگ دلی کا یہ پردہ اٹھانا ہو گا اور اس میں شک نہیں دنیا کی بعض حکومتوں نے اپنے اپنے قوانین میں قرآن حکیم کے اصول و ضوابط شامل کیے ہیں مگر یہ سب کچھ چوری چھپے کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ جب یہ حقیقت ہے تو اس کا بر ملا اظہار کیا جانا چاہیے، عقل یہی کہتی ہے کہ اسلامی انقلاب سے دنیا کا ہر انقلاب متاثر ہوا ہے۔۔۔۔۔

(ج)

علم و دانش کی اس دنیا میں جنگل کا قانون نہیں چل سکتا۔۔۔۔۔ انسان کا قانون چلتا ہے،
 مگر انسان کے احوال بدلتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔ رجحانات بدلتے رہتے ہیں
 کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔۔۔۔۔ پھر قوموں میں وہ رنگارنگی کہ ایک کا رنگ
 دوسرے کو نہیں بھاتا ایک کی ڈگر پر دوسرا نہیں چلتا۔۔۔۔۔ راہیں الگ الگ
 رنگ الگ الگ۔۔۔۔۔ بنے تو کیوں کر بنے؟۔۔۔۔۔ ایسا رنگ کہاں سے لائیں
 کہ سب کا من بھاتا ہو؟۔۔۔۔۔ جو سب کی آنکھ کا تارا ہو۔۔۔۔۔ جو سب کے
 دلوں کا سرور ہو۔۔۔۔۔ اور ایسی ڈگر کہاں سے لائیں جس پر ہاتھ ملائے سب ساتھ
 ساتھ چل نکلیں۔۔۔۔۔ فاصلے سمٹ گئے۔۔۔۔۔ زمانے سکر گئے۔۔۔۔۔
 ہاں، جسموں کے فاصلے گھٹ گئے مگر روحوں کے فاصلے بڑھ گئے۔۔۔۔۔
 من، تن سے دور ہو گیا۔۔۔۔۔ تن، من سے چھوٹ گیا۔۔۔۔۔
 ہاں اسے زندگی سے بھاگنے والو!۔۔۔۔۔ اور ہاں اسے دنیا کی زندگی کو
 سب کچھ سمجھنے والو!۔۔۔۔۔ ایک جہاں اور بھی ہے۔۔۔۔۔ ایک مکان
 اور بھی ہے۔۔۔۔۔ یہی سب کچھ نہیں۔۔۔۔۔ اگر یہ نہ ہوتا تو ہم بھی پتھروں اور جانوروں
 کی طرح زندگی گزارتے۔۔۔۔۔ ہر قانون سے آزاد ہوتے۔۔۔۔۔ ہر تکلیف
 سے آسودہ حال ہوتے۔۔۔۔۔ حیف؟ ہم اتنے تنگ نظر کیوں ہو گئے۔۔۔۔۔
 ہمارے پیچھے بھی دستیں ہیں، ہمارے آگے بھی دستیں ہیں۔۔۔۔۔ آنکھیں کھولو
 ہوش بنھا لو۔۔۔۔۔ ایٹم کی طاقت کا پتہ لگانے والو! من کی قوت
 کا بھی پتہ لگاؤ۔۔۔۔۔ روح کی وسعت کا بھی پتہ لگاؤ۔۔۔۔۔ او اس سرچشمہ
 ہدایت کی طرف چلو جہاں زمانے سمٹ رہے ہیں۔۔۔۔۔ عقل حیران ہے

یہ کیا ہو رہا ہے؟

اے دنیا کے انسانو! اے دکھ درد کے مارو!

اے بھولوں کی سیج پر سونے کی آرزو میں کانٹوں پر لوٹنے والو! اے بے قرار
 لگا ہو! اور اے مضطرب دلو! تمہارا خالق تم کو بکلا رہا ہے
 تمہارا مالک تم کو پکار رہا ہے۔ وہی رحمن و رحیم جو پیدا ہوتے ہی
 پردہ غیب سے تمہارا رزق ظاہر کرتا ہے اور شکم مادر سے دودھ کی تہریں بہاتا ہے۔
 وہی رزق و کریم جب تم بڑے ہو جاتے ہو تو تمہارے لیے زمین سے طرح طرح کے اناج،
 میوے اور پھل نکالتا ہے۔ وہی خالق و مالک جب تمہارا دل پیاسا ہوتا ہے
 تمہاری روح بھوک سے بیقرار ہوتی ہے تو پہلے ہی خوانِ نعمت رکھا ہوتا ہے
 جو من کی پیاس بجھاتا ہے اور روح کی بھوک مٹاتا ہے۔ شعور
 زندگی کے ساتھ تم کو وقار زندگی بخشتا ہے۔ تم اس خوانِ نعمت کو چھوڑ کر کہاں

جار ہے ہو؟

انسان انسان کو کھائے جا رہا ہے۔ انسان انسان کو دبائے جا رہا
 ہے۔ انسان انسان کو سلائے جا رہا ہے۔ تم اس کی طرف
 کیوں نہیں آتے جو تم کو اٹھاتا ہے۔ تم اس کی طرف کیوں نہیں آتے جو تم کو جگاتا
 ہے؟ تمہارے حوصلے بلند کرتا ہے۔ تمہیں زمین سے اٹھا کر آسمان
 پر لے جاتا ہے۔ نہیں نہیں زمین ہی پر ہمدوش ثریا کر دیتا ہے۔

اُو آؤ! ذرا اس خوانِ نعمت کو بھی دیکھو! حقیقت کے پردے

اٹھاؤ۔ غیرت کی رکاوٹیں مٹاؤ۔ قریب آ جاؤ، بالکل قریب،

یہ تو دیکھو، تمہارا رب تم کو بلا رہا ہے۔ اسی کے بندے

اور اسی کی جناب سے ایسے بیگانہ! — تم نے یہ کیسا انداز زندگی اختیار کیا ہے؟
 — تو سوچو تو سہی؟ — غور تو کرو! — ہاں زمانہ تم کو پکار

رہا ہے، باہاریں تمہارا انتظار کر رہی ہیں — روشنیاں بچھی جا رہی ہیں —

خوشبو میں پھیلی جا رہی ہیں — آنکھیں پر تو رہو رہی ہیں — دماغ معطر ہو

رہے ہیں — آج زندگی، زندگی معلوم ہو رہی ہے — کہ ایک نئی

بہار آرہی ہے — بہار حسن و جمال! اس حسن جہاں ساز کی کیا بات! —

جب اس حسن نے نور، میں جلوہ دکھایا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جیسا پیکر نورانی جلوہ

افروز ہوا — جب اس حسن نے ذرے میں جلوہ دکھایا تو آدم علیہ السلام جیسا

مسجود ملائک جلوہ گر ہوا — اور جب اس حسن نے نقلے میں جلوہ دکھایا تو

قرآن عظیم جیسا عظیم شہ کار جلوہ ریز ہوا — قرآن کیا نازل ہوا دل روشن ہو گئے

ذہن بیدار ہو گئے — مردہ نہ مینوں سے گل بوٹے نکلنے لگے —

دیکھتے ہی دیکھتے بیاباں، گلستان بن گئے — جہاں ہو کا عالم تھا وہاں گویا

دستان کھل گئے — ہر طرف چہچہے تھپتھپے — سب بولنے لگے،

سب چہکنے لگے — ہر علم میں بہار آئی — ہر فن پر نکھار

آیا —

اور علوم و فنون کا وہ سیلاب اُمڈا کہ صدیاں گزر گئیں تھمنے کا نام نہیں لیتا

بہتا چلا جاتا ہے — سیراب کرتا چلا جاتا ہے،

بیشک قرآن اور صاحب قرآن نے عالم میں ایک انقلاب برپا کر دیا

ہر چیز نئی نئی معلوم ہونے لگی، آنکھ نئی، دماغ نیا، ہیرت و کردار نئے،

جسم و جان نئے، درود یوار نئے —

آج دنیا کا ہر انسان اس انقلاب کی بھیک مانگتا نظر آتا ہے —

بیشک صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل بیداری ملی، روشنی ملی، ایمان ملا، زندگی ملی گویا سب
بکھل گیا: —————

وہ دامنے سبیل ختم الرسل، مولائے گل جس تے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادعی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآن، وہی فرقان، وہی بسین، وہی طاہر

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

پرنسپل

گورنمنٹ ڈگری کالج

ٹھٹہ (سندھ)

الاول ۱۴۰۵ھ

نمبر ۱۹۸۴ھ

بیتنا

مَا اخذوه من ارجع

- | | |
|--|--|
| اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد اول مطبوعہ
قاہرہ ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء | القرآن الحکیم
ابن اثیر علی بن محمد جزری |
| کتاب الفصل فی الملل والاهواء والنحل،
مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء | ابن حزم |
| مقدمہ ابن خلدون، مطبوعہ مصر
طبقات الامم، مطبوعہ قاہرہ | ابن خلدون |
| تاریخ فن خطاطی، مطبوعہ طتان، ۱۹۶۹ء | ابن کلیم |
| الارشاد فی القرات العشر
السنن الکبیرة، جلد سوم | ابو بکر واسطی، علامہ |
| القہرست، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء | ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی |
| اجیاء علوم الدین، مطبوعہ مصر ۱۳۵۸ھ | ابن ندیم |
| ۱۹۳۹ء | ابو حامد محمد بن محمد غزالی |

ابوالحسن

فتوح الهند والسند (سندھی ترجمہ از مخدوم

امیر احمد)، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۶۶ء

صحیح مسلم، مطبوعہ دہلی ۱۳۲۹ھ ۱۹۳۰ء

مطبوعہ مصر

سنن ابوداؤد مطبوعہ کراچی ۱۳۱۹ھ ۱۹۶۹ء

المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج

سنن ابن ماجہ، مطبوعہ دہلی ۱۳۲۲ھ

۱۴۰۴ء، مطبوعہ لاہور

المستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ ہند

طبقات الامم

معارف ابن قتیبہ، مطبوعہ ممبئی ۱۹۳۴ء

الموطا، مطبوعہ لاہور - ۱۹۸۳ء

(ترجمہ مولانا محمد عبدالحکیم شاہ جہان

پوری مظہری)

جامع ترمذی، مطبوعہ دہلی

کتاب السنن، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۴ھ

۱۸۷۵ء

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،

مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۲۶ھ ۱۹۱۶ء

تفسیر ابن کثیر، جلد سوم، مطبوعہ

فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۹، مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ

و مطبوعہ دمشق۔

ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری

ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی

ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی

ابوعبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی

ابوعبد اللہ محمد بن عبداللہ الحاکم

ابوعبد اللہ محمد بن سعد زہری

ابوعبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ

ابوعبد اللہ مالک بن انس

ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن السنقری

الدارمی،

ابوعمر یوسف بن عبداللہ الشہیر بن

عبدالبرقرطبی

ابوالفداء اسماعیل بن عمر قرظی دمشقی

ابوالفضل احمد بن علی الشہیر بن حجر عسقلانی

الاصابته في معرفة الصحابة، مطبوعه مصر
۱۳۳۸ھ

ابو الفضل احمد بن علي الشهبير بن حجر عسقلاني

آئين اکبري، مطبوعه لاہور ۱۹۶۵ء

ابو الفضل شيخ

تاريخ الرسل والملوك (تاريخ الطبري)
ليدن ۱۹۶۴ء

ابن جعفر محمد بن جرير الطبري

الشمايل النبويه، مطبوعه لاہور ۱۹۶۵ء

ابن عيسى محمد بن سورة الترمذي

كتاب الاغانى، مطبوعه قاہرہ

ابن القريج علي بن الحسن الاصبهاني

الاحكام السلطانيه،

ابن يعلى، قاضى

حليته الاوليا وطبقات الاصفياء،

ابن يعين احمد بن عبد اللہ الاصبهاني

مطبوعه قاہرہ

المعارف، مطبوعه قاہرہ ۱۳۵۲ھ
۱۹۳۲ء

ابن محمد عبد اللہ مسلم بن قتيبة الديوري

المنذ، مطبوعه بمبئي ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۱ء

احمد بن حنبل شيباني

مطابقت الاختراعات العصريه لما اخبر به

احمد بن محمد العمار الحسني

سيد البريه، مطبوعه مصر ۱۹۶۹ء
۱۳۸۷ھ

جمع القرآن وجمه عزوه بستان، مطبوعه

احمد رضا خان، مولانا

لاہور ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء

اسلام اور عصرى ايجادات، مطبوعه

احمد ميان بركاتي، مولانا

لاہور ۱۹۸۰ء

علم القرآن، مطبوعه لاہور

احمد يار خان، مولانا

تفسیر روح البیان، جلد ۹، مطبوعہ استانبول
۱۹۲۶ء

اسماعیل حقی

البدایہ والنہایہ، (تاریخ ابن کثیر،)

اسماعیل بن عمر دمشقی

عرب و ہندو عہد رسالت میں،
مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء

اطہر مبارک پوری، قاضی

فضائل قرآن، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۸۱ء
تاریخ افکار و علوم اسلامی، مطبوعہ
لاہور ۱۹۶۸ء

افتخار احمد قادری، مولانا
افتخار احمد ملخی

المسالك والممالك

الاصطخری

عمدة القاری شرح صحیح البخاری،
مطبوعہ مصر

بدرالدین محمود بن احمد عینی

اعجاز القرآن، مطبوعہ قاہرہ
فتوح ابلدان

اباقلانی

البلاذری

أثار الباقیہ

البیرونی

انوار التنزیل و اسرار التاویل، مطبوعہ
قاہرہ ۱۳۵۸ھ ۱۹۳۹ء

البیضاوی

البرهان فی علوم القرآن، مطبوعہ قاہرہ
۱۹۵۴ء

الزرقانی

وقیات الاعیان انباء ابناء الزمان،
مطبوعہ قاہرہ ۱۳۶۴ھ ۱۹۴۴ء

القاضی شمس الدین احمد بن ابراہیم بن خلکان

مروج الذهب، جلد دوم	المسعودی
کتاب التنبیہ والاشراف	المسعودی
عجائب الهند، مطبوعہ لیڈن	بزرگ بن شہر یار
الاتقان فی علوم القرآن، جلد اول، مطبوعہ کراچی جلد ثانی، مطبوعہ مصر	جلال الدین سیوطی
جوامع الجوامع،	جلال الدین سیوطی
تفسیر در مشور، جلد اول، مطبوعہ مصر	جلال الدین سیوطی
سند جاسلاخی درسگاہ، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۸۲ء	جمن ٹالپور، ڈاکٹر
بلاغ مسبین، مطبوعہ دہلی	حفظ الرحمن سیوہاروی، مولانا
عبداللہ بن مسعود، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۱ء	حنیفہ رضی، ڈاکٹر
سلسلہ خیریتہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء	خالد امین مخفی الجیری، پروفیسر
ترجمہ مشارق الانوار	حرم علی، مولانا
اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ بمبئی	خطیب بغدادی، ابی بکر احمد بن علی
عجائب القرآن، پارہ اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء	بن ثابت
جلد ۱۴، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور	خورشید عالم گوہر رقم
التربیب والتزمین، مطبوعہ مصر	دائرة المعارف الاسلامیہ
۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء	زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی
عرب و ہندی کے تعلقات، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۷ء	متدری
	سلیمان ندوی، سید

شبلی نعمانی، مولانا

سیرۃ النبی، جلد اول، دوم، سوم، مطبوعہ
اعظم گڑھ ۱۹۲۶ء

صدیق حسن خان، نواب

فتح المعبوث بفقہ الحدیث، مطبوعہ
لکھنؤ

ظہیر الدین بابر بادشاہ

ترک باری

عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی

سنن نسائی

عبدالرزاق نجفی

زید شہید، مطبوعہ نجف اشرف

عبد الصمد صادم الازہری

تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور

عبد اللطیف رحمانی، مولانا

تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۱۳ء

عبد المصطفیٰ، علامہ

عجائب القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۱۳ء

عزام بن الاصح سلمی

کتاب اسماء جبال تہامہ و سکاخصا و ما

فیہا من القری، مطبوعہ قاہرہ

علی اکبر

اسرائیل والنبوت فی القرآن، مطبوعہ

انگلستان ۱۹۶۴ء

علی متقی علاؤ الدین ہندی

کنز العمال و سنن الاقوال،

والاعمال، مطبوعہ حیدرآباد دکن،

۱۳۱۲ھ

غلام طیب، مولانا

اسلامی آرٹ اور فن تعمیر، مطبوعہ لاہور

۱۹۶۱ء

غلام علی آزاد بگرامی

سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، مطبوعہ

ہند، ۱۳۰۳ھ ۱۱۱۵ء

گل زار کفاتی

محمد بن اسماعیل بخاری، ابو عبد اللہ

مقالات، مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۰ء

صحیح بخاری، جلد اول، دوم، سوم،

مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء

(ترجمہ مولانا محمد عبد الحکیم اختر شاہ بیہا پوری

منظہری) مطبوعہ کراچی، مطبوعہ مصر

حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف

مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء

کتاب الامم

تندوین قرآن، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۶۴ء

فقہائے ہند، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

النوار غوثیہ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء

رسول کریم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ

کراچی ۱۹۶۱ء

تاریخ القرآن و غرائب رسمہ و حکمہ مطبوعہ

قاہرہ ۱۳۶۲ھ ۱۹۵۳ء

الاولیۃ العلمیہ علی جواز ترجمۃ القرآن الی اللغۃ

الاجنبیہ، مطبوعہ بیروت ۱۹۶۱ء

دائرة المعارف القرن العشرين، مطبوعہ

بیروت ۱۹۶۱ء

اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر، قلمی

تذکرہ ہندو اسلامی اثرات، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

محمد بن علوی المالکی الحسینی

محمد بن ادیس الشافعی

محمد احمد مصباحی، مولانا

محمد اسحاق بھٹی، ڈاکٹر

محمد امیر شاہ قادری گیلانی، علامہ

محمد حمید اللہ، ڈاکٹر

محمد طاہر بن عبد القادر مکروری المالکی

محمد فرید وجدی

محمد فرید وجدی

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر

بیاض ہاشمی (قلمی)	محمد ہاشم تتوی، علامہ
قرآن حکیم کا نزول اور وحی، مطبوعہ کراچی	محمود الحسن خسرو، پروفیسر
۱۹۶۹ء	
النبی الخاتم، مطبوعہ دہلی	مناظر حسن گیلانی، سید
المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج،	محی الدین نووی، امام
مطبوعہ مصر	
بصائر ذوی التیمز فی لطائف الکتاب العزیز،	مجدد الدین فیروز آبادی
مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۵ھ	
ہندوستان عربوں کی نظریں، مطبوعہ	مسعود عالم ندوی، مولانا
اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء	
کشف الفنون عن اسامی الکتب	مصطفیٰ بن عبداللہ، ملاکاتپ چلی شہر
والفنون، مطبوعہ لندن	یہ حاجی خلیفہ
خط و خطاطی، مطبوعہ	ممتاز حسین جوئی پوری
کراچی ۱۹۶۱ء	
تاریخ صحف سماوی، مطبوعہ کراچی	نواب علی، پروفیسر
۱۹۶۳ء	
تزک جہانگیر، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء	نور الدین جہانگیر، بادشاہ
مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ دہلی	ولی الدین محمد بن عبداللہ

1. ALI AKBER : Israel and the Prophecies of the Holy Quran, Cardiff (UK), 1974.
2. ENCYLOPAEDIA BRITANNICA: VOLS: 12, 13 & 15 USA 1974
3. FAZLUR REHMAN ANSARI: The Quranic Foundation and the Structure of Muslim Society, Karachi 1973.
4. JAMES DAVID: Islamic Art. London, 1954
5. MAHMUD BARALVI: Seerat-Al-Nabi, Jamshoro, 1982
6. MAURICE BUCCAILLE: The Bible, The Quran and Science.
7. M.M.PICKTHAL, NEW YORK, 1954: The Meaning of the Glorious Quran
8. S.M. INRAM: Cultural Heritage of Islam, Lahore, 1955.
9. Y.H. SAFAD: Islamic Calligraphi, London, 1978



عکسِ حسیلہ

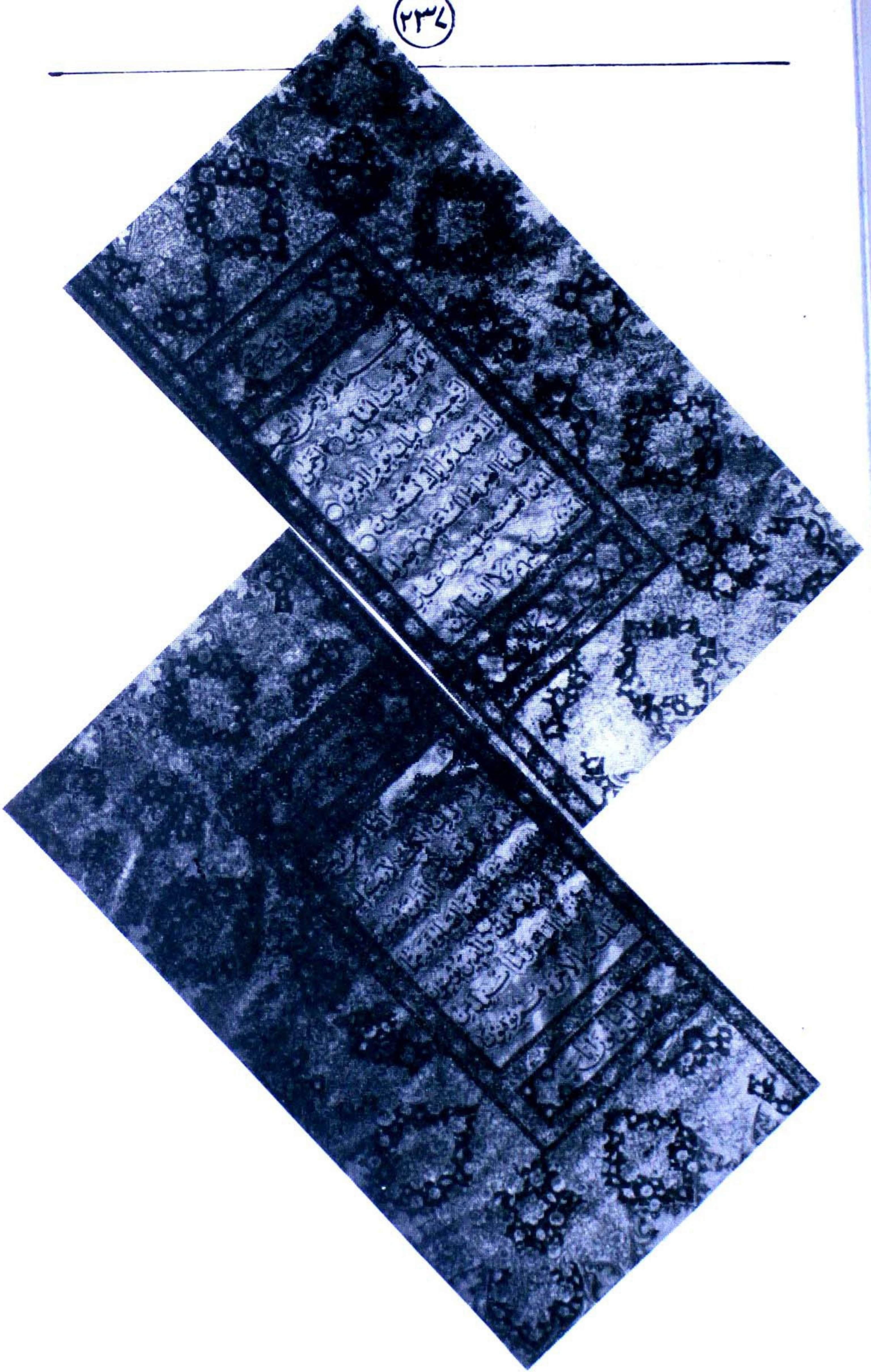
نیشنل میوزیم پاکستان (کراچی) میں محفوظ
 قرآن حکیم کے چند قدیم مخطوطات کے عکس
 جو جناب ایم اے حلیم (ڈائریکٹر نیشنل میوزیم)
 نے ازراہ کرم عنایت فرمائے۔

مسعود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
 خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
 وَجَعَلَ الرَّسُوْلَ مِنْ اَنْفُسِ
 نَبِیِّهِ الَّذِیْ یُخَوِّضُ
 الْوُجُوْهَ لِحُجُوْمِ الْاَسْمٰئِ
 وَیُجَلِّسُ الْاَسْمٰئِ
 لِحُجُوْمِ الْوُجُوْهِ
 وَیُجَلِّسُ الْاَسْمٰئِ
 لِحُجُوْمِ الْوُجُوْهِ

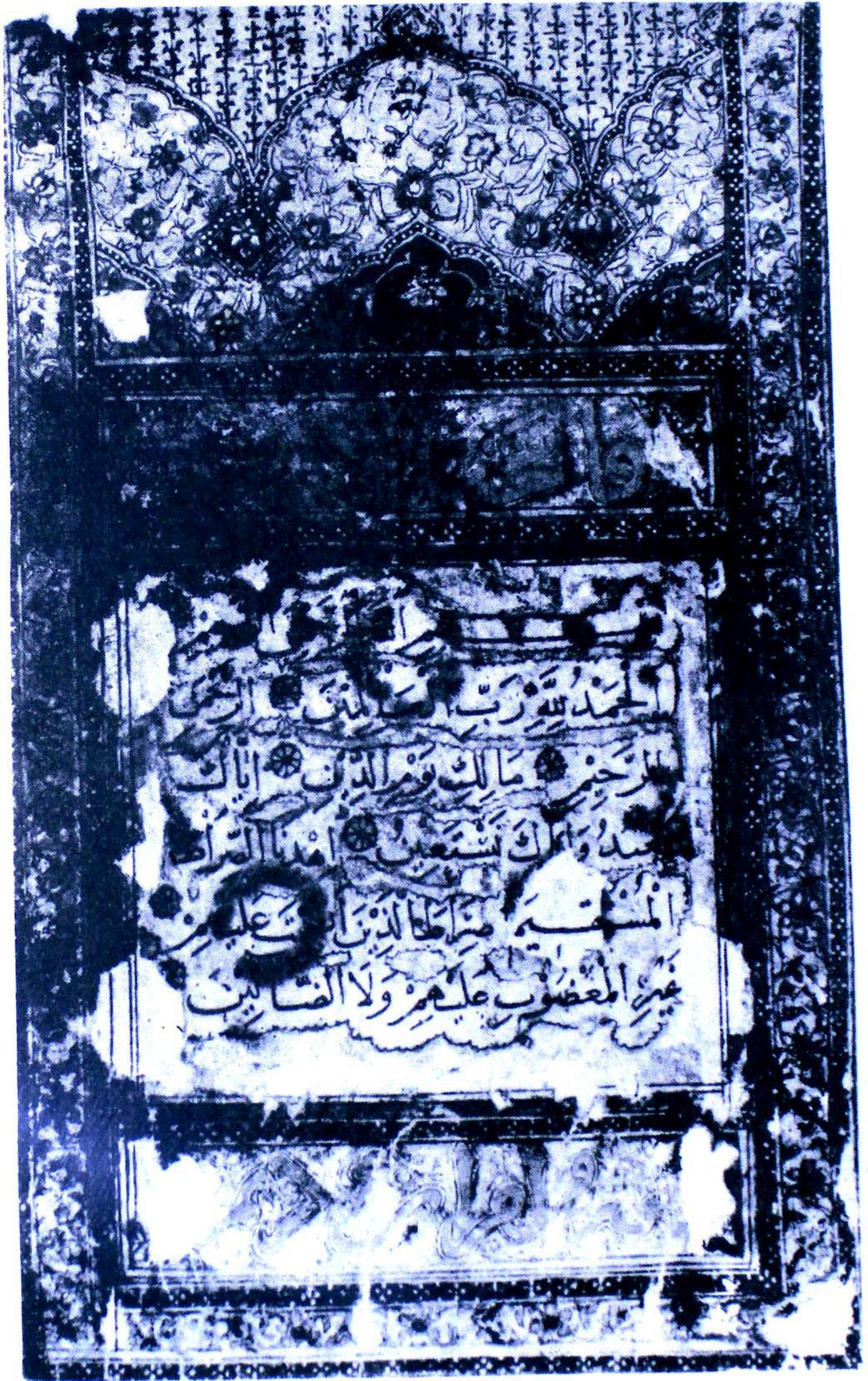
انسخك عن كبري
 انسخك عن كبري
 انسخك عن كبري
 انسخك عن كبري
 انسخك عن كبري
 انسخك عن كبري

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اقْرَبِ لِلنَّاسِ حَسَابَهُمْ وَهَمِّ فِي عَقْلِكَ
 مَعْرُوفُونَ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ
 مُبَشِّرٍ وَلَا تَنْهَوِيهِمْ وَهُمْ يَلْعَبُونَ لَهَيْبَةِ اللَّهِ
 وَالْعِزَّةِ الْكُبْرَى الَّذِينَ تَطَاوَأَتْ أَهْلُ الْمَدِينَةِ
 وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَفْئَاتُونَ الشُّرَكَاءِ أَنْ يُقِيمُوا
 صُورَةَ اللَّهِ كَمَا يُقِيمُونَ صُورَةَ الْبَنَاتِ وَأُولَئِكَ
 هُمُ الْجَاهِلُونَ بِأَنْعَامِ اللَّهِ وَسُوءِ الْمَقَاتِلِ أُولَئِكَ
 هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ يُعَذَّبُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ
 آلِهَتِهِمْ كَاهِنُونَ يُحْبَبُونَ وَأُولَئِكَ يَدْعُونَ
 إِلَى أَنْعَامِهِمْ سَاعَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَنْتَ
 مُنصَرِفٌ إِلَيْهِمْ غَاطِيٌّ وَأُولَئِكَ هُمُ الَّذِينَ يُعَذِّبُ
 اللَّهُ النَّاسَ بِأَنْعَامِهِمْ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ
 كَاهِنُونَ يُحْبَبُونَ وَأُولَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى أَنْعَامِهِمْ



هذا ما خرجت عليه اجمل
 الالهة العا واهلها انما
 لينة عجات وانطقت الملائكة
 منهن ان امسوا واصبروا
 على الهضبات هلا لينة
 يراد بها سمعنا هلا لينة
 الملائكة الاخريات هلا لينة

بسم الله الرحمن الرحيم
 ص والقرآن له الذكر
 يا اذنب كقطر في سموم
 كرم اهاضنا من قبلهم
 من قرب فنادوا ولا تنهت
 منا ص وعجلنا ان جاءهم
 منازرهم منقر وقال الكافرون



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 الْمَلِكِ الْقَدِيمِ الْمَلِكِ الْقَدِيمِ
 الْمَلِكِ الْقَدِيمِ الْمَلِكِ الْقَدِيمِ
 الْمَلِكِ الْقَدِيمِ الْمَلِكِ الْقَدِيمِ
 الْمَلِكِ الْقَدِيمِ الْمَلِكِ الْقَدِيمِ
 الْمَلِكِ الْقَدِيمِ الْمَلِكِ الْقَدِيمِ

مصنّف کی اہم مطبوعات

- | | | |
|-------|-------------------------|---|
| ۱۹۶۴ء | لاہور | ۱۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات |
| ۱۹۶۴ء | حیدرآباد | ۲۔ شاہ محمد عنوث گوالیاری |
| ۱۹۶۹ء | کراچی | ۳۔ تذکرہ منظر مسعود |
| ۱۹۶۹ء | کراچی | ۴۔ فتاویٰ منظہری |
| ۱۹۶۹ء | کراچی | ۵۔ مکاتیب منظہری |
| ۱۹۶۴ء | کراچی | ۶۔ حیات منظہری |
| ۱۹۶۴ء | کراچی | ۷۔ سیرت مجدد الف ثانی |
| ۱۹۶۶ء | کراچی۔ بمبئی | ۸۔ موج خیال |
| ۱۹۶۹ء | لاہور | ۹۔ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم |
| ۱۹۸۰ء | کراچی، الہ آباد | ۱۰۔ محبت کی نشانی |
| ۱۹۸۱ء | سیال کوٹ | ۱۱۔ حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال |
| ۱۹۸۱ء | سیال کوٹ | ۱۲۔ حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی |
| ۱۹۸۱ء | کراچی | ۱۳۔ احمد رضا اور عالم اسلام |
| ۱۹۸۱ء | کراچی، لاہور، مبارک پور | ۱۴۔ گناہ بے گناہی |
| | (زیر طبع) | ۱۵۔ فتاویٰ مسعودی |

